سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون

مترجم

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

Marfat.com

سیرت النبی ﷺ

تالیف

علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون

مترجم

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

ناشران و تاجرانِ کتب
الفیصل
اردو بازار لاہور

Marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

اگست 2014ء
محمد فیصل نے
آر۔آر پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔
قیمت:-/200روپے

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
* عرض مترجم	۲۲
* **مقدمہ: ڈاکٹر حافظ محمد ثانی**	۲۳
باب اوّل	
* حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ	
* زمانہ قبل از اسلام	۵۰
* حلف الفضول	۵۲
* بعض عرب قبائل میں شرک وبت پرستی سے بے زاری کا جذبہ	۵۳
* نبی عربی ﷺ کے ظہور کی پیش گوئی	۵۴
* محمد عربی ﷺ کی ولادت	۵۵
* رسول اکرم ﷺ کا ابتدائی زمانہ	۵۵
* سفر شام	۵۶
* حضرت سیدہ خدیجہؓ سے عقد	۵۷
* تعمیر کعبہ	۵۸
* حجر اسود کا واقعہ	۵۸
* نبی امین ﷺ	۵۹

Marfat.com

* بعثتِ نبوی ﷺ ٥٩
* واقعہ معراج ٦٠
* دین اسلام کی خفیہ تبلیغ ٦٠
* سابقون الاولون ٦١
* خفیہ تبلیغ کے زمانے کے مسلمان ٦١
* اعجاز نبوی ﷺ کا ظہور ٦٢
* علانیہ تبلیغِ اسلام ٦٣
* قبیلہ بنو ہاشم میں دعوتِ اسلام ٦٣
* ابو طالب کے پاس قریش کی آمد ٦٤
* مسلمانوں پر ظلم و ستم کا باقاعدہ آغاز ٦٥
* ہجرت حبشہ اولیٰ ٦٦
* مسلمانوں کے خلاف کفار کی سرگرمیاں ٦٦
* حضرت حمزہ کا قبول اسلام ٧٦
* حضرت عمر بن خطاب کا قبولِ اسلام ٦٨
* بنی ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ ٧٠
* مقاطعہ کا خاتمہ ٧٠
* ہجرت حبشہ ثانیہ ٧١
* سیدہ خدیجہؓ اور ابو طالب کی وفات ٧٢
* طائف میں اسلام کی تبلیغ ٧٢
* طائف والوں کی ایذاء رسانی ٧٣

* ایام حج میں تبلیغِ اسلام ۷۵
* قبائل کی مخالفت ۷۶
* بیعت عقبہ اولیٰ ۷۶
* یثرب میں اسلام ۷۷
* خواتین کی بیعت ۷۸
* مدینہ میں باقاعدہ دعوت اسلام ۷۸
* بیعتِ عقبہ ثانیہ ۷۹
* انصار کا عہد ۸۰
* بارہ نقیبوں کا تقرر ۸۰
* بیعت عقبہ ثانیہ اور قریش کی بوکھلاہٹ ۸۱

باب دوم

* ہجرت مدینہ ۸۲
* ہجرت کا حکم ۸۲
* سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ۸۳
* رسول اللہ ﷺ کے خلاف قریش کا گھناؤنا منصوبہ ۸۴
* کاشانۂ نبوی ﷺ کا محاصرہ اور ہجرت نبوی ﷺ ۸۵
* غار ثور میں قیام ۸۶
* اسماء بنت ابی بکر المعروف ذات النطاقین ۸۶
* سفر مدینہ ۸۷
* اہل مدینہ کا فقید المثال استقبال ۸۷

Marfat.com

* ہجرت علیؓ ۸۸
* تعمیر مسجد قباء ۸۸
* ناقۃ النبی ۸۹
* مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر ۹۰
* میثاقِ مدینہ ۹۰
* اسعد بن زرارہ کی وفات ۹۹
* سیدہ عائشہؓ کی مدینہ آمد ۹۹
* مواخات ۱۰۰
* زکوٰۃ کی فرضیت اور اذان کا حکم ۱۰۰
* عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام ۱۰۰
* غزوۂ ابواء یا ودان ۲ ہجری ۱۰۱
* غزوۂ بواط ۱۰۲
* غزوۂ عشیرہ ۱۰۲
* مدینہ منورہ پر حملہ ۱۰۲
* حضرت حمزہ کی سیف البحر روانگی ۱۰۳
* ثنیۃ المرار کا معرکہ ۱۰۳
* عبداللہ بن جحش اور حضور ﷺ کا فرمان ۱۰۴
* عبداللہ بن جحش کا نخلہ میں قیام ۱۰۴
* سریہ عبداللہ بن جحش ۱۰۵
* مال غنیمت کی تقسیم ۱۰۶
* تبدیلیٔ قبلہ ۱۰۷

Marfat.com

باب سوم

* غزوۂ بدر ۲ھ ۱۰۸
* غزوۂ بدر کا سبب وقوع ۱۰۸
* قافلہ کی روانگی ۱۰۹
* حضور ﷺ کی مہاجرین وانصار سے مشاورت ۱۰۹
* اسلم اور عریض کا گرفتار ہونا ۱۱۰
* حضرت بسیس اور حضرت عدی کی جاسوسی ۱۱۱
* مشرکین کی آمد ۱۱۱
* ابو جہل کا لڑائی پر اصرار ۱۱۲
* فتح کی بشارت ۱۱۳
* مقتولین اور جنگی قیدی ۱۱۴
* بدر کے شہداء ۱۱۵
* مدینہ واپسی ۱۱۵
* حضرت عبادہ بن صامت ۱۱۶
* غزوۂ کدر ۱۱۶
* غزوۂ سویق ۱۱۷
* بدر میں مرتدین واصلِ جہنم ۱۱۸
* اہل مدینہ کو فتح کی خوش خبری ۱۱۸
* جنگی قیدیوں سے حسنِ سلوک ۱۱۹
* جنگی قیدیوں کی رہائی ۱۱۹

Marfat.com

* حضرت عباس کا قبولِ اسلام ۱۲۰
* سیدہ خدیجہؓ کا ہار بطور فدیہ ۱۲۱
* سیدہ زینبؓ کی مدینہ آمد ۱۲۱
* بدر کے مجاہدین و مشرکین ۱۲۲
* غزوۂ نجران ۱۲۲
* کعب بن اشرف کی شرارتیں ۱۲۳
* کعب بن اشرف کا قتل ۱۲۴
* مدینہ کے یہودیوں میں خوف وہراس ۱۲۵
* یہودیوں کی بد عہدی ۱۲۵
* غزوۂ بنو قینقاع ۱۲۷
* بنو قینقاع کی جلاوطنی ۱۲۷
* سریہ زید بن ثامت ۱۲۸
* ابن ابی حقیق کی سازشیں ۱۲۸
* ابن ابی حقیق کا قتل ۱۲۹

باب چہارم

* غزوۂ احد ۳ھ ۱۳۱
* قریش کا جنگی جنون ۱۳۱
* جنگ کے طریقہ میں صحابہ کرامؓ کے نظریات ۱۳۲
* مجاہدین کی روانگی ۱۳۲
* ننھے مجاہدین کی واپسی ۱۳۳

Marfat.com

* غزوۂ احد ۱۳۳
* جنگ کا آغاز ۱۳۴
* حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت ۱۳۴
* حضرت حنظلہؓ کی شہادت ۱۳۵
* رسول رحمت ﷺ پر کفار کا حملہ ۱۳۵
* رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ ۱۳۶
* وحی کی آمد ۱۳۷
* شہدائے غزوۂ احد ۱۳۸
* ابو سفیان کی دعوت جنگ ۱۳۸
* حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے حرمتی ۱۳۹
* غزوۂ حمراء الاسد ۱۳۹
* واقعہ رجیع ۱۴۰
* صحابہ کرامؓ کی شہادت ۱۴۱
* بئر معونہ ۱۴۱
* صحابہ کرامؓ کی شہادت ۱۴۲
* مقتولین کا خون بہا ۱۴۳
* رسول اللہ کے قتل کی سازش ۱۴۳
* غزوۂ بنو نضیر ۱۴۴
* بنو نضیر کی جلاوطنی ۱۴۴
* غزوۂ ذات الرقاع ۱۴۵
* غزوۂ بدر موعد ۱۴۵

* غزوۂ دومۃ الجندل ۱۴۶

باب پنجم

* غزوۂ احزاب ۱۴۷
* جنگ کی وجہ ۱۴۷
* خندق کی کھدائی ۱۴۸
* بنو قریظ کی عہد شکنی ۱۴۸
* مدینہ کا محاصرہ ۱۴۹
* مسلمانوں اور کفار میں جھڑپیں ۱۵۰
* نعیم بن مسعود کی جنگی حکمت عملی ۱۵۱
* بنو قریظہ اور قریش میں نفاق ۱۵۲
* کفارِ مکہ کی روانگی ۱۵۳
* بنو قریظہ کا محاصرہ ۱۵۳
* سردار بنو قریظہ کعب بن اشرف کی اپنی قوم کے سامنے تقریر ۱۵۳
* ابو لبابہ بن عبد المنذر کی غلطی ۱۵۴
* ابو لبابہ کی معافی ۱۵۵
* سعد بن معاذ کا فیصلہ ۱۵۵
* بنو قریظہ کا انجام ۱۵۶
* سعد بن معاذ کی شہادت ۱۵۷
* اہل رجیع کے خون کا قصاص ۱۵۷

Marfat.com

* غزوۂ غابہ ۱۵۸
* غزوۂ بنی مصطلق ۱۵۸
* حضرت جویریہ بنت حرث ۱۵۹
* رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول ۱۵۹
* واقعۂ افک ۱۶۱
* ایک غلط فہمی کا ازالہ ۱۶۱
* وفد بنو مصطلق ۱۶۱

باب ششم

* صلح حدیبیہ ۱۶۳
* مکہ روانگی ۱۶۳
* بیعت رضوان ۱۶۴
* مصالحت کی بات چیت ۱۶۵
* صلح نامہ حدیبیہ ۱۶۵
* ابو جندل بن سہیل کا آنا ۱۶۶
* صلح حدیبیہ کے اثرات ۱۶۷
* واقعۂ ذوالحلیفہ ۱۶۷
* سلاطین کو دعوتِ اسلام ۱۶۸
* شاہِ مصر مقوقس ۱۶۸
* ہرقل کے نام خط ۱۶۹
* والئی دمشق حرث بن شمر غسانی ۱۷۰

Marfat.com

* شاہ حبش کو اسلام کی دعوت ۱۷۱
* نجاشی کا قبولِ اسلام ۱۷۲
* سیدہ ام حبیبہؓ ۱۷۴
* شاہِ کسریٰ اور نامہ بنوی ﷺ ۱۷۵
* کسریٰ کا رویہ ۱۷۵
* حضور اکرم ﷺ کا باذان کو پیغام بھجوانا ۱۷۷
* باذان کا قبول اسلام ۱۷۸

باب ہفتم

* غزوۂ خیبر ۷ھ ۱۷۹
* یہود خیبر ۱۷۹
* یہود خیبر سے معاہدہ ۱۸۰
* زینب بنتِ حرث کا قتل ۱۸۱
* حبشہ کے مہاجرین ۱۸۲
* فدک اور وادیٔ القریٰ کی فتح ۱۸۳
* عمرہ کی ادائیگی ۱۸۳
* سیدہ میمونہؓ سے عقد ۱۸۴
* جنگ موتہ ۸ ہجری ۱۸۴
* عمرو بن عاصؓ اور خالد بن ولیدؓ کا قبول اسلام ۱۸۴
* صحابہ کرامؓ کی جہاد پر روانگی ۱۸۵
* عبداللہ بن رواحہؓ کا خطبۂ جہاد ۱۸۶
* حضرت زید بن حارثؓ کی شہادت ۱۸۶

Marfat.com

* حضرت جعفرؓ کی شہادت ۱۸۷
* حضرت خالد بن ولیدؓ بحیثیت کمانڈر انچیف ۱۸۷
* اسلامی فوج کی واپسی ۱۸۸

باب ہشتم

* فتح مکہ ۸ ہجری ۱۸۹
* بنو خزاعہ اور بنو بکر کی دشمنی ۱۸۹
* صلح حدیبیہ کی منسوخی ۱۹۰
* ابو سفیان کی صلح حدیبیہ کی بحالی کی کوشش ۱۹۰
* ابو سفیان کی ناکام واپسی ۱۹۲
* حضرت حاطب کا خفیہ خط ۱۹۲
* مزنیہ کنود کی گرفتاری ۱۹۳
* رسول اللہ ﷺ کی مکہ روانگی ۱۹۳
* حضرت عباسؓ اور ابو سفیان ۱۹۴
* ابو سفیان کو امان ۱۹۶
* ابو سفیان کا قبولِ اسلام ۱۹۶
* ابو سفیان کی پذیرائی ۱۹۷
* مکہ والوں کو امان ۱۹۸
* عبد العزیٰ بن خطل کا قتل ۱۹۹
* عبد اللہ بن سعد کا معاملہ ۱۹۹
* حویرث بن نفیل اور مقیس بن صبابہ کا قتل ۲۰۰

Marfat.com

* زیارت کعبہ ۲۰۰
* حضور اکرم ﷺ کا اہل مکہ سے خطاب ۲۰۱
* بیعت ۲۰۳
* صفوان بن امیہ اور ابن زبیر کو امان ۲۰۳
* عزیٰ کے بت کدہ کا انہدام ۲۰۳
* انصار کی تالیفِ قلوب ۲۰۴
* بنو ہوازن اور بنو ثقیف ۲۰۴
* درید بن اصمۃ کی مالک کو نصیحتیں ۲۰۵
* ذات انواط کا واقعہ ۲۰۶
* جنگِ حنین ۲۰۷
* بنو ہوازن کا پسپا ہونا ۲۰۷
* بنو ہوازن کا تعاقب ۲۰۸
* طائف کا محاصرہ ۲۰۸
* مجاہدین کی واپسی ۲۰۹
* طائف کے قرب وجوار کے قبائل کی اطاعت ۲۱۰
* ہوازن کا وفد ۲۱۰
* بنو ہوازن کو امان ۲۱۰
* رسول اکرم ﷺ کی رضاعی بہن ۲۱۱
* مال غنیمت کی تقسیم ۲۱۲
* مال غنیمت کی تقسیم پر انصار میں ناراضگی ۲۱۲
* عتاب بن اسید ۲۱۳

* غیر مسلموں سے رواداری کا حکم ۲۱۴
* حضرت ابراہیم کی پیدائش ۲۱۴
* کعب ابن زہیر کو امان وانعام ۲۱۵
* بنو اسد کا قبولِ اسلام ۲۱۵
* ہرقل کی جنگی تیاریاں ۲۱۶
* منافقین کی سازشیں ۲۱۶
* مسلمانوں کا جذبہ ایثار اور شوق شہادت ۲۱۷
* لشکرِ اسلام کی روانگی ۲۱۷
* منافقین کے شبہات واعتراضات ۲۱۸
* اکیدر بن عبدالملک والئ دومۃ الجندل کی اطاعت ۲۱۸
* مجاہدین کی واپسی ۲۱۹
* منافقین کی مسجد کا منہدم کرنا ۲۱۹
* منافقین اور سورۂ برأت ۲۲۰
* عروہ بن مسعود کی شہادت ۲۲۰
* بنو ثقیف کی اطاعت ۲۲۱
* عبد یالیل کی مشروط اطاعت ۲۲۱
* بت کدہ لات کا انہدام ۲۲۲

باب نہم

* سنۃ الوفود ۲۲۳
* فتح مکہ کا عرب قبائل پر اثر ۲۲۳

* بنو تمیم کا وفد ۲۲۴
* بنو تمیم کا قبول اسلام ۲۲۵
* ملوک حمیر کی اطاعت ۲۲۶
* بہر اکا بنو البکاء اور بنو فرارہ کے وفود کی آمد ۲۲۶
* بنت حاتم کی قید ۲۲۶
* بنت حاتم کی رہائی ۲۲۷
* عدی بن حاتم کا اسلام قبول کرنا ۲۲۷
* حج بیت اللہ اور اعلان برأت ۲۲۹
* سورۂ برأت اور حضرت علیؓ ۲۲۹
* ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام ۲۳۰
* اہل نجران کا اسلام قبول کرنا ۲۳۱
* فرمان رسول ﷺ ۲۳۲
* عمرو بن حزم کے لئے نصائح نبوی ﷺ ۲۳۲
* غسان کے وفد کی آمد ۲۳۴
* سلامان اور ازد کے وفود کی آمد ۲۳۴
* جرش کا محاصرہ ۲۳۴
* ہمدان کے وفد کی آمد ۲۳۵
* ملوک کندہ کے وفود کی آمد ۲۳۶
* عبد قیس کے وفد کی آمد ۲۳۶
* علاء بن الحضرمی کی بحرین کی امارت پر تقرری ۲۳۶
* بنو حنیفہ کے وفد کی آمد ۲۳۷

Marfat.com

* کندہ کے وفد کی آمد ۲۳۷
* وائل بن حجر کے وفد کی آمد ۲۳۸
* وائل بن حجر اور حضرت معاویہؓ ۲۳۸
* مذحج و محارب کے وفود کی آمد ۲۳۹
* نجران کے وفد کی آمد ۲۳۹
* حضرت موت کے وفد کی آمد ۲۳۹
* عبس کے وفد کی آمد ۲۴۰
* خولان کے وفد کی آمد ۲۴۰
* بنو ضلیع کا شب خون مارنا ۲۴۰
* بنو ضلیع کی سرکوبی ۲۴۱
* عامر بن صعصعہ کی گستاخی ۲۴۱
* عامر کا بد انجام ۲۴۲
* طے کے وفد کی آمد ۲۴۲
* مسیلمہ کذاب ۲۴۲

باب دہم

* حجۃ الوداع اور رحلتِ نبوی ﷺ ۲۴۴
* حجۃ الوداع ۲۴۴
* حکومت کی تشکیل ۲۴۸
* اسود عنسی کا خروج ۲۴۹
* اہلِ یمن کا فتنہ ارتداد ۲۴۹

* اسود عنسی اور قیروز ۲۵۰
* اسود عنسی کا قتل ۲۵۱
* جیش اسامہ ۲۵۱
* مسیلمہ کذاب و طلیحہ ۲۵۲
* حضور اکرم ﷺ کی علالت ۲۵۳
* خطبۂ نبی ﷺ ۲۵۴
* واقعہ قرطاس کی حقیقت ۲۵۵
* حضرت ابوبکرؓ کو امامتِ نماز کا حکم ۲۵۶
* رسول اکرم ﷺ کا آخری خطبہ ۲۵۶
* وفات نبوی ﷺ ۱۱ ہجری ۲۵۷
* حضرت عمرؓ کی کیفیت ۲۵۸
* حضرت ابوبکرؓ کی استقامت ۲۵۹
* حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ ۲۵۹
* حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ کا لوگوں پر اثر ۲۶۰
* سقیفہ بنو ساعدہ ۲۶۱
* تجہیز و تکفین نبوی ﷺ ۲۶۱
* سقیفہ بنو ساعدہ کا قصہ ۲۶۲
* مسئلہ خلافت پر بحث ۲۶۳
* حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تاثرات ۲۶۳
* حباب بن منذر بن الجموع کے تاثرات ۲۶۳
* عمر بن الخطاب کے تاثرات ۲۶۴

* بشیر بن سعد بن النعمان بن کعب بن الخزرج کے تاثرات ۲۶۴
* حباب بن المنذر کے تاثرات ۲۶۴
* بشیر کے تاثرات ۲۶۵
* بیعتِ خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ ۲۶۵
* حضرت علیؓ اور حضرت ابو سفیان ۲۶۶
* حضرت علیؓ کی بیعت ۲۶۷
* خطبۂ خلافت ۲۶۸
* من گھڑت اور لغو روایتیں ۲۶۹

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
فاضل علوم اسلامی
ایم اے، ایل ایل ایم، ایم فل، پی ایچ ڈی

مقدمہ

''سیرت'' عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کی جمع ''سیر'' ہے، یہ لفظ دراصل ''سَارَ یَسْیِرُ سَیْراً و مَسِیْراً'' سے مشق ہے۔

معروف عربی لغت ''لسان العرب'' کے مطابق ''سَیْراً'' کے معنی ہیں چلنا پھرنا۔(۱)

''تاج العروس'' کے مطابق ''السیّرۃ'' کے معنی طریقہ کے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے ''سار الوالی فی رعیته سیرة حسنة'' حاکم نے رعایا کے ساتھ اچھے طریقہ پر برتاؤ کیا، ''احسن السیّر'' کا مطلب ہے اچھا طریقہ، ''السیرة النبویة'' اور کتب السیرۃ کے الفاظ سیرت بھی طریقہ سے ماخوذ ہیں۔ اور ''مغازی'' وغیرہ کو الحاقی طور پر یا تاویل کی بناء پر اس میں شامل کیا گیا ہے۔(۲)

۱۔ ابن منظور، لسان العرب ۴/ ۳۸۹، دار صادر بیروت،

۲۔ محمد مرتضیٰ الزبیدی، تاج العروس ۳/ ۲۸۷، ۲۸۸، قاہرہ ۱۳۰۶ھ

Marfat.com

سیرت کے اصطلاحی مفہوم کے مطابق اس سے مراد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانحی حالات اور اخلاق وعادات کا بیان ہے۔(۱)

''سیرت'' کا اطلاق حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر پہلے بھی ہوتا رہا اور اب بھی اس کا اصطلاحی مفہوم یہی ہے۔

سیرت کی اولین کتب چونکہ ''مغازی کہلاتی تھیں اس لئے سیرت کے معانی میں خصوصیت سے آنحضرت ﷺ کے مغازی کا بیان اور بعد ازاں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا بیان شامل ہو گیا۔(۲)

محدثین کی اصطلاح میں رسول اکرم ﷺ کے خاص غزوات کو مغازی کے علاوہ ''سیرۃ'' کہتے تھے، مثلاً ابن اسحاق کی کتاب کو مغازی بھی کہا جاتا ہے اور سیرۃ بھی، کتب مغازی کا موضوع بھی در حقیقت اکثر سیرت ہوتا تھا۔ آگے چل کر فقہ میں سیرت کے لفظ سے غزوات اور جہاد کے احکام مراد لئے گئے۔(۳)

''سیرت'' کی اصطلاح کا اولین استعمال :

"The Encyclopaedia of islam" (Leidon, vol.4 p.439)

کے مقالہ نگار جی لیوی ڈیلا ویڈا (G. Levidella Vida) کی تحقیق کے مطابق حضور اکرم ﷺ کی سوانح عمری کے لئے لفظ ''سیرت''

۱۔ پروفیسر عثمان خالد یورش / فن سیرت نگاری ص ۸، ۹

۲۔ مقالہ سیرت / اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۱/ ۵۰۵، دانشگاہ پنجاب، و ڈاکٹر انور محمود خالد / اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ ص ۳، اقبال اکادمی لاہور ۱۹۸۹ء،

۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۱/ ۵۰۶، دانشگاہ پنجاب لاہور ۱۹۸۵ء،

کا استعمال سب سے پہلے ابن ہشام (م ۲۱۳ھ / ۸۲۸ء) نے کیا۔ اس نے ابن اسحاق (م ۱۵۱ھ / ۷۶۸ء) کی ''کتاب المغازی'' میں گراں قدر اضافے کر کے اپنی مرتبہ کتاب کو ''السیرۃ'' کا نام دیا۔ وہ اسے ''ھذا کتاب سیرۃ رسول اللہ ﷺ' یہ کتاب سیرت رسول اللہ ﷺ ہے کہہ کر متعارف کراتا ہے۔(۱)

سیرت النبی ﷺ کے مآخذ و منابع :

(۱) قرآن کریم

(۲) کتب احادیث

(۳) کتب مغازی و سیر

(۴) کتب تاریخ

(۵) کتب تفاسیر

(۶) کتب اسماء الرجال

(۷) کتب شمائل نبوی ﷺ

(۸) کتب دلائل

(۹) کتب آثار و اخبار

(۱۰) معاصرانہ شاعری (۲)

۱۔ ایضاً ص ۶،

۲۔ ایضاً ص ۴۳

سیرت النبی ﷺ کی تدوین کا باقاعدہ آغاز :

کتب سیرت و مغازی کی تدوین کا باقاعدہ آغاز اگرچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز (م ۱۰۱ھ / ۷۱۹ء) کے زمانہ میں ہوا۔ لیکن اس کے ابتدائی نقوش اس عہد سے پہلے بھی ملتے ہیں۔ اولین کتب سیرت کے باقاعدہ مؤلفین مثلاً محمد بن اسحاق ۱۵۰ھ / ۷۶۷ء اور ان کے معاصرین سے پہلے ہمیں تابعین اور تبع تابعین میں بعض علماء کے نام ملتے ہیں۔ جنہوں نے مغازی و سیر کے باقاعدہ مجموعے تالیف کئے اور اگرچہ وہ مجموعے امتداد زمانہ سے تلف ہو گئے۔ لیکن ان کے حوالے بعد کے مؤلفین کتب سیرت میں جابجا نظر آتے ہیں۔ ان میں ابان بن عثمان بن عفان (م ۱۰۰ھ / ۷۱۸ء)، عروہ بن زبیر (م ۹۴ھ / ۷۱۲ء)، شرجیل بن سعد، وہب بن منبہ (م ۱۱۴ھ / ۷۳۲ء)، عبداللہ بن ابی بکر، عاصم بن عمر قتادہ (۱۲۱ھ / ۷۳۸ء)، ابن شہاب زہری (م ۱۲۴ھ / ۷۴۱ء)، ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن، ابو معمر سلیمان بن طرخان (م ۱۴۳ھ / ۷۶۰ء)، معمر بن راشد (م ۱۵۲ھ / ۷۶۹ء)، ابو معشر السندھی (م ۱۷۰ھ / ۷۸۶ء) اور موسیٰ بن عقبہ (م ۱۴۱ھ) کے نام پیش پیش ہیں۔ (۱)

سیرت النبی ﷺ (مغازی) کے سب سے پہلے مدوّن :

سیرت و مغازی کے موضوع پر کتابیں تالیف کرنے والوں میں سب سے پہلے حضرت ابان بن عثمان بن عفان (۲۰ھ / ۶۴۰ء - ۱۰۰ھ / ۷۱۸ء) کا نام آتا ہے جو خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے فرزند تھے۔ تابعین میں انہوں نے حدیث، فقہ، اور مغازی کے عالم کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ حضرت عثمانؓ کے فرزند ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ

۱۔ ڈاکٹر انور محمود خالد / اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ ص ۹۲،

Marfat.com

ﷺ کے بارے میں انہیں مستند معلومات حاصل کرنے کی سہولت حاصل تھی۔ چنانچہ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے ''مغازی'' کی سب سے پہلی کتاب مرتب کی تھی جسے مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے روایت کیا تھا۔(۱)

بنو امیہ کے عہد میں فن مغازی نے ترقی کی، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مغازی کی طرف خاص توجہ کی۔ ان کے حکم سے عاصم بن عمر بن قتادہ (المتوفی ۱۲۱ھ) مسجد دمشق میں مغازی و مناقب کا درس دیا کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں ابن شہاب الزہری (المتوفی ۱۲۴ھ) نے ایک مستقل کتاب لکھی۔ ان کے زیر اثر اس فن کا ذوق عام ہوا۔ چنانچہ کئی لوگ ایسے تھے جنہیں ''صاحب المغازی'' کہا جاتا تھا۔ ابن اسحاق (المتوفی ۱۵۱ھ / ۷۶۸ء) بھی، زہری کے شاگرد تھے اور موسیٰ بن عقبہ الاسدی (المتوفی ۱۴۱ھ / ۷۵۸ء) بھی، ثانی الذکر نے فن مغازی میں نقد و جرح کا اصول برتا اور ابن اسحاق نے تو اتنی شہرت حاصل کی کہ انہیں امام فن مغازی کہا جانے لگا۔(۲)

برصغیر میں سیرت النبی ﷺ کے اوّلین مدوّنین،

(پہلی صدی ہجری):

محمد بن قاسم کی فتح سندھ (۹۴ھ / ۷۱۲ء) کے بعد سندھ میں اسلامی سلطنت کے قیام اور عربوں کے وہاں مستقل قیام کی بناء پر منصورہ، ملتان، دیبل، سندان، خضدار، اور قندابیل اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت اور تدوین کے اہم مراکز کی حیثیت اختیار کر چکے تھے۔ چنانچہ پہلی صدی، ہجری ہی میں اس کے وسیع تر اثرات برصغیر کے خطہ پر رونما ہونے شروع ہوئے۔

۱۔ ابن سعد / الطبقات الکبریٰ ۵ / ۱۵۶، دار صادر، بیروت،

۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۱ / ۵۰۷، دانشگاہ پنجاب لاہور ۱۹۷۵ء،

Marfat.com

سر زمین سندھ و ہند میں اسلامی علوم بالخصوص علوم نبوی ﷺ، احادیث، مغازی و سیر کی اشاعت میں نمایاں اور قابل ذکر خدمات انجام دینے والوں میں موسیٰ بن عقبہ الثقفی، یزید بن ابی کبشہ الدمشقی (م ۹۷ھ / ۷۱۵ء)، المفضل بن المہلب بن ابی صفرہ (م ۱۰۲ھ / ۷۲۰ء)، ابو موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ البصری المعروف نہ نزیل ہند (م ۵۵ھ / ۶۷۴ء) کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ (۱)

بر صغیر میں تدوین سیرت (دوسری صدی ہجری) :

دوسری صدی ہجری کے ائمہ حدیث و سیرت میں بر صغیر (سندھ) کے حوالہ سے سب سے اہم شخصیت ابو معشر نجیح السندی (م ۱۷۰ھ / ۷۸۷ء) کی ہے۔ جنہیں فن مغازی و سیر میں اوّلیت کا درجہ حاصل ہے۔ ابن ندیم نے ''الفہرست'' میں ان کی ''کتاب المغازی'' کا ذکر کیا ہے۔ جو ناپید ہو چکی ہے۔ لیکن اس کے اجزاء واقدی کی ''کتاب المغازی'' اور ابن سعد کی ''الطبقات'' میں محفوظ ہیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے مکاتیب اور خطوط جمع کرنے کا کام بھی سب سے پہلے سندھ میں ہوا، چنانچہ تیسری صدی ہجری کے وسط میں ابو جعفر الدیبلی نے ''مکاتیب النبی ﷺ'' نامی کتاب مدوّن کی۔ (۲)

اردو زبان و ادب میں سیرت نگاری کی ابتداء :

قدیم اردو زبان و ادب میں سیرت النبی ﷺ کا بیشتر ذخیرہ منظوم

۱۔ ڈاکٹر محمد اسحاق / علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ ص ۷۴ ومابعد، مترجم شاہد حسین رزاقی ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۷۷ء،

۲۔ ڈاکٹر انور محمود خالد / اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ ص ۱۹۶،

Marfat.com

ہے کیونکہ اس زمانہ میں نثر سے زیادہ نظم میں دلچسپی لی جاتی تھی۔ جنوبی ہند میں بالخصوص اور برصغیر پاک و ہند کے دیگر علاقوں میں بالعموم ایسی نظمیں کثرت سے لکھی گئی ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ کی حیات مقدسہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے واقعات بیان کرنے کے لئے مثنویوں کی ہیئت سب سے زیادہ موزوں تھی کیونکہ اس میں مسلسل واقعات کو بآسانی سمویا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم اردو دکنی میں سیرت النبی ﷺ کا بڑا سرمایہ مثنوی کی شکل میں ہے۔

اردو میں میلاد نامے، معراج نامے، وفات نامے، شمائل نامے، اور نور نامے وغیرہ آنحضرت ﷺ کی حیات مقدسہ اور سیرت طیبہ کے بعض مخصوص پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ بیشتر نامے مثنویوں کی شکل میں ہیں، لیکن اکادکا ''نامے'' خالص نثر میں ہیں۔ بعض ناموں میں نظم اور نثر کا امتزاج ہے۔

دکن میں کثرت سے میلاد نامے، معراج نامے، وفات نامے، شمائل نامے، اور نور نامے وغیرہ لکھنے کا رواج مذہبی عقیدت مندی کی وجہ سے ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے واقعات مسلمانوں کے لئے اُسوۂ کامل کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسی اُسوۂ حسنہ کی تقلید میں ان کی دنیا بھی سنورتی تھی اور آخرت بھی یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں یہ نامے کثیر تعداد میں لکھے جاتے تھے۔(۱)

ذیل میں ان میں سے چند مقدم ترین ناموں پر سرسری نظر ڈالی جاتی ہے!

مولود نامہ / عبدالملک بہروچی، سال تصنیف ۱۰۰۹ھ / ۱۶۰۰ء، نوع / مثنوی،

۱۔ ایضاً ص ۲۳۱، ص ۲۳۲،

معراج نامہ / سید بلاقی ، سال تصنیف ۱۰۵۶ھ / ۱۶۴۶ء، نوع / مثنوی،

وفات نامہ / امامی، سال تصنیف ۱۱۴۰ھ / ۱۷۲۷ء، نوع / مثنوی،

شمائل نامہ / عبدالحمد ترین، سال تصنیف ۱۱۵۰ھ / ۱۷۳۷ء، نوع / مثنوی،

منظوم کتب سیرت

روضۃ الأنوار / ولی ویلوری، سال تصنیف ۱۱۵۹ھ / ۱۷۴۶ء، نوع مثنوی، (۱)

اردو نثر میں سیرت نگاری (آغاز وارتقاء) :

اردو نثر کے ارتقائی سفر میں کتب سیرت خاصی تاخیر سے شامل ہوتی ہیں۔ اردو میں اگرچہ منظوم کتب سیرت کا آغاز گیارہویں صدی ہجری سے ہو چکا تھا۔ لیکن نثر میں اس کی ابتداء تیرہویں صدی ہجری سے ہوئی۔ اس سلسلہ میں پیشقدمی کا شرف دکن کو حاصل ہوا۔ یوں بھی جنوبی ہند کا سیاسی، معاشرتی، مذہبی، اخلاقی، لسانی، علمی، اور ادبی ماحول اس کے لئے خاصا سازگار تھا۔ (۲)

دکنی عہد میں سیرت کی صرف تین کتابوں کا پتہ چلا ہے۔ یعنی ''ریاض السیر''، ''ممتاز التفاسیر'' اور ''فوائد بدریہ''

لیکن اگر جنوبی ہند سے آگے جائیں اور شمالی ہند کو شامل کر لیں تو اردو میں لکھی گئی کتب سیرت کی تعداد اتنی حوصلہ شکن نہیں رہتی چنانچہ ابتداء سے لے کر ۱۸۵۷ء تک اردو نثر کی کتب سیرت میں ''ریاض السیر''

۱۔ حوالہ سابقہ ص ۲۳۴،

۲۔ ایضاً ص ۲۱۹،

Marfat.com

''ممتاز التفاسیر'' ''فوائد بدریہ'' اور تجلیات الأ نوار'' کے علاوہ ''انوار محمدی ﷺ'' ''وسیلۃ النجات'' ''محافل الأنوار'' ''مولود مسعود'' ''مرغوب القلوب'' ''جلاء القلوب بذکر المحبوب'' ''معراج نامہ اور وفات نامہ'' حافظ دراز پشاوری'' ''کسب النبی ﷺ ر ظہور الحق'' ''معراج نامہ ر جان محمد'' ''ریاض السیر'' ''کشف الأسرار فی خصائص سید الأبرار'' اور ''چار باغ احمدی ﷺ'' کے نام لئے جا سکتے ہیں۔(۱)

اردو نثر میں سیرت کی قدیم ترین کتاب :

اردو نثر میں سیرت کی قدیم ترین کتاب محمد باقر آگاہ (۱۱۵۸ھ ر ۱۷۴۵ء - ۱۲۲۰ھ ر ۱۸۰۵ء) کی ''ریاض السیر'' ہے۔ اس کے دو اور نام بھی ہیں، یعنی ''حقیقت نور محمدی ﷺ'' اور ''مولود شریف''

نصیر الدین ہاشمی کی تحقیق کے مطابق اس کتاب کے تین قلمی نسخے حیدر آباد دکن کی سنٹرل لائبریری کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔(۲)

بعد کے ادوار میں اردو نثر میں سیرت النبی ﷺ کے ارتقائی سفر اور عہد بہ عہد تاریخی و تعارفی جائزہ اور تفصیلی معلومات کے لئے ڈاکٹر انور محمود خالد کی تحقیقی اور علمی کاوش اور اس حوالہ سے منفرد کتاب اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ مطبوعہ اقبال اکادمی لاہور ۱۹۸۹ء کا مطالعہ از حد مفید ہوگا۔ موصوف نے ۱۹۸۴ء تک اردو نثر کی جملہ کتب سیرت کا احاطہ کرتے ہوئے تحقیقی اور تفصیلی معلومات فراہم کی ہیں۔

علاوہ ازیں جملہ مطبوعہ کتب سیرت کے لئے کتابیات سیرت ر قومی نمائش کتب سیرت مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ۱۹۸۴ء، ور حمتہ للعالمین کتابیاتی جائزہ، مرتبہ ہدایت اللہ، مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۱ء، دیکھی جا سکتی ہیں۔

۱۔ ص ۲۳۸،

۲۔ نصیر الدین ہاشمی ر دکنی قدیم اردو کے چند تحقیقی مضامین ص ۴۶ بحوالہ ایضاً ص ۲۴۲،

اردو میں کتبِ سیرت کے تراجم کا باقاعدہ آغاز

عربی کتب کے تراجم:

عربی سے اردو میں کتب سیرت کے تراجم کا باقاعدہ آغاز واقدی کی مشہور کتاب ''کتاب المغازی'' سے ہوا، جس کا اردو ترجمہ سیماب احمد ٹونکی نے شوکتِ اسلام'' کے نام سے کیا، اس کا دفتر اوّل ۱۲۸۹ھ میں اور دفتر دوم ۱۲۹۱ھ میں مطبع نظامی کان پور سے شائع ہوا۔ (۱)

واقدی کی ''کتاب المغازی'' کا ایک اور ترجمہ اسی زمانہ میں مولوی بشارت علی خان نے ''مغازی الصادقۃ'' ترجمہ (مغازی الرسول) کے نام سے ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء، میں کیا جو نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوا۔

اسی دور میں حافظ ابن قیم جوزی کی معرکۃ الآراء کتاب ''زاد المعاد'' کے چند اجزاء کا ترجمہ نواب مصطفیٰ خان شیفتہ نے کیا جو لکھنؤ سے شائع ہوا۔ (۲)

فارسی کتب کے تراجم:

جبکہ فارسی کتب سیرت میں اردو تراجم کے حوالہ سے یہ اعزاز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی کتاب ''سرور المحزون'' (جسے انہوں نے مختصر رسالہ کی صورت میں فارسی زبان میں لکھا تھا) کو حاصل ہوا۔

برصغیر پاک و ہند میں فارسی کتب سیرت سے اردو ترجمہ کے حوالہ سے یہ پہلی کتاب ہے۔ شوکت علی شاہ جہاں پوری نے ''در مکنون'' کے نام سے اس کا ترجمہ کیا، ۱۲۵۸ھ میں مطبع رونق ہند کان پور نے اسے شائع کیا۔

۱۔ حوالہ فہرست پنجاب پبلک لائبریری لاہور مطبوعہ ۱۹۳۶ء ص ۲۹،
۲۔ ڈاکٹر انور محمود خالد / اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ ص ۳۶۳،

Marfat.com

بعد ازاں ''سرور المحزون'' کے متعدد اردو تراجم اور شروح لکھی گئیں، ''درمکنون'' ہی کے نام سے ایک ترجمہ مولانا سراج الیقین کرسوی کا بھی ہے جو ۱۳۳۲ھ میں مطبع مجتبائی لکھنؤ سے شائع ہوا۔ ''ظہور المحزون'' کے نام سے اس کا ترجمہ شعبۂ فارسی دارالعلوم دیوبند کے سابق صدر خلیفہ محمد عاقل مرحوم نے کیا اور کتب خانہ عثمانیہ دیوبند سے شائع ہوا۔ ''سرور المحزون'' کی اردو شرح ''قرۃ العیون'' چھ جلدوں میں سابق والئی ٹونک کے مصارف سے ۱۳۷۱ھ میں شائع ہوئی تھی۔ (۱)

۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء میں علامہ سید جمال حسینی نیشاپوری کی سیرت طیبہ پر مشہور فارسی کتاب ''روضۃ الاحباب'' کا اردو ترجمہ مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوا۔

۱۸۸۹ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ ہی سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی مشہور کتاب ''مدارج النبوۃ'' فارسی کا اردو ترجمہ خواجہ عبدالحمید دو جلدوں میں شائع ہوا۔

انگریزی کتب کے تراجم:

انگریزی کتب سیرت میں اردو تراجم میں مقام اوّلیت پانے کے حوالہ سے جان ڈیون پورٹ کی کتاب ''اپالوجی فار محمد ﷺ اینڈ قرآن کو فوقیت حاصل ہے۔ (۲)

اس کا ایک ترجمہ مولوی عنایت الرحمٰن خان دہلوی نے اور دوسرا مولوی ابوالحسن نے کیا۔ ابوالحسن کے ترجمہ کا نام ''تائیدِ محمد ﷺ والقرآن''

۱۔ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند جنوری، نومبر ۱۹۷۲ء، نقوش رسول نمبر ۱/ ۶۴، ۶۵، ادارہ فروغ اردو لاہور ۱۹۸۲ء،

2- (Deven port, /Apology for Mohammad and the kuran, London. 1869)

Marfat.com

ہے اور ۱۲۸۷ھ میں شائع ہوا، جبکہ عنایت الرحمٰن خان کے ترجمہ کا نام مؤید الاَسلام ہے اور یہ ۱۸۷۰ء میں شائع ہوا۔

انگریزی کی کتب سیرت کے اردو تراجم کا مقصد یہ تھا کہ عیسائی پادریوں کو یہ باور کرایا جاسکے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر وہ جو اعتراضات کرتے ہیں وہ مبنی بر صداقت نہیں اور خود ان (منصف مزاج) ہم مذہبوں کی رائے میں اسلام امن و آشتی کا علم بردار دین ہے اور محمد ﷺ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں پر یہ واضح کیا جاسکے کہ تمام ہی عیسائی متعصب نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں ایسے منصف مزاج بھی موجود ہیں جو دوسرے مذاہب اور ان کے پیشواؤں کو بغض و عناد کی نظر سے نہیں دیکھتے اور چاہتے ہیں کہ جس حد تک ممکن ہو حقیقت کی حد تک پہنچا جاسکے۔ (۱)

بیسویں صدی کتب سیرت کے تراجم کا عہد زریں

انیسویں صدی کے نصف آخر میں اگرچہ کچھ کتابیں اردو میں منتقل ہو چکی تھیں، لیکن اُس وقت تراجم کے نمونے اکادکا تھے۔

بیسویں صدی کے نصف اول میں کتابوں کی اچھی خاصی تعداد کو مترجمین نے ترجمہ کے لئے چنا۔ اُن میں قدیم مصنفین کی کتابیں بھی تھیں اور جدید سیرت نگاروں کی بھی۔ قدما کی بیشتر کتابیں وہی ہیں جن کے حوالے ہمارے اردو کے سیرت نگار اکثر اپنی کتابوں میں دیتے ہیں۔ اُن میں کچھ ترجمے عمدہ ہیں اور کچھ ناقص۔ بعض کتابوں کے جزوی اور بعض کے مکمل تراجم ہوئے۔ بعض اوقات ایک ہی کتاب کا ترجمہ کئی کئی اصحاب نے کیا۔ یہاں چند اہم تراجم کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ (باختصار اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ ۶۹۰۔ ۶۹۳)

۱۔ ڈاکٹر انور محمود خالد ص ۳۳۳، وص ۳۵۷،

Marfat.com

۱۹۱۳ء / ۱۹۱۴ء میں مولوی انشاء اللہ خان، مدیر ''وطن'' لاہور (۱۸۷۰ء - ۱۹۲۸ء) نے ''سیرت الرسول ﷺ'' کے نام سے تین جلدوں میں ''سیرۃ ابنِ ہشام'' کا مختصر ترجمہ شائع کیا۔ اس ترجمہ میں اُن کی معاونت مولوی محمد حلیم ردولوی نے کی۔ یہ محض ترجمہ یا خلاصہ نہیں ہے۔ بلکہ مترجم نے جابجا مفید حواشی بھی دیئے ہیں اور بعض جگہ تشریحات سے بھی کام لیا ہے۔ اس زمانے میں (۱۹۱۳ء میں) قاضی عیاض اندلسی کی مشہور کتاب ''الشفاء'' کا ترجمہ ''شمیم الریاض'' کے نام سے دو جلدوں میں حافظ محمد اسمعیل کاندھلوی نے کیا جو مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہوا۔ ''الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ'' کا ہی ایک ترجمہ نذیر احمد جعفری (متوفی ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) نے کیا اور اسی کا ایک اور ترجمہ ''کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ'' کے نام سے احمد علی شاہ (متوفی ۱۹۲۶ء) نے کیا جو ۱۹۱۴ء میں لاہور سے شائع ہوا۔ ۱۹۲۱ء میں علامہ یوسف بن اسمعیل النبہانی کی کتاب ''الانوار المحمدیہ ﷺ من مواہب اللدنیہ'' کا ترجمہ مولانا عبدالجبار خاں آصفی نے کیا۔ ۱۹۲۳ء میں محمد حسین ہیکل کی کتاب ''حیاۃِ محمد ﷺ'' کا ترجمہ ابو یحییٰ محمد امام خاں نوشہروی (متوفی ۱۹۶۶ء) نے کیا۔ ۱۹۲۴ء میں ''اسوۂ حسنہ'' کے عنوان سے 'زاد المعاد فی ہدیٰ خیر العباد ﷺ' (ابن قیم) کے خلاصہ کا ترجمہ کیا گیا۔ یہ خلاصہ مصری عالم شیخ محمد ابو زید نے ''ہدیٰ الرسول ﷺ'' کے نام سے کیا تھا۔ جسے مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی نے اردو زبان میں منتقل کیا۔ ۱۹۲۶ء میں ''تاریخِ طبری'' کی پہلی دو جلدوں کا ترجمہ ہوا۔ مترجم سید محمد ابراہیم ندوی تھے۔ یہ ترجمہ دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ محمد حسین ہیکل کی کتاب کے مقدمہ کا ترجمہ محمد حسین عرشی نے ۱۹۴۰ء میں ''مقدمہ زندگی محمد ﷺ'' کے نام سے کیا۔ ۱۹۴۲ء میں عبدالرزاق ملیح آبادی نے توفیق الحکیم مصری کی کتاب ''محمد ﷺ'' کا ترجمہ کیا جو ہند پریس کلکتہ سے شائع ہوا۔ ''طبقات کبیر'' کے نام

Marfat.com

سے ۱۹۴۴ء میں عبداللہ العمادی نے ''طبقاتِ ابن سعد'' کو اردو میں منتقل کیا۔ اس کتاب کے پانچ حصے عبداللہ العمادی کی کاوش کا نتیجہ تھے۔ ۱۹۴۶ء میں ظہور وجدانی نے ''بطل الابطال'' کا ترجمہ ''تاجدارِ دوعالم ﷺ'' کے نام سے کیا۔ یہ عبدالرحمٰن عزام بک مصری کی مشہور کتاب ہے۔ ''سیرتِ ابنِ ہشام'' کا ایک اور ترجمہ قطب الدین احمد محمودی حیدر آبادی نے بھی کیا، جو دو جلدوں میں دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدر آباد سے شائع ہوا۔ محمد صاحب جونا گڑھی نے ''السیر فی احوال سید البشر ﷺ'' کا ترجمہ کیا جو ممبئی سے شائع ہوا۔ علامہ خضری کی سیرت پر ایک کتاب کا ترجمہ ''نور الیقین فی سیرت سید المرسلین ﷺ'' کے نام سے مولانا محمد زکریا مائل نے کیا، جسے تاج کمپنی لاہور نے شائع کیا۔ ''بانی اسلام ﷺ'' محی الدین خیاط مصری کی ''دروس التاریخ'' کی پہلی جلد کا اردو ترجمہ ہے۔

اسی دور میں سیرتِ رسول ﷺ سے متعلق انگریزی کے بعض مضامین اور کتبِ سیرت کے بھی اردو میں تراجم ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں ''اسلام اور اس کا بانی ﷺ'' کے نام سے مطبع مجتبائی دہلی سے ایک انگریزی مضمون کا ترجمہ شائع ہوا۔ ٹالسٹائی اور دو تین یورپی مصنفین کے تاثرات پر مشتمل ایک مجموعہ انگریزی سے عربی میں ''حکم النبی محمد ﷺ'' کے نام سے مولانا سلیم تبعین نے ترجمہ کیا تھا۔ اسے ۱۹۱۴ء میں مولوی محبوب عالم کی فرمائش پر عربی سے اردو میں ترجمہ کر کے ''پیغمبر اسلام ﷺ'' کے عنوان سے مولوی محمد فیض الحسن نے ۱۹۲۰ء میں شائع کیا۔

اس رسالہ میں آنحضرت ﷺ کی مختصر سوانح عمری کے علاوہ احادیثِ نبوی ﷺ بھی درج کی گئی ہیں۔ پردہ اور نکاح کے متعلق ٹالسٹائی کے خیالات بھی اس میں شامل ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں کارلائل کے مشہور لیکچر ''ہیرو ایز اے پرافٹ ﷺ'' کا ترجمہ ''سید الانبیاء ﷺ'' کے نام سے اعظم خاں نے کیا، جو مکتبہ ابراہیمیہ حیدر آباد دکن سے چھپا۔ ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کے

Marfat.com

نام سے اسی لیکچر کا دوسرا ترجمہ مہدی حسن ناصری نے ''سرور انبیاء ﷺ'' کے نام سے ۱۹۴۵ء میں کیا۔ یہ ترجمہ معیار پریس لکھنؤ سے شائع ہوا۔ بعد ازاں اسی لیکچر کا ایک اور ترجمہ ''بطلِ نبوت'' (نبی الانبیاء ﷺ) کے نام سے محمد سکندر نے ۱۳۷۸ھ میں کر کے ادارہ سیرتِ پاک لاہور کی طرف سے شائع کیا۔ خالد لطیف گابا (متوفی ۱۹۸۱ء) نے اپنی ہی انگریزی تصنیف ''پرافٹ آف دی ڈیزرٹ ﷺ'' کا ترجمہ ''پیغمبر صحرا ﷺ'' کے نام سے کیا، جسے مکتبہ اردو لاہور نے شائع کیا۔ خورشید احمد انور نے بھی اپنی کتاب انگریزی ''محمد آف عربیہ ﷺ'' کا اردو ترجمہ ''محمد عربی ﷺ'' کے نام سے کیا۔ جو ۱۹۳۸ء میں لاہور سے چھپا۔

ابن خلدون

حیات و خدمات

ابن خلدون (۱) ۷۳۲ھ / ۱۳۳۲ء میں تونس میں پیدا ہوئے اور ۸۰۸ھ / ۱۴۰۶ء میں قاہرہ میں وفات پائی۔ تاریخ میں متعدد ایسی شخصیات کا ذکر ملتا ہے جو ابن خلدون کے نام سے مشہور ہوئے اور قابل ذکر شہرت کے مالک ہوئے، مگر بایں ہمہ ابن خلدون کی بے پناہ شہرت کے باعث اب ابن خلدون کا نام صرف ان کی ذات کے لئے مخصوص ہو گیا ہے۔ جس طرح ''مقدمہ'' کا نام صرف ان کے مقدمہ کے لئے۔

---

(۱)..... حوالہ و مستفاد :

☆ ..... الشوکانی / البدر الطالع ۱ / ۳۳۷۔۳۳۹، مطبعۃ السعادۃ القاہرہ، ۱۳۴۸ھ،

☆ ..... السخاوی / الضوء اللامع ۴ / ۱۴۵۔۱۴۹، مکتبۃ الحیاۃ بیروت،

☆ ..... حاجی خلیفہ چلپی / کشف الظنون ۱ / ۲۷۸، ۸۳۵، ۲ / ۱۱۲۴، ۱۷۹۵، استنبول ۱۹۴۱ء،

☆ ..... ابن العماد / شذرات الذہب ۷ / ۷۶، ۷۷، مکتبۃ القدسی، قاہرہ ۱۳۵۰ھ،

☆ ..... السیوطی / حسن المحاضرۃ ۱ / ۲۶۴، مطبعہ عیسیٰ البابی الحلبی، قاہرہ ۱۹۶۸ء،

☆ ..... اسماعیل باشا البغدادی / ایضاح المکنون ۲ / ۲۲۸، استنبول ۱۹۴۷ء =

Marfat.com

ان کا اصل نام عبد الرحمٰن تھا، اور والد کا نام محمد، ابن خلدون کے لقب سے وہ محض اس لئے مشہور ہوئے کہ ان کے مورثِ اعلیٰ خالد المعروف بہ خلدون جن کی وجہ سے خاندان کے تمام افراد ابن خلدون کہلانے لگے، تیسری صدی ہجری / نویں صدی عیسوی میں اندلس کی طرف ہجرت کر گئے اور وہیں انہوں نے بود و باش اختیار کی جہاں ان کی نسل کے متعدد افراد اہم انتظامی عہدوں پر فائز رہے۔

☆ ..... ایضاً " / ہدیۃ العارفین ۱/ ۲۵۹، استنبول ۱۹۴۷ء،

☆ ..... طٰہٰ حسین / فلسفۃ ابن خلدون، قاہرہ ۱۹۲۵ء،

☆ ..... عمر فروخ / ابن خلدون و مقدمتہ، بیروت،

☆ ..... احمد امین المصری / ظہر الاسلام ۳/ ۲۲۵۔۲۲۸،

☆ ..... محمد لطفی جمعۃ / تاریخ فلاسفۃ الاسلام ۲۲۵۔ ۲۵۳، بیروت،

☆ ..... ساطع الحصری / تاریخ فلاسفۃ الاسلام ۲۲۵۔ ۲۵۳، بیروت،

☆ ..... ساطع الحصری / دراسات عن مقدمۃ ابن خلدون، قاہرہ ۱۹۵۳ء،

☆ ..... عمر / رضا کحالہ / معجم المؤلفین ۵/ ۱۸۸۔ ۱۹۱، داراحیاء التراث العربی بیروت،

☆ ..... الزرکلی / الاعلام ۳/ ۳۳۰، دارالعلم بیروت ۱۹۸۰ء،

☆ ..... عبدالجبار عبدالرحمٰن / ذخائر التراث العربی ۱/ ۱۰۸، کلیۃ الآداب عراق، ۱۹۸۱ء،

Brockel mann, S, II, 342-344 ..... ☆

A.R. Nicholson/ A Literary History of ..... ☆
the Arabs, London, 1923,

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن خلدون کا سلسلۂ نسب یہ ہے!

عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن محمد بن الحسن بن محمد بن جابر بن محمد بن ابراهيم بن محمد بن عبدالرحيم الحضرمی، الاشبیلی الأصل التونسی، القاهری، المالکی، المعروف بابن خلدون، ولی الدین، ابوزید، ابن خلدون نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں لکھا ہے کہ ان کا سلسلۂ نسب حضرت وائلؓ الحضرمی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب تونس کا علاقہ اسلامی مملکت میں شامل ہوا تو مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت وائلؓ کے ایک پوتے حضرت خالد بن عثمان بھی بہ نیت جہاد تونس آئے اور یہیں قیام پزیر ہوئے۔ اہل مغرب (تونس و مراکش) کے لوگ اپنے لب و لہجہ میں زید کو زیدون اور بدر کو بدرون کر دیتے ہیں اسی طرح انہوں نے بھی خالد کو خلدون کر دیا۔ چنانچہ خالد بن عثمان کی اولاد ابن خلدون کے نام سے مشہور ہوئی۔

مؤرخ سخاوی (۸۳۱ھ / ۱۴۲۸ء تا ۹۰۲ھ / ۱۴۹۷ء)(۱) نے

☆ ..... عبدالقادر / ابن خلدون معاشرتی، سیاسی اور معاشی خیالات، حیدر آباد دکن، ۱۹۴۳ء،

☆ ..... سعد حسن خان یوسفی / مترجم مقدمہ ابن خلدون (ترجمہ) ۴۔۳۰، اصح المطابع کراچی، ۱۹۵۷ء،

☆ ..... نیز ابن خلدون کی حیات و خدمات اور علمی افکار پر اسلامی اور مغربی دنیا میں عربی اور انگریزی میں لکھے گئے علمی اور تحقیقی مقالات کی فہرست کے لئے دیکھئے! ..... عمر رضا کحالہ / معجم المؤلفین ۵ / ۱۹۰، ۱۹۱،

۱۔الضوء اللامع لأهل القرن التاسع ۴ / ۱۴۷، مطبوعہ بیروت،

Marfat.com

ابن خلدون کے تذکرہ میں ان کے لئے "رجل فاضل"، جم الفضائل، وقیع القدر، أصیل المجد، وقور المجلس، عالی الهمة، قوی الجأش، متقدم فی فنون عقلیة و نقلیة متعدد المزایا، شدید البحث، کثیر الحفظ، صحیح التصور، بارع الخط، حسن العشرة مفخرمن مفاخر المغرب" کے شاندار الفاظ استعمال کر کے ان کی علمی حیثیت اور شخصیت کا تعارف کرایاہے۔

یورپ کا مشہور مؤرخ آرنکلسن ابن خلدون کے فکرو فلسفہ اور خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتاہے!

"کسی مسلمان نے ایسا نقطۂ خیال پیش نہیں کیا تھا جو بیک وقت ایسا جامع اور ایسا فلسفیانہ ہو، کسی شخص نے آج تک واقعات کی نہایت گہری پوشیدہ قوتوں کو معلوم کرنے، زیر سطح اخلاقی اور جسمانی قوتوں کو آشکار کرنے، یا قومی ترقی اور تنزل کے ناقابل تبدیل قوانین کا تجزیہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔..... وہ اپنے دور کے لوگوں سے بہت اونچا تھا۔ اس کے ہم وطن اس کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے، اس کی ذہنی اور معنوی اولاد میں یورپ کے زمانۂ وسطیٰ کے اور جدید زمانہ کے مؤرخین ہیں۔ (۱)

ابن خلدون اپنی مدت حیات میں جن جن انتظامی اور علمی و تدریسی مناصب پر فائز ہوتے گئے مختلف القاب و اوصاف ان کے نام کے ساتھ حسپاں ہوتے گئے اور ان کی شخصیت کے لئے باعثِ زینت و تعارف بنے مثلاً!

الوزیرالرئیس، الحاجب الصدر، الکبیر، الفقیه، الجلیل، علامه الامة، امام الائمة، اور جمال الاسلام و المسلمین وغیرہ، بعدازاں جب وہ مختلف عہدوں سے رفتہ رفتہ دست بردار ہوئے تو ان کے

1- A. R. Nicholoson/ A Literary History of the Arabs, London. 1923, P.438,

Marfat.com

القاب و صفات بھی یکے بعد دیگرے ترک ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ بعد میں وہ صرف ابن خلدون کے نام سے علمی دنیا میں پہچانے جانے لگے۔

زندگی کے مختلف ایام میں ابن خلدون نے ترقی و عروج کے مدارج طے کئے، کبھی وہ سیاست و ریاست کے میدان میں آکر چمکے، اور کبھی خطابت و قضا میں سربلندی دکھائی، کسی وقت درس و تدریس میں مشغول ہو کر سرآمد روزگار بنے اور کسی وقت سلسلۂ تالیف و تصنیف میں مشغول ہو کر انہوں نے مؤلفین و مصنفین زمانہ کی علمبرداری کی، غرض ان کی زندگی ایک عجیب انقلابی اور ہیجانی دور سے گزری، سکون و اطمینان سے وہ ناآشنا تھے اور خطرات و اہوال کے وہ خوگر۔ مختلف سلطنتوں کے سایہ عاطفت میں وہ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے اور مسرت و شادمانی کی گود میں کھیلے، اور پھر معاً ہی قید و بند کی تکالیف سے دوچار ہو گئے۔

ابن خلدون نے بیس برس کی عمر میں سیاست میں قدم رکھا اور ستر برس تک مختلف عہدوں پر فائز رہے، وزیر، حاجب سفیر، مدرس، قاضی، خطیب بھی ہوئے۔ نیز معتمد اور عدالت مرافعہ کی صدارت کی ذمہ داریاں بھی آپ کے سپرد ہوئیں۔ ۱۳۷۵ء تا ۱۳۷۸ء کے درمیانی عرصہ میں آپ قومی خدمات سے دست کش ہو کر قلعہ ابن سلامہ میں گوشہ نشین ہوئے اور یہی مختصر سا زمانہ ان کی زندگی کا وہ انقلابی عہد ہے جس میں انہوں نے اپنی فکری و نظری، اور علمی افکار کو بام عروج تک پہنچایا۔ چنانچہ ''مقدمہ'' اور ''تاریخ'' ان کی اسی مختصر سی فکری و علمی زندگی کی ایک بیش قدر یادگار ہے۔ جو ان کے نام کو صفحۂ روزگار سے مٹنے نہیں دیتی۔

علامہ ابن خلدون کی فکری و عملی زندگی اساسی طور پر تین ادوار میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

(۱) پہلا دور ان کی سیاسی تحریکات کا ہے۔ جو مغربی شہروں میں گزرا۔ اس کی مدت بیس سال سے کچھ زائد ہے۔ یعنی ۱۳۵۲، تا ۱۳۷۴ء،

(۲) دوسرا دور عزلت و گوشہ نشینی، تصنیف و تالیف کا ہے جو آپ نے قلعہ ابن سلامہ میں اولاد بنی عریف میں گزارا یہ دور چار برس ممتد رہا یعنی ۱۳۷۴ء تا ۱۳۷۸ء،

(۳) تیسرا دور تدریس و قضا اور اپنی تالیف پر نظر ثانی کا ہے۔ یہ اٹھائیس سال جاری رہا۔ یعنی ۱۳۷۸ء تا ۱۴۰۶ء،

یوں عزلت و گوشہ نشینی کا دور گو ہر دو دیگر دوروں سے مختصر ہے۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ یہ ابن خلدون کا فکری اور انقلابی دور ہے۔ اس سے قبل وہ سیاسی تحریکات و انقلابات میں سرگرم رہے اور قلعہ ابن سلامہ میں فروکش ہونے کے بعد سیاست کی طرف رخ نہیں کرتے بلکہ اپنے اوقات کو فکری و علمی خدمات کے لئے وقف کر دیتے ہیں اور بعد ازاں قضا و تدریس کی مشغولیات میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

ابن خلدون کی گوشہ نشینی کی زندگی ایک انقلابی موڑ ہے جس میں ''مقدمہ'' و تاریخ الموسوم بہ ''العبر و دیوان المبتدا و الخبر فی ایام العرب و العجم و البربر ومن عاصمھم من ذوی السلطان الأکبر'' جیسی معرکہ الآراء تصانیف معرض وجود میں آئیں۔

''مقدمہ'' اور تاریخ کے علاوہ ابن خلدون کی تصانیف میں مندرجہ ذیل کتب کے نام بھی ملتے ہیں۔

''شرح قصیدۃ ابن عبدون الاشبیلی'' لباب المحصل فی اصول الدین '' ''رحلۃ '' ''طبیعۃ العمران'' ''شفاء السائل لتھذیب المسائل'' آخر الذکر کتاب متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔ پہلی مرتبہ ترکی زبان میں مقدمہ کے ساتھ جامعہ انقرہ استنبول سے ۱۹۵۸ء میں، ۱۹۲ صفحات

Marfat.com

۱۲ سائز میں شائع ہوئی، جبکہ دوسری بار فرانسیسی زبان میں مقدمہ کے ساتھ بیروت سے ۱۹۵۹ء میں ۱۸۹ صفحات ۱۴ سائز میں شائع ہوئی۔

تاریخ ابن خلدون :

ابن خلدون کی تاریخ (العبر و دیوان المبتدا و الخبرفی ایام العرب و العجم و البربر و من عاصر هم من ذوی السلطان الأکبر) مشہور بہ تاریخ ابن خلدون قاہرہ ۱۲۸۴ھ اس زمانہ کی تاریخ کے متعلق ایک بڑی اہم تصنیف ہے۔ اگرچہ اس جامع تاریخ کے بعض حصوں میں حقائق کے طریق اظہار اور اسنادی قدر و قیمت کے لحاظ سے بہت سی خامیاں رہ گئی ہیں، پھر بھی دوسرے حصوں میں باوجود طرز تحریر کے بعض نقائص کے تاریخ کے مطالعہ کے لئے بہت سی اہم اسناد موجود ہیں، اس کی تاریخ بربر ہر اس چیز کے لئے جو الغرب، عرب اور بربر قبائل اور اس ملک کے ازمنۂ وسطیٰ کی تاریخ سے تعلق رکھی ہے، ہمیشہ کے لئے ایک قیمتی رہنما رہے گی۔ یہ کتاب پچاس سال چودھویں صدی کے دوسرے نصف کے براہ راست مشاہدے اور متعدد کتابوں، وقائع اور اپنے زمانہ کی سفارتی اور سرکاری دستاویزوں کے گہرے مطالعہ کا ثمرہ ہے۔ (۱)

تقی الدین المقریزی (۷۶۶ھ / ۱۳۶۴ء، تا ۸۴۵ھ / ۱۴۴۲ء) نے تاریخ ابن خلدون کے متعلق مندرجہ ذیل کلمات خراج عقیدت ادا کئے ہیں۔

"لم یعمل مثاله و انه لعزیز أن ینال مجتهد منالها، اذهی زبدة المعارف و العلوم، و نتیجة العقول السلیمة و الفهوم، توقف

۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱/ ۵۰۶، دانشگاہ پنجاب لاہور ۱۹۸۰ء،

Marfat.com

على كنه الأشياء و تعرف حقيقة الحوادث والانباء و تعبر عن حال الوجود و تنبئ عن اصل كل موجود بلفظ ابهى من الدر النظيم وألطف من الماء مربه النسيم " (۱)

ابن خلدون نے اپنی اس معرکۃ الآراء کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی جلد ایک طویل تمہید یا تعارف پر مشتمل ہے۔ جس کا عنوان ہے "المقدمة فی فضل التاریخ" جس میں سماج اور ریاست کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اور مصنف نے اپنے عمرانی اور فلسفیانہ خیالات کی تشریح کی ہے۔

دوسرا حصہ (جو بولاق والے مطبوعہ ایڈیشن کی دوسری، تیسری، چوتھی اور پانچویں جلدوں پر مشتمل ہے) قدیم اقوام کی تاریخ کے احوال سے شروع ہوتی ہے۔ مثلاً! عرب قبل الاسلام، اہل بابل، نبطی، قبطی، یہود، ابتدائی عیسائیت، ایرانی، یونانی، رومی، قوطی وغیرہ، اور پھر تاریخ اسلام یعنی، بنی امیہ، بنی عباس، اور اپنے زمانہ تک کے دوسرے خاندانوں کا تذکرہ کرتا ہے۔ تیسرا حصہ (جو مطبوعہ بولاق ایڈیشن کی چھٹی اور ساتویں جلدوں پر حاوی ہے) بربروں اور زناتہ کی تاریخ سے متعلق ہے۔

ابن خلدون کی تاریخ "العبر" کتب تاریخ میں اہم مقام رکھتی ہے۔ سات جلدوں کی یہ ضخیم تاریخ شرق و غرب، عرب و بربر، ایشیا و افریقہ کا گویا تاریخی دائرہ معارف (Historical Encyclopedia) ہے۔ جو تاریخی معلومات کے ساتھ ساتھ ابن خلدون کے سیاسی اور علمی افکار و معارف کا بھی خزینہ ہے۔ یہ تاریخ اس لحاظ سے بھی بعض انفرادی خصائص کی حامل ہے کہ اس میں گویا اس عہد کی پوری اسلامی دنیا کا تاریخی جائزہ حسب

۱۔ السخاوی / الضوء اللامع ۴ / ۱۴۷،

Marfat.com

ترتیب پیش کیا گیا ہے۔

''تاریخ ابن خلدون'' (العبرو دیوان المبتدا و الخبر) پہلے محمد الصاغ کی تصحیح کے ساتھ ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء میں بولاق سے سات جلدوں میں شائع ہوئی۔

جبکہ دوسری مرتبہ علاء الفاسی کی تصحیح اور شکیب ارسلان کی تعلیق کے ساتھ مطبعۃ النھضۃ قاہرہ سے ۱۹۳۶ء میں تین جلدوں میں شائع ہوئی۔

بعد ازاں ۱۹۵۶ء-۱۹۶۱ء کے دوران یوسف اسعد داغز کی فہارس کے ساتھ مکتبۃ المدرسہ بیروت سے سات جلدوں میں شائع ہوئی اور تاحال متعدد اداروں سے بارہا شائع ہو چکی ہے۔

''تاریخ ابن خلدون'' کا ایک حصہ جس کا تعلق افریقہ میں بنو اغلب کی حکومت سے ہے، فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ پیرس میں ۱۸۴۱ء-۱۸۵۱ء میں شائع ہوا۔ جو حصہ اہل یورپ کی اسلامی ممالک پر یلغار سے تعلق رکھتا ہے وہ مع لاطینی ترجمہ اوسلو سے ۱۸۴۰ء میں شائع ہوا، فرانسیسی ترجمہ ازدیسلان ۱۹۲۵ء-۱۹۳۴ء کے دوران شائع ہوا۔ ''تاریخ ابن خلدون'' کا پہلا اردو ترجمہ احمد حسین نے کیا جو الہ آباد سے ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا اور تاحال کئی تراجم متعدد اداروں سے شائع ہو چکے ہیں۔

سیرت النبی ﷺ

''سیرت النبی ﷺ'' علامہ ابن خلدون کی شہرۂ آفاق تاریخ ''العبرو دیوان المبتدا و الخبر'' کا اہم حصہ ہے۔ تاریخ ابن خلدون کا

Marfat.com

سیرت النبی ﷺ پر مشتمل یہ حصہ اہمیت کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ سیرت کا تاریخی تناظر میں مطالعہ ہے۔

علامہ ابن خلدون نے ''سیرت النبی ﷺ'' میں تاریخی انداز میں اختصار اور جامعیت کے ساتھ حیات طیبہ ﷺ کے اہم گوشوں کو بیان کیا ہے۔ طویل عرصے سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ''سیرت النبی ﷺ'' ابن خلدون کو عام فہم اردو ترجمے کے ساتھ شائع کیا جائے۔

پیش نظر کتاب کا اردو ترجمہ ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری نے جن کی اس سے قبل متعدد تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ عام فہم انداز میں کر کے اس ضرورت کو پورا کیا ہے۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔

''سیرت النبی ﷺ'' کے ذخیرے میں علامہ ابن خلدون کی پیش نظر کتاب تاریخی نکات اور گوناگوں علمی فوائد پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ مطالعہ نگاران سیرت کے لئے گراں قدر علمی تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ مؤلف، مترجم، ناشر اور راقم الحروف کے لئے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذخیرۂ آخرت اور وسیلۂ شفاعت بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ثانی

کراچی۔ ۵ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ / ۱۲ فروری ۲۰۰۰ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عرضِ مترجم

محبوب دوعالم، ہادیٔ آخر و اعظم، سیّد عرب و عجم، حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار عقیدت و محبت بندۂ مؤمن کا سرمایۂ جان و ایمان ہے۔

اسلام کی پوری چودہ سو سالہ تاریخ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے امت محمدی کے عشق و عقیدت کے علمی اور عملی اظہار سے عبارت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت کا بیان صاحب الجلال والاکرام کے ابدی پیغام ''ورفعنا لك ذكرك'' کی قولی اور عملی تفسیر سے ہوااور نزول قرآن، عہد صحابہؓ، عہد تابعینؒ اور خیر القرون سے آج تک جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ تاقیام قیامت جاری و ساری رہے گا۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت کا آغاز مغازی اور شمائل کی خاص اصطلاحات سے ہو ااور پھر ان اصطلاحات میں اتنی ہمہ گیر وسعت ہوئی کہ صورت و سیرت کے ہر گوشے کو عاشقان دربار نبوی ﷺ نے موضوع بحث بناکر سیرت نگاری کے باب میں زریں عنوانات کا اضافہ کیا۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں ہر عہد کے سیرت نگار نے اپنی علمی اور قلمی نگارشات میں اس محبوب موضوع پر لکھنا باعث سعادت و صد

Marfat.com

افتخار سمجھا اور یوں ہزاروں کتابیں سیرت نبوی ﷺ پر مدون ہوئیں۔

''ابن خلدون'' اسلام کے فکر و فلسفہ، تہذیب و ثقافت، اور تاریخ و سیاست کے ماہر ارباب قلم میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان کی شہرۂ آفاق کتاب ''مقدمہ'' (العبر و دیوان المبتدا والخبر) مشرق و مغرب میں متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔ سات ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ کتاب مشرق و مغرب کی تاریخ کا دائرہ معارف ہے۔ اس ضخیم تاریخ کی جلد اوّل ''سیرت النبی ﷺ'' پر مشتمل ہے۔ جسے ابن خلدون نے اپنے خاص تاریخی رنگ میں مرتب کیا ہے۔ پیش نظر کتاب ''سیرت النبی ﷺ'' درحقیقت تاریخ ابن خلدون کی سیرت النبی ﷺ کا ترجمہ ہے۔ طویل عرصہ سے اس امر کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس حصہ کا ترجمہ علیحدہ سے شائع کیا جائے، اس علمی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے علم دوست محبّ و محترم محمد فیصل مدیر و معتمد الفیصل ناشران لاہور نے مجھے اس کے ترجمے کی ضرورت سے آگاہ کرتے ہوئے آمادہ کیا کہ عام فہم اسلوب میں اسے ترجمہ کر کے شائع کیا جائے۔ موصوف کی اس خواہش پر میں نے ترجمہ کا آغاز کیا اور تکمیل کے بعد محقق اور سیرت نگار ڈاکٹر حافظ محمد ثانی صاحب سے ''مقدمہ'' لکھنے کی درخواست کی جسے انہوں نے قبول کرتے ہوئے علمی اور مبسوط مقدمہ لکھ کر ابن خلدون کی حیات و خدمات کا مختصر تعارف کرایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

میں ترجمے کی تکمیل پر اپنی اہلیہ کا بھی ممنون ہوں۔ جنہوں نے اس مقدس فریضے کی ادائیگی کے دوران میری ہر سطح پر معاونت کی، اللہ اس کتاب کو مؤلف، (ابن خلدون) میرے لئے، میرے والدین، اہلیہ اور جملہ اہل خانہ کے لئے ذخیرۂ آخرت و شفاعت بنائے۔ آمین

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

۲۸ شوال ۱۴۲۰ھ / ۵ فروری ۲۰۰۰ء

Marfat.com

باب اول

حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ

اسلام سے پہلے کا زمانہ :

قریش کو اگرچہ مکہ مکرمہ میں حکومت تو حاصل ہو گئی تھی اور مضر قبائل کے افراد قرب وجوار کے ممالک اور علاقوں مثلاً شام و عراق اور حجاز میں بکھر بھی چکے تھے، اور ان میں سے بعض حضرات نے بدوی زندگی اختیار کر لی اور بعض خانہ بدوش ہو کر مختلف جگہوں پر بسیر اکرتے رہے، اور ان میں سے بعض عیش و عشرت اور بعض تمدنی پہلوؤں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یہ لوگ کبھی تو عراق اور شام کے میدانوں میں فارس اور روم سے معرکہ آرائیاں کرتے نظر آتے اور کبھی اپنی ہی زمین کی حفاظت کی غرض سے اپنے قبائل کے افراد کو جمع کر کے شام اور عراق والوں سے لڑتے دکھائی دیتے تھے۔ جب یہ لڑائیاں ہوتیں تو کبھی یہ مغلوب ہو کر خراج (ٹیکس) ادا کرنے پر مجبور ہو جاتے اور پھر جیسے ہی موقع پاتے اور خراج کی ادائیگی اور فاتح کی اطاعت سے سرکشی اختیار کر کے اس کی مخالفت پر اتر آتے۔ غرض یہ کہ نہ تو یہ خود سکون سے بیٹھتے تھے اور نہ کسی دوسرے کو سکھ کا سانس لینے دیتے تھے۔ والیانِ عراق و شام کو اسی وجہ سے دنگا و فساد کی کوششوں کو رفع کرنے کے

Marfat.com

لئے تیار رہنا پڑتا تھا۔ ان معاملات میں وہ قبائل مضر ملوک کندہ، ہو حجر آکل المرار کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اس زمانہ سے کہ تبع حسان نے ان کو اپنا نمائندہ مقرر کیا تھا۔

یوں سمجھ لیجئے کہ ملک عرب میں کوئی حکومت نہ تھی۔ البتہ آل منذر شہنشاہِ فارس کی طرف سے حیرہ میں اور شام میں روم کی جانب سے آل جہینہ، اور حجاز پر ہو حجر آکل المرار حکومت کر رہے تھے۔

قبائل مضر بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ تمام عرب اس وقت بت پرستی، الحاد، قطع رحمی، اللہ کے ذکر سے روگردانی کرنے والے، جادو، ٹوٹکے، شگون لینے والے، ستاروں، پتھروں اور اسی قسم کی دیگر چیزوں کی پرستش کرنے والے تھے۔ حال یہ تھا کہ گوہ، بچھو، سانپ اور مردہ جانوروں کا گوشت کھاتے تھے۔ قحط اور خشک سالی کے دوران اونٹوں کو زخمی کر دیا کرتے تھے پھر ان کا خون پیتے تھے۔ اونٹ کے گوشت کو عمدہ غذاؤں میں شمار کرتے تھے اور اس کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے۔

ملوک آل منذر آل جہینہ اور ہو جعفر کے پاس وفود کی شکل میں ملنے جایا کرتے اور اس کو اپنے لئے بڑی فخر کی بات سمجھتے۔ معمولی معمولی باتوں پر لڑ جانا اور پھر عرصہ دراز تک اس لڑائی کے سلسلہ کو جاری رکھنا ان کا مشغلہ تھا۔ مار دھاڑ، قتل و غارت گری، راہ زنی، ڈاکے معمول کی باتیں تھیں۔ جوا ان کا من پسند کھیل تھا۔

ان کو حرام کاری سے نفرت نہ تھی۔ شراب نوشی اور دیگر نشہ آور اشیاء کے استعمال کے رسیا تھے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس جاہل، اجڈ قوم کو دنیا پر مظاہر کرنے اور غلبہ دینے کا ارادہ فرمایا۔ ان کے برے دنوں کو اچھے دنوں سے بدلنا چاہا۔ اور ان میں الحاد و شرک اور بت پرستی کے بجائے توحید باری تعالیٰ اور اسلام کو پھیلانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ تو پھر اس دلوں کو پھیرنے والی ذات نے ان کو نیکی، خیر اور اصلاح کی طرح متوجہ کر دیا۔ ان

Marfat.com

کے بُرے اعمال کو اچھے اعمال سے ذلت کو عزت سے، شر کو خیر سے، گمراہی و ضلالت کو ہدایت سے، نافرمانی و سرکشی کو اطاعت سے، تنگی کو خوش حالی سے، افلاس و گدائی کو حکومت و سیادت سے، قطع رحمی و عداوت کو صلہ رحمی اور محبت و مؤدت سے بدل دیا۔

سچ بات تو یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو پہلے اس کے اسباب فراہم کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ظہورِ اسلام سے پہلے ہی کسی قدر ان میں تہذیب و تمدن کے آثار بیدار ہو چکے تھے۔ خودداری اور خود شناسی کا جوہر پیدا ہو گیا تھا۔ حق کی پہچان کو سمجھنے لگے تھے اور عرب کو اہل فارس کے مقابلہ میں واقعۂ ذیقار میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ جس کی بابت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابِ کرامؓ کو بتایا تھا اور ارشاد فرمایا تھا کہ !

الیوم انتصفتِ العرب من العجم ولی نصروا،

قبیلہ بنو تمیم کا حاجب بن زرارہ کسریٰ فارس کے پاس وفد بنا کر گیا اور اس سے امداد چاہی، جب اس نے قدیم رواج کے مطابق استرہان سے کہا تو حاجب بن زرارہ نے تکبر اور نخوت سے اپنے لڑکے کے استرہان سے روگردانی کی اور اپنی کمان اس کو دے دی۔

معاہدہ حلف الفضول :

ان تمام واقعات کے دوران عرب اپنی عزت و عظمت اور برتری کے لئے لڑتے بھی جاتے تھے۔ قبیلہ قریش کو ان سب باتوں میں تمام قبائل عرب میں ایک اعلیٰ حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ اصلاح اور مخلوق خدا کو آرام و آسائش کا جذبہ سا پیدا ہو گیا تھا۔ بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو اسد بن العزیٰ، بنو زہرہ، بنو تمیم یہ تمام قبائل اکھٹے ہوئے اور باہم جمع ہو کر یہ عہد و پیمان کیا کہ مکہ میں جو بھی مظلوم آئے۔ اس پر خواہ اس کے خاندان قبیلہ والوں نے یا کسی

Marfat.com

غیر نے ظلم کیا ہو اس کی مدد کی جائے اور ظالم کی مخالفت کر کے مظلوم کو اس کا بدلہ دلایا جائے۔ قریش نے اسے حلف الفضول کا نام دیا۔

بعض عرب قبائل میں شرک وبت پرستی سے بے زاری کا جذبہ :

عرب اقوام و قبائل کے دلوں میں ایک ہوک اٹھی اور ان میں دین کی تلاش کا جذبہ موج زن ہوا اور الحاد و بت پرستی سے ان کی طبیعت بیزار ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ اور عثمان بن اطویرث بن اسد اور زید بن عمرو بن نفیل (یہ حضرات ہو عدی بن کعب سے) اور عبید اللہ بن جحش (یہ ہو اسد بن خزیمہ سے) ایک جگہ جمع ہوئے اور پتھروں اور بتوں کی پوجا سے بے زاری کا اظہار کیا اور یہ چاہا کہ اقوام عرب کو سمجھایا جائے اور ان کو دین ابراہیمی کی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔ اسی سوچ و بچار اور فکر میں غلطاں ورقہ بن نوفل عیسائی ہو گیا اور اہل کتاب سے ان کی کتب کی تعلیمات سیکھیں۔ عبید اللہ بن جحش اپنے مسلک پر قائم رہا۔ حتیٰ کہ اسلام ظاہر ہوا، اس نے بھی اسلام قبول کیا۔ حبشہ کی جانب ہجرت بھی کی، مگر وہاں جاکر عیسائی ہو گیا اور اسی حالت میں مرا۔ عثمان بن اطویرث قیصر روم کے پاس گیا۔ نصرانی ہو گیا اور اس کی بڑی قدر و منزلت کی گئی۔

زید بن عمرو نے نہ تو کسی دین کو قبول کیا اور نہ ہی یہود و نصاریٰ میں سے کسی کی کتاب کا متبع ہوا۔ البتہ بت پرستی چھوڑ دی۔ مردہ جانوروں اور خون کو خود پر حرام کر لیا۔ نیز قطع رحمی اور خون ریزی سے بھی توبہ کر لی۔ جب کوئی اس سے پوچھتا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو تو جواب دیتا کہ اعبد رب ابراھیم میں ابراہیم علیہ السلام کے رب کی عبادت کرتا ہوں۔

اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کرتا اور ان کو ملامت بھی کرتا تھا اور جب زیادہ ہی جوش میں آتا تو یہ کہہ اٹھتا تھا کہ !

اللھم لوانی اعلم ای الوجوہ احب الیك لعبد تك

Marfat.com

ولکن لا اعلم

ترجمہ : اے اللہ ! اگر میں اس طریقہ کو جانتا جو تیرے نزدیک محبوب ہے تو میں اسی طریقہ سے عبادت کرتا۔ لیکن میں اس طریقہ کو نہیں جانتا۔

نبی عربی ﷺ کے ظہور کی پیشین گوئی :

ان واقعات کے بعد کاہنوں اور منجموں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ عرب میں ایک ایسا نبی مبعوث ہونے والا ہے اور اس نبی ﷺ کی حکومت بہت جلد ظاہر ہونے والی ہے۔ اسی طرح اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی اپنی کتب توریت اور انجیل کی بشارتیں اور خوش خبریاں دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبریں دینے لگے۔ اور پھر اللہ جل شانہ نے بھی اپنی نشانیاں ظاہر کیں۔ جیسے اصحاب فیل کا شکست کھانا اور ہلاک ہو جانا۔ اس کے بعد حبشہ کی حکومت کا یمن سے سیف بن ذی یزن کے ہاتھوں ختم ہو جانا۔ اور سیف بن ذی یزن کا حکومتِ یمن پر جانشین ہونا۔ عبد المطلب اور روٴسائے مکہ وفد بنا کر سیف بن ذی یزن کو مبارک باد دینے آئے۔ سیف بن ذی یزن نے عرب میں نبی کے ظاہر ہونے کی خبر دی۔ اور خصوصیت سے عبد المطلب کو خوش خبری سنائی کہ وہ ذی وقار نبی تمہاری اولاد میں سے ہوگا۔ یہ بات سن کر اکثر روٴسائے عرب کے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ صاحب مرتبت نبی ان میں سے ہوگا۔ چنانچہ بعض روٴسائے عرب اہل کتاب کے عالموں اور کاہنوں کے پاس گئے اور کئی باتیں دریافت کیں۔ مثلاً امیہ بن ابی الصلت ابو سفیان بن حرب کے ساتھ ملکِ شام کی طرف گئے تھے۔ انہیں یہ خیال گزرا کہ شاید وہ نبی میں ہی ہوں۔ کسی کاہن سے دریافت کیا تھا کہ یا ان کو یہ خیال گزرا کہ ہو سکتا ہے کہ نبوت ہو عبد مناف میں سے ہو، لیکن ان کو ان کی امید کے خلاف ہی جواب ملا۔ ان ہی ایام کے دوران رجم شیاطین بھی ہوا اور اب وہ

Marfat.com

زمانہ آگیا تھا کہ نبوت کے ظہور سے کفر کی تاریکی ہمیشہ کے لئے دور کر دی جائے۔

رسول اللہ ﷺ کی ولادت :

جلوسِ کسریٰ میں حضور اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ عبدالمطلب بن ہاشم نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق آپ ﷺ کی کفالت اور پرورش کی۔

قبیلہ بو سعد ہوازن اور بو نصر بن سعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا زمانہ مکمل ہوا۔ حلیمہ بنت ابی ذویب عبداللہ بن حرث بن شحنہ بن زراح بن ناضرہ بن خصفہ بن قیس نے دودھ پلایا۔ جب حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک چار سال کی ہوئی تو آپ ﷺ اپنے رضائی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے جانے لگے، ایک مرتبہ دو فرشتے آئے اور بطنِ مبارک چاک کر کے دل کو باہر نکالا اور اس میں سے ایک نقطۂ سیاہ کو صاف شفاف کر کے دل اور آنتوں کو برف سے دھویا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حلیمہ بنتِ ابی ذویب کو ہوئی تو وہ اس ڈر اور خوف سے کہ خدانخواستہ کوئی حادثہ یا واقعہ پیش نہ آجائے۔ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس لائیں اور سینہ مبارک چاک کرنے کے واقعہ سے مطلع کیا۔

حضرت آمنہ نے حلیمہ بنت ذویب سے کہا کہ تم ان کو یہاں سے واپس لے جاؤ کیوں کہ یہاں کی آب و ہوا ان کے مزاج کے موافق نہیں ہے اور میں اس واقعہ سے ہرگز ہراساں نہیں ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ نے ان کو اور بہت سی کرامات عطا فرمائی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا ابتدائی زمانہ :

اس کے بعد جب آپ ﷺ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو حضرت آمنہ

آپ ﷺ کو مدینہ منورہ اپنے رشتہ داروں سے ملانے کے لئے لے گئیں۔ واپسی میں ابواز کے مقام پر حضرت آمنہ کا انتقال ہو گیا۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال کی ہوئی تو آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب بن ہاشم کا انتقال ہو گیا۔ انتقال کے وقت عبد المطلب نے آپ ﷺ کو بغرضِ پرورش اور تربیت کے اپنے لڑکے ابو طالب کے حوالے کیا۔

ابو طالب نے نہایت شفقت و محبت کے ساتھ آپ ﷺ کی پرورش کی اور ایک مثالی مہربان باپ کی طرح آپ ﷺ کی نگرانی و تربیت کرتے رہے۔ آپ ﷺ کی طبیعت اور مزاج زمانہ رضاعت و طفولیت ہی سے بڑی عجیب تھی۔ آپ ﷺ عربوں کی جہالت اور جاہلیت سے بہت بے زار تھے۔ لڑکوں کے ساتھ کھیلنا پسند نہیں کرتے تھے۔ جبکہ خلوت و تنہائی کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر برے کام اور گندی عادات سے اپنے حفظ و امان میں رکھا۔

سفرِ شام :

جب آپ ﷺ کی عمر بارہ سال ہو گئی اور آپ ﷺ نے تیرہویں سال میں قدم رکھا تو اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملکِ شام کے سفر کو گئے۔ بصرہ کے قریب حیرہ راہب کے صومعہ کے قریب سے گزرے تو حیرہ راہب نے آپ ﷺ میں آثار نبوت دیکھ کر اپنی قوم کو بلایا اور آپ ﷺ کی نبوت سے ان لوگوں کو مطلع کیا۔ پھر آپ ﷺ دوبارہ المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی کا سامان تجارت لے کر ان کے غلام میسرہ کے ہمراہ شام تشریف لے گئے۔ جب نسطور راہب کی طرف آپ ﷺ کا گزر ہوا۔ تو اس نے آپ ﷺ میں نبوت کے آثار دیکھ کر میسرہ کو آپ ﷺ کے حالات سے آگاہ کیا۔ اس نے واپس آکر حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ

رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر خود کو آپ ﷺ کی زوجیت میں دینے کا ارادہ کیا۔

حضرت سیدہ خدیجہؓ سے عقد نکاح :

ابو طالب بن عبد المطلب، حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے والد کے پاس آئے اور آپ ﷺ کی منگنی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے کر کے زعماء قریش کی موجودگی میں شادی کی رسم ادا کر دی۔ اور شادی کی مجلس کی رسومات سے فارغ ہو کر ابو طالب نے یہ خطبہ پڑھا۔

الحمد للّٰہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراھیم
وزرع اسمعیل وضعنے معد و عنصر مضر و جعل
لنا بیتا محجوجا و حرما امنا و جعلنا امناء بیتہ
وسواس حرمہ وجعلنا الحکام علی الناس ان ابن
اخی محمد بن عبداللّٰہ من قل علمتم قرابتہ و ھولا
یؤذن باحد الا رجح بہ فان کان فی الدال قل فان
المال ظل زائل،
وقد خطب خدیجۃ بنت خویلد و بذل لھا
من الصداق ماعاجلہ و اجلہ من مالی کذا کذا و
ھو واللّٰہ بعد ھداللہ بنأ عظیم و خطو جلیل ○

ترجمہ : تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمارے لئے ایسا گھر بنایا کہ جس کا حج کیا جاتا ہے اور امن و احترام والا بنایا اور ہم کو اپنے گھر کا نگہبان اور اس کی خبر گیری کرنے والا بنایا۔ اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا بے شک تم لوگوں کو میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ (ﷺ) کی رشتہ داری کا بخوبی علم ہے۔ ان کا جس کے ساتھ تقابل کیا جائے گا وہ اس سے

Marfat.com

بازی لے جائیں گے اور اگر ان کے پاس مال کم ہے تو کیا ہوا، مال و اسباب تو زائل ہو جانے والا سایہ ہے۔ محمد ﷺ نے خدیجہ بنت خویلد کو پیغام دیا اور میرے مال سے اتنا مہر معجّل اور اتنا مہر مؤجل قبول کیا ہے۔ یقین ہے کہ چند دنوں بعد ان کی حالت بہتر ہو جائے گی اور ان کا نام چمکے گا۔

تعمیر کعبہ :

ابھی آپ ﷺ کی عمر پینتیس سال تھی کہ قریش نے جمع ہو کر کعبہ کو گرا کر دوبارہ تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا۔ لیکن جس وقت حجر اسود رکھنے کا وقت آیا تو یہ آپس میں لڑ پڑے۔ ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ میں حجر اسود اپنے ہاتھ سے نصب کروں، اور یہ جھگڑا اتنا بڑھا کہ بنو عبدالدار مرنے مارنے پر تل گئے۔ پھر بالآخر قریش ایک جگہ مل بیٹھے اور مشورہ کرنے لگے۔ ابو امیہ نے کہا کہ جو شخص مسجد میں پہلے داخل ہو تم اس کو اپنا حکم اور فیصل مان لو، قریش اس بات پر راضی ہو گئے۔

حجر اسود کا واقعہ :

اسی دوران حضور اقدس ﷺ تشریف لے آئے لوگوں نے بیک آواز کہا کہ یہ امین ہیں یہ فیصلہ امانت داری سے کریں گے۔ ان کو حکم بناؤ تو جب آپ ﷺ کے سامنے یہ مقدمہ رکھا گیا تو آپ ﷺ نے ایک کپڑے میں حجر اسود کو رکھ کر قریش کو کہا کہ اس کپڑے کے کناروں کو پکڑ لو اس طرح ایک قبیلہ کو دوسرے کے اوپر کوئی فوقیت و فضیلت نہ ہو گی اور نہ کوئی چیز جھگڑے کا باعث ہو گی۔

Marfat.com

چنانچہ قریش نے آپ ﷺ کے کہنے سے کپڑے کے کناروں کو پکڑ لیا اور جس وقت حجر اسود کو اس کے مقام کے قریب پہنچایا آپ ﷺ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے اس کو اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔ اس واقعہ میں چار آدمی عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ، ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عمر بن مخزوم اور قیس بن عدی سہمی پیش پیش تھے۔

نبی امین ﷺ :

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ عبادت و طہارت میں خصوصی کوششیں فرمانے لگے، حضور علیہ السلام کی ذاتِ والا صفات میں اعلیٰ پیمانہ کا اخلاق، عجز و انکسار صبر و تحمل، فصاحت و بلاغت جیسی خصوصیات اس طرح جمع ہو گئی تھیں کہ عین نوجوانی کے عالم میں آپ ﷺ نے امین کا لقب پالیا تھا،

بعثتِ نبی ﷺ :

وحی مبارک کے نزول سے پہلے حضور ﷺ نے پاکیزہ اور صالح خواب دیکھنا شروع کیے۔ کاہن و منجم اور آسمانی کتب کے ماہرین آپس میں نبوت کے ظاہر ہونے کے تذکرے کرنے لگے۔ اور حضور ﷺ عبادت کی غرض سے تنہائی کو زیادہ پسند کرنے لگے۔ آپ ﷺ اکثر غار حراء میں تشریف لے جاتے۔ اور وہاں دو دو چار چار راتیں اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے چالیسویں سال اور بعض روایات کے مطابق تنتالیسویں سال آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوا۔ کبھی تو فرشتہ آدمی کی شکل میں آتا اور آپ ﷺ سے ہم کلام ہوتا اور کبھی کلام آپ ﷺ پر القاء ہوتا تھا اور بعض اوقات آپ ﷺ چادر یا کوئی اور کپڑا لپیٹ کر لیٹ جاتے تھے اور سلسلہ وحی (جرس) گھنٹی کی آواز کی صورت میں نازل ہوتی

Marfat.com

تھی۔ اس آخر الذ صورت میں آپ ﷺ کو شدید تکلیف ہوتی تھی۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ وھوا شد علیّ یعنی یہ صورت مجھ پر زیادہ سخت ہے۔
غرضیکہ جو وحی آپ ﷺ پر سب سے پہلے غار حراء میں نازل ہوئی وہ!

اقرأ باسم ربك الذی خلق○خلق الانسان من علق○
اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم ○ علم الانسان
مالم یعلم ○

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، پیدا کیا انسان کو لہو کی پھٹکی سے، پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے، جس نے علم سکھایا قلم سے، سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا۔

واقعۂ معراج:

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی باتوں کی تصدیق کی اور آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض کی گئی۔ حضرت جبرئیل امینؑ آئے اور وضو کر کے تمام ارکان وافعال کے ساتھ نماز پڑھ کر دکھائی، آپ ﷺ نے ان کی پیروی کی۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام معراج کی شب مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور پھر وہاں سے ساتوں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ کی جانب تشریف لے گئے۔

فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ

پھر بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا۔

دینِ اسلام خفیہ تبلیغ:

ایک زمانے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالت حضور اکرم ﷺ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی کفالت حضرت عباس بن عبد المطلب کر رہے تھے۔ یہ دونوں حضرات مسلمان ہو چکے تھے اور ابو طالب

Marfat.com

سے چھپ کر پہاڑوں کے دروں میں نماز ادا کرتے تھے۔ حسن اتفاق سے ایک دن ابو طالب اس طرف نکل آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دین کی دعوت دی۔ ابو طالب نے کہا میں اپنا اور اپنے آباء واجداد کا دین نہیں چھوڑ سکتا۔ ہاں البتہ میں تمہاری وجہ سے تمہاری مخالفت کبھی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد ابو طالب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ دیکھو محمد ﷺ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا، یہ تم کو نیکی کے سوا کچھ نہ سکھائیں گے۔

سابقون الاولون :

ارباب سیر نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی ایمان لائیں، اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت زیدؓ بن حارثہ، حضرت بلالؓ بن حمامہ نے اسلام قبول کیا۔ پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ بن عبسہ سلمٰی، حضرت خالدؓ بن سعید بن العاصی بن امیہ نے اسلام قبول کیا۔ ان کے بعد قریش کی ایک جماعت نے اسلام قبول کیا۔ جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی صحبت کے لئے تمام قوم میں سے ممتاز کیا۔

خفیہ تبلیغ کے زمانے کے مسلمان :

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نرم دل، نرم مزاج اور تاجر شخص تھے۔ تالیف قلب کا مادہ ان میں موجزن تھا۔ قریش بھی ان سے انسیت رکھتے تھے۔ اس وجہ سے ان کے ذریعہ ہوا میہ میں حضرت عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ اور ہو عمروؓ بن کعب بن اسد بن تمیم میں سے طلحہؓ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو، اور ہو زہرہ بن قصی میں سے سعدؓ بن ابی وقاص، اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف بن عبد عوف بن الحرث بن زہرہ اور ہو اسدؓ بن عبد العزی

Marfat.com

میں سے زبیرؓ بن العوام بن خویلد بن اسد رضوان اللہ علیہم اجمعین ایمان لائے۔

اس کے بعد ہو حرث بن مہر سے ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبنہ بن حرث اور ہو مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب میں سے ابو سلمہ عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور ہو جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حزافہ بن جمع اور ان کے بھائی قدامہ بن مظعون اور ہو عدی سے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح بن عدی اور سعید کی اہلیہ فاطمہ ہمشیرہ عمر بن الخطاب بن نفیل اور پھر عمیر سعد بن ابی وقاص کے بھائی اور عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن قار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ حلیف ہو زہرہ نے اسلام قبول کیا۔

اعجاز نبوی ﷺ کا معجزہ (معجزۂ نبوی ﷺ):

عبد اللہ بن مسعود عقبہ بن معیط کی بکریاں چراتے تھے۔ ایک دن حضور اکرم ﷺ ان بکریوں کے ریوڑ کی طرف سے گزرے اور ان کی اجازت سے آپ ﷺ نے اس بکری کا دودھ دوھا جس کا دودھ بند ہو گیا تھا۔ عبد اللہ بن مسعود تو یہ معجزہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور اسی وقت ایمان لے آئے۔ ان کے بعد جعفر بن ابو طالب بن عبد المطلب اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس بن نعمان بن کعب بن ملک بن قحافہ خشعمی، سائب بن عثمان بن مظعون، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور عامر بن فہیرہ ازدی، عمار بن یاسر عنسی بن مذحج ابو مخزوم کے آزاد کردہ غلام، اور صہیب بن سنان رضوان اللہ علیہم اجمعین ایمان لائے۔

علانیہ تبلیغِ اسلام :

ان اکابرین کے اسلام قبول کر لینے کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت بن گئی۔ جس میں جوان، بوڑھے، بچے، عورتیں سب ہی شامل تھے۔ لیکن مشرکین کے خوف سے وہ جنگلوں اور پہاڑوں کی جانب چلے جاتے تھے۔ وہاں نماز پڑھتے تھے۔ لیکن قریش کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی کہ جس میں اسلام کی دعوت نہ دی گئی ہو۔ نزولِ وحی کے تیسرے سال حضور اکرم ﷺ کو دعوتِ اسلام عام کرنے اور اسلام کی طرف بلانے کا حکم ہوا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کو بلایا اور ان سے یوں مخاطب ہوئے۔

لو اخبر تکم ان العد و مضجکم او مسیکم اما کنتم تصدقونی، قالوا بلیٰ فانی نذیر کم بین یدی عذاب شدید ○

ترجمہ : اگر میں تمہیں خبر دار کروں کہ دشمن تم پر صبح و شام میں حملہ کرنے والا ہے۔ تو کیا تم مجھے سچ مان لو گے لوگ بولے ہاں بیشک ہم آپ ﷺ کو سچا مان لیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا! تو میں تم لوگوں کو سامنے آنے والے شدید عذاب سے ڈراتا ہوں۔ قریش کے لوگ اس اعلان کو سنتے ہی تتر بتر ہو گئے۔

قبیلہ بنو ہاشم میں دعوتِ اسلام :

پھر اس کے بعد آیت!

وانذر عشیرتك الا قربین ○

ترجمہ : اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔

Marfat.com

نازل ہوئی اور اس کے بعد تواتر کے ساتھ وحی الٰہی کے ذریعہ احکامات کا نزول ہونے لگا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے حکم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ کھانا تیار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد المطلب کی اولاد کو جمع کر کے کھانا کھلایا۔ اور ان کو دین اسلام کی دعوت دی۔ شرک و بت پرستی سے منع کیا اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ لیکن عبدلمطلب کی اولاد نے حضور ﷺ کی بات کی سنی ان سنی کر دی۔ پھر جب قریش نے یہ دیکھا کہ ان کے معبودوں کی کھلم کھلا برائیاں کی جاتی ہیں اور بتوں کی پرستش کی مخالفت کی جاتی ہے تو ان کو یہ عمل پسند نہ آیا۔ قریش کے لوگ ایک مقام پر جمع ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ ابو طالب نے ان کے اس عمل کی مخالفت کی اور ان کو اس کام سے روکا۔ بلکہ اس موقع پر تو ابو طالب حضور علیہ السلام کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔

قریش کے لوگ ابو طالب سے مجبور ہو کر عتبہ، شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، ابوالبختری بن ہشام بن حرث بن اسد بن عبدالعزیٰ، اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزی ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ابو جہل عمر بن ہشام بن مغیرہ، ولید عاصی بن وائل بن ہشام بن سعد بن سہم، بنیہ ومنبہ بن حجاج بن علی بن حذیفہ بن سہم، اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ کو انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ابو طالب کے پاس لائے۔ ان لوگوں نے ابو اطالب سے حضور اکرم ﷺ کی ایذاء رسانی کے بارے میں بحث و تمحیص کی۔ ابو طالب نے ان کو مسکت جواب دے کر خاموش کر کے رخصت کر دیا۔

ابو طالب کے پاس قریش کی آمد :

دوسرے قبیلہ قریش کے لوگوں پھر انہیں لوگ کے ساتھ آدھمکے۔

Marfat.com

ابو طالب کے پاس آکر اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ ابو طالب حضور اکرم ﷺ کو ان کے سامنے بلا کر اس دعوت اسلام کے کام سے روکیں، اور ان سے بحث و مباحثہ کریں۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ ابو طالب کے بلانے پر ان لوگوں کے درمیان تشریف لائے۔ قریش کے لوگوں نے اپنی معروضات پیش کیں۔ حضور اکرم ﷺ نے قرآن کریم کی چند آیات پڑھ کر فرمایا۔

یاعماہ لا اترک هذا لا مرحتی یظهر اللّٰه اواهلك فیه

ترجمہ: چچا جان! میں یہ امر نہیں چھوڑوں گا جب تک اللہ اسے غالب نہ کر دے یا میں اس راہ میں مار دیا جاؤں گا۔"

ابو طالب نے جواب دیا۔ اے میرے بھتیجے! جو تمہارے من میں آئے کرو لیکن خدا کی قسم میں کبھی ایمان نہیں لاؤں گا۔ اور اپنے آباء و اجداد کے دین کو نہ چھوڑوں گا۔

مسلمانوں پر ظلم و ستم کا باقاعدہ آغاز:

ان واقعات کے بعد قریش نے یہ دیکھ لیا کہ حضور اکرم ﷺ دین کی دعوت سے باز نہیں آتے اور مسلمان تعداد میں روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ تو بنو ہاشم اور بنو مطلب نے مل کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام مسلمانوں کو اذیتیں اور تکالیف دینے کا عہد کیا۔ ظاہری طور پر اس معاہدہ ایذاء رسانی میں بنو ہاشم اور بنو مطلب آگے آگے تھے۔ مگر فی الحقیقت عرب کا ہر قبیلہ جو اس وقت مکہ مکرمہ اور اس کے اطراف و اکناف میں رہتا تھا۔ اس معاہدہ ایذاء رسانی میں شامل تھا۔ جہاں کہیں یہ لوگ غریب مسکین مسلمانوں کو دیکھتے تو پتھر مارتے، مختلف طرح کی تکالیف دیتے تھے۔ نماز پڑھنے نہ دیتے تھے۔ بلکہ نماز کی حالت میں اونٹوں، بکریوں کی آنتیں، اوجڑی اور غلاظت لاکر نمازیوں پر ڈالتے تھے۔ جب ان کی یہ ایذاء رسانی حد سے گزرنے لگی تو حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

Marfat.com

ہجرت حبشہ اولیٰ :

حبشہ کے بادشاہ اور قریش کے درمیان تجارتی معاہدہ تھا اور وہ اکثر حبشہ کے بادشاہ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ سب سے پہلے عثمان بن عفان ان کی اہلیہ سیدہ رقیہ بنت محمد الرسول ﷺ، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ان کی اہلیہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عامر بن لوی، زبیر بن العوام، مصعب بن عمر بن عبد شمس، ابو مغیرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ، عامری و سہیل ابن بیضاء، عبداللہ بن مسعود، عامر بن ربیعہ عنزی حلیف ہو عدی اور ان کی اہلیہ لیلیٰ بنت ابی خیثمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، یہ گیارہ حضرات حبشہ کی جانب ہجرت فرما گئے۔ پھر دوسرے مسلمانوں نے بھی حبشہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ انہیں حضرات رضوان اللہ اجمعین کے ساتھ حضرت جعفر بن طالب بھی حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔

مسلمانوں کے خلاف کفار کی سرگرمیاں :

کفار قریش نے جب یہ دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کو پریشان کرنے اور ان کو ایذاء رسانی میں ان کے بعض رشتہ دار مانع ہوتے ہیں اور رشتہ داری کی بنا پر مخالفت کرتے ہیں تو انہوں نے ایک نیا طریقہ کار اختیار کیا۔ کہ جو نیا شخص بھی مکہ میں داخل ہوتا۔ اس سے حضور اکرم ﷺ کے جادوگر، مجنون اور کاہن ہونے کا تذکرہ کرتے اور اس شخص کو آپ کے پاس جانے اور ملنے جلنے سے منع کرتے۔ اس کے بعد ایک جماعت نے آپ ﷺ کی دشمنی، ایذاء رسانی اور آپ ﷺ سے مذاق کرنے کے لئے عہد و پیمان کئے۔ ان میں آپ ﷺ کے چچا ابو لہب، عبد العزیٰ بن عبد المطلب، اس کا چچا زاد بھائی ابو سفیان بن حرث بن عبد المطلب، عتبہ اور شیبہ، ربیعہ و عقبہ بن ابی معیط، ابو سفیان بن حرث، حکم بن ابی العاص بن امیہ، نضر بن الحرث، ہو عبد الدر سے

اسود بن عبد المطلب بن اسد بن عبد العزیٰ، اس کا لڑکا زمعہ، ابو البختری العاصی بن ہشام، اسود بن یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ، ابو جہل بن ہشام اس کا بھائی عاصی، ولید بن مغیرہ قیسی بن الفاکہ بن مغیرہ، زہیر بن امیہ بن مغیرہ، عاصی بن وائس سہمی اور اس کے چچازاد نبیہ اور نبہ، امیہ، الی خلف بن جمح شامل تھے۔ ان لوگوں کا صرف یہ کام تھا کہ جو لوگ حضور اکرم ﷺ پر ایمان لا چکے ہیں ان سے تمسخر کرتے، مذاق اڑاتے اور پریشان کرتے تھے۔

حضرت حمزہؓ کا قبولِ اسلام :

ایک دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا کی جانب تشریف لے گئے۔ اتفاق سے اس دن ابو جہل بھی وہاں سے گزرا اور حسبِ عادت حضور اکرم ﷺ کو برا بھلا کہنے لگا۔ اور دین الاسلام کی اہانت اور برائیاں کرتے کرتے آپ ﷺ کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ حضور اقدس ﷺ نہایت صبر و تحمل کے ساتھ ابو جہل کے نازیبا کلمات سنتے رہے اور برداشت کرتے رہے۔ ابو جہل حضور اکرم ﷺ کے صبر و تحمل اور بردباری سے تنگ آکر کعبہ کی جانب چل دیا۔ اسی اثناء میں آپ ﷺ بھی مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ کی ایک کنیز دیکھ رہی تھی۔ اس واقعہ کے فوراً بعد ہی حمزہ بن عبد المطلب تیر کمان لئے ہوئے وہاں سے گزرے، عبد اللہ بن جدعان کی کنیز نے یہ واقعہ حضرت حمزہؓ کو بتادیا۔ حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب کو شدید غصہ آگیا اور اسی غم و غصہ کی حالت میں ابو جہل کو تلاش کرتے کرتے کعبہ تک پہنچ گئے۔ ابو جہل اس وقت قریش کے ایک وفد کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا حمزہ بن عبد المطلب نے ابو جہل کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا۔ اور بہت سختی کی اور خوب برا بھلا کہا۔ اور یہ کہا کہ بدبخت تو محمد رسول اللہ ﷺ کو سخت سست باتیں سناتا ہے میں اس کا چچا ہوں اور اس کے مذہب پر ہوں۔ وفد میں موجود بعض لوگوں نے یہ چاہا کہ ابو جہل

کی مدد کریں۔ لیکن ابو جہل نے ان کو منع کر دیا اور کہا کہ تم افسردہ مت ہو میں نے آج ان کے بھتیجے محمد رسول اللہ ﷺ کو نہایت سخت و ست کہا ہے۔ حمزہ کو چھوڑ دو اور ان کو اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرنے دو۔ اس کے بعد حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب حضور اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ اے میرے بھتیجے!

کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوئے کہ میں نے ابھی تمہارے دشمن ابو جہل کو بہت ذلیل و رسوا کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا اے میرے چچا! میری خوشی اس وقت ہو گی جب آپؓ دین الاسلام قبول کر لیں گے۔ حمزہ بن عبد المطلب نے جواب دیا۔ میں نے دین الاسلام قبول کیا۔ اور اپنی پوری زندگی اسی دین پر رہوں گا۔ قریش کو حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے بڑی تشویش لاحق ہو گئی۔ اور انہوں نے اس بات کو سمجھ لیا کہ مسلمانوں کو اب ایذاء پہنچانا آسان نہیں رہا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ کو شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا کہ وہ نجاشی سے کہہ کر ان تمام مسلمانوں کو واپس لائیں جو مکہ سے ہجرت کر کے وہاں چلے گئے تھے۔ لیکن وہ نجاشی کے ہاں سے ناکام و نامراد واپس لوٹے۔

حضرت عمر بن خطابؓ کا قبولِ اسلام :

حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب کے ایمان لانے کے بعد حضرت عمرؓ بن خطاب ایمان لائے۔ ان کے ایمان لانے کا سبب یہ واقعہ ہوا کہ ان تک یہ بات پہنچی کہ ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب اپنے شوہر نامدار سعید بن زید کے ساتھ اسلام قبول کر چکی ہیں اور حضرت جناب بن الارت ان کو قرآن مجید سکھاتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطابؓ یہ خبر سنتے ہی اپنی بہن کے پاس آئے اور اتنا مارا کہ لہو لہان کر دیا۔ اس وقت فاطمہ بنت خطابؓ نے کہا!

Marfat.com

قد اسلمنا و کائنا محمد ﷺ انا فعل مابذالك

ترجمہ : ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں۔ اب جو تو چاہے کر۔

یہ بات سن کر جناب بن الارت بھی گھر کے کونے سے نکل کر سامنے آگئے اور حضرت عمرؓ کو پند و نصیحت کرنے لگے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا کہ ''قرآن میں سے کچھ حصہ پڑھو'' جناب بن الارت نے سورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی۔ جس کو سن کر حضرت عمر بن خطابؓ اللہ کے خوف سے کانپ گئے اور بے تاب ہو کر یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ !

کیف تصنعون اذا اردتم الا سلام

ترجمہ : اگر تم مسلمان ہونے کا ارادہ رکھتے ہو تو اب تک کیا کر رہے تھے۔

جناب بن الارت نے حضرت عمر بن خطابؓ کو طہارت و پاکیزگی کا طریقہ بتایا۔ پھر حضرت عمر بن خطاب نے حضور اکرم ﷺ کا گھر معلوم کرنا چاہا تو جناب بن الارت ان کو لے کر نبی اکرم ﷺ کے دولت کدہ پر حاضر ہو گئے۔ دوسری جانب حضور اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی سب کچھ معلوم ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ مکان سے باہر تشریف لائے اور عمر بن خطاب سے مخاطب ہوئے۔ کہ اے ابن خطاب یہ سب کیا ہے کیسے آنا ہوا۔ عمر بن خطابؓ نے کہا کہ مسلمان ہونے آیا ہوں۔ اس کے بعد عمر بن خطاب نے علی الاعلان کلمہ شہادت پڑھا اور مؤمنین صادقین میں شامل ہو گئے۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے اصرار پر حضور اکرم ﷺ کعبہ میں نماز پڑھنے تشریف لے گئے۔ مسلمانوں کو ان کے ایمان لانے سے بڑی قوت پہنچی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کے اسلام لانے کی آنحضرت ﷺ ان الفاظ میں دعا مانگا کرتے تھے !!

اللھم اعز الاسلام باحد العمرین ،

ترجمہ : یا اللہ ! عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا فرما۔

بنی ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ :

جب قریش نے یہ دیکھا کہ اکثر و بیشتر مسلمان نجاشی کے ملک حبشہ چلے گئے ہیں اور ان پر ہمارا زور نہیں چل سکتا اور جو مسلمان یہاں موجود ہیں ان کو حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ایمان لانے سے نقصان نہیں پہنچا سکتے اور دن بدن مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ تو وہ سب جمع ہوئے اور آپس میں یہ عہد کیا کہ ہم میں کوئی بھی شخص بو ہاشم اور بو عبد المطلب سے خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر نہ نکاح کرے اور نہ مصاحبت کرے۔ نہ ان کے ساتھ بیٹھے اٹھے اور نہ کوئی کاروبار کرے۔ اس معاہدے پر سب لوگوں نے قسم کھائی اور ایک محضر نامہ لکھ کر سب نے دستخط کر کے خانہ کعبہ میں رکھ دیا۔ اس جماعت میں بو ہاشم میں سے صرف ابو لہب عبد العزی بن عبد المطلب شامل تھے باقی تمام ابو طالب کے ساتھ تھے۔ یہ معاہدہ تین سال تک رہا بھائی سے بھائی جدا ہو گیا۔ باپ بیٹے کی شکل دیکھنے کا روادار نہ تھا۔ خرید و فروخت بند ہو گئی اور مسلمانوں کو کفار کے اس معاہدے سے سخت تکلیف و اذیت پہنچی۔

عہد مقاطعہ کا خاتمہ :

بالآخر قریش کے کچھ لوگ اس عہد کو توڑنے پر آمادہ ہوئے۔ ان میں سے ایک قبیلہ بو حسل بن عامر بن لوی سے ہشام بن عمرو بن الحرث تھے۔ جنہوں نے اس معاہدے کو توڑنے میں بڑی سعی کی تھی۔ ایک دن ان کی اور زہیر بن ابی امیہ بن المغیری سے سر راہ ملاقات ہو گئی۔ ہشام نے زہیر سے اس عہد کے توڑنے کے متعلق بات چیت کی۔ زہیر نے ہشام کی اس رائے سے

Marfat.com

اتفاق کیا۔ اس کے بعد ہشام مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے پاس گیا اور ہو ہاشم اور ہو عبد المطلب کی مجبوریاں اور ان کے احوال بیان کر کے ان کو بھی اس معاہدہ کے توڑنے پر آمادہ کر لیا۔ اس کے بعد ابو البختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود کے پاس گیا۔ وہ لوگ بھی ہشام کی رائے سے متفق تھے۔ وہ بھی معاہدہ توڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ اسی دوران حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو یہ بتایا کہ سوائے اللہ جل شانہ کے نام کے سارے معاہدہ کو کیڑوں نے کھالیا ہے۔ قریش یہ سن کر سخت متعجب ہوئے۔ انہوں نے کعبہ میں جا کر اس معاہدے کو کھول کر دیکھا تو معاہدہ کو کیڑوں نے کھالیا تھا، اور صرف اسمائے الٰہی باقی تھے۔

ان افراد نے تو پہلے معاہدہ شکنی پر کمر باندھی ہوئی تھی۔ معاہدہ کے ضائع ہونے سے دیگر افراد نے بھی اس معاہدہ کی پابندی ختم کر دی۔

ہجرت حبشہ ثانیہ :

اس واقعہ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادے سے گھر سے نکلے۔ لیکن ابن الدغنہ ان کو اصرار کر کے واپس لے آئے۔ اس واقعہ کے بعد حبشہ کے مہاجرین کو یہ غلط اطلاع پہنچی کہ اہل قریش مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔ اس اطلاع کے ملنے پر حضرت عثمان بن عفان اور ان کی بیوی، حضرت ابو حذیفہ اور ان کی بیوی، حضرت عبد اللہ بن عتبہ بن غزوان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت مصعب بن عمیر اور ان کے بھائی، حضرت مقداد بن عمرو، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ، حضرت قدامہ، حضرت عثمان بن مظعون، ان کے بیٹے حضرت سائب، حضرت خنیس بن حذافہ، ہشام بن العاص، عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی، حضرت عبد اللہ بن مخرمہ، حضرت عبد اللہ بن سہل بن سکران بن عمرو، حضرت سعد بن خولہ، حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت

سہیل بن بیضاء، حضرت عمرو بن ابی سرح رضوان اللہ علیہم اجمعین مکہ مکرمہ واپس آگئے اور بعض مکہ میں چھپ کر داخل ہوئے اور بعض قرب وجوار اور اطراف میں جاکر اقامت گزیں ہوئے۔ یہاں تک کہ دوسری ہجرت کا وقت آن پہنچا۔ اس کے بعد بعض اصحاب کا مکہ ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔ لیکن جب یہ مکہ مکرمہ پہنچے تو مسلمانوں کو اسی صورت میں پایا جس صورت پر وہ ان کو چھوڑ کر گئے تھے یعنی قریش مسلمانوں کو ایذاء و تکالیف پہنچاتے اور مسلمان ان تکالیف پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے تھے۔

سیدہ خدیجہؓ اور ابو طالب کی وفات :

ہجرت سے تین سال پہلے سیدہ خدیجہ بنت خویلد کا انتقال ہو گیا ان کی وفات کے پینتیس یا پچپن دن کے بعد ابو طالب نے بھی وفات پائی۔ ان دونوں کے انتقال سے حضور اکرم ﷺ کو شدید صدمہ پہنچا۔ دراصل ابو طالب کی وجہ سے کوئی آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ وہ ہر کام میں آپ ﷺ کے معین و مددگار ثابت ہوتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو مخالفت سے روکتے تھے۔ اس طرح ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بھی آپ ﷺ کو بہت محبت تھی۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے حضور ﷺ کی تصدیق کی تھی۔ جب کفار مکہ آپ ﷺ کو ایذاء و تکالیف پہنچاتے تو آپ ﷺ بہت غمگین اور افسردہ ہوتے تھے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو تسلی دیتی تھیں۔

طائف میں اسلام کی تبلیغ :

ام المؤمنین سید خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ابو طالب کی وفات کے بعد مشرکین مکہ حضور اکرم ﷺ کو اور زیادہ ایذاء اور تکالیف دینے لگے۔ ایک دن جب حضور اکرم ﷺ تبلیغِ اسلام کی غرض سے طائف کی

Marfat.com

طرف گئے اور وہاں کے سردار عبدیالیل بن عمر بن عمیر اور اس کے بھائیوں مسعود اور حبیب کو دینِ سلام قبول کرنے کی دعوت دی اور اسلام اور مسلمانوں کی نصرت کرنے اور دینِ اسلام پر قائم ودائم رہنے کی تلقین فرمائی لیکن ان تینوں نے نہایت سختی اور درشتی سے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ معاملہ کیا۔

طائف والوں کی ایذاء رسانی :

جب حضور اکرم ﷺ ان کے دینِ اسلام قبول کرنے سے ناامید و مایوس ہو گئے تو ان سے اس بات کو چھپانے کے لئے کہا، لیکن ان لوگوں نے آپ ﷺ کی یہ بات بھی نہیں مانی بلکہ چھوٹے چھوٹے شرارتی لڑکوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے آپ ﷺ پر تالیاں بجائیں، پتھر مارے۔ یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عتبہ و شیبہ اور ربیعہ کے بیٹوں کے باغ کی دیوار کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ اور جب آپ ﷺ کا پیچھا کرنے والے لوگ واپس لوٹ گئے اور آپ ﷺ کو ان کے شور شرابے سے تھوڑا سا اطمینان محسوس ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا اور یہ دعا فرمائی!

الھم الیك اشکو ضعف قوتی و قلة حیلتی و
ھوانی علی الناس انت ارحم الراحمین انت رب
المستضعفین انت ربی الیٰ من تکلنی الی بغیض
یتجھمنی او الیٰ عدو و ملکته امری ان لم یکن
بك علی غضب فلا ابالی ولکن عافیتك اوسع لی
اعوذ بنور و جھك الذی اشرقت له الظلمات
وصلح علیه امرالدنیا والآ خرة من ان ینزل بی

Marfat.com

غضبك اویحل علیٰ سخطك لك العتبیٰ حتی ترضیٰ و حول ولا قوۃ الا بك O

ترجمہ : اے اللہ ! میں تجھ سے اپنے ضعف کا، قلت تدبیر اور ذلت کی شکایت کرتا ہوں، تو ہی سب سے زیادہ مہربان، اور کمزوروں کا رب ہے اور میرا بھی تو ہی رب ہے۔ اے اللہ ! تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے، کیا ایسے حاسد کے جو مجھ سے سختی سے پیش آئے، یا ایسے دشمن کے جسے تو نے مجھ پر حاوی کر دیا ہے۔ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ اہم ہے۔ میں تیرے رخِ انور کے نور سے جس سے تاریکیاں رفع ہو جاتی ہیں اور جس پر دنیا اور آخرت کی اصلاح منحصر ہے۔ تیری ناراضگی اور غصہ سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ ! مجھ سے راضی ہو جا اور مجھے طاقت و قوت عطا فرما۔

جب حضور اکرم ﷺ طائف والوں سے ناامید ہو گئے اور وہاں سے واپس لوٹے تو رات کو کھجور کے ایک باغ میں قیام کیا۔ آدھی رات کو جب آپ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو چند ایک جنات کا وہاں سے گزر ہوا۔ وہ وہاں ٹھہرے اور قرآن مجید کی تلاوت سنی۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اہل مکہ اپنے پرانے وطیرے پر قائم تھے۔ یعنی حضور اکرم ﷺ کی دشمنی اور دینِ اسلام کو مٹا دینے پر تلے بیٹھے تھے۔ قریش کے سرداروں میں سے کسی نے آپ ﷺ کے ساتھ تعاون نہ کیا کیا۔ بالآخر آپ ﷺ مطعم بن عدی کے پڑوس میں جا کر ٹھہرے اس دوران طفیل بن عمرو الدوسی حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کے بعض افراد کو بھی لے کر آئے۔ انہوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

ابن حزم کہتے ہیں کہ اس کے بعد معراج کا واقعہ پیش آیا۔ آپ ﷺ پہلے مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے اور انبیاء کرامؑ سے ملاقاتیں کیں۔ جنت اور سدرۃ المنتہیٰ کو آسمان پر دیکھا اسی شب نماز فرض کی گئی۔

ایام حج میں تبلیغ اسلام :

حضور اکرم ﷺ کفار مکہ کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے تو حج کے موقع پر جو لوگ قرب و جوار سے آتے، آپ ﷺ ان کی جائے قیام پر تشریف لے جاتے اور ان کو دین اسلام کی دعوت دیتے اور قرآن مجید پڑھ کر سناتے۔ ساتھ ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی نصرت کی بھی تلقین کرتے۔ لیکن اہل قریش اس کام میں بھی مداخلت کرتے اور لوگوں سے آپ ﷺ کی برائیاں کرتے تھے۔ ابو لہب ان مذمتی کاموں میں بہت آگے آگے تھا۔ وہ اپنے تمام کام کاج چھوڑ کر آپ ﷺ کے درپے آزار ہو گیا تھا۔ حج کے ایام میں جن لوگوں کو آپ ﷺ نے دین اسلام کی دعوت دی ان میں مضر سے ہو عامر بن صعصعہ، ربیعہ سے ہو شیبان اور ہو حنیفہ، قحطان سے کندہ، اور قضاعہ سے کلب، یہ عرب قبائل شامل تھے۔ ان کی باتیں سن کر ان کو احسن طریقے سے جواب دیتے جاتے تھے۔ بعض آپ ﷺ کا سامنا کرنے سے بچتے اور بعض ایذاء رسانی پر آمادہ ہو جاتے۔ اور بعض یہ کہتے تھے کہ ہم اس شرط پر دین اسلام قبول کریں گے کہ جب آپ ﷺ ہم کو حکومت و مملکت دلانے کا وعدہ فرمائیں۔ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے کہ اے لوگوں! یہ کام اللہ کا ہے۔ میں اس کا وعدہ کیسے کر سکتا ہوں۔

Marfat.com

قبائل کی مخالفت :

ان تمام میں سے بو حنیفہ نے سختی سے جواب دیا اور درشت رویہ اختیار کیا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ سوید بن صامت کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو دین کی دعوت دی۔ سوید بن صامت نے اسلام تو قبول نہ کیا لیکن حضور اکرم ﷺ کے ساتھ سختی سے بھی پیش نہ آیا۔ پھر مدینہ واپس آکر کسی لڑائی میں مارا گیا۔ یہ واقعہ یوم بعاث سے پہلے کا ہے۔ پھر مکہ میں ابو الحیسر انس بن رافع اپنے قبیلہ بو عبدالاشہل کی ایک جماعت کے ساتھ خزرج کے مقابلے میں اہل قریش سے حلف لینے آیا۔ حضور اکرم ﷺ اس جماعت کے پاس بھی دین کی دعوت کی غرض سے تشریف لے گئے۔ اس جماعت میں سے ایک جوان ایاس بن معاذ نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ خدا کی قسم! جس کام کی غرض سے ہم لوگ یہاں آئے ہیں یہ کام اس سے اچھا ہے۔ ابو الحیسر نے یہ سن کر ایاس بن معاذ کو ڈانٹا۔ ایاس بن معاذ خاموش ہو کر بیٹھ رہے اور یہ سب ناکام و نامراد مدینہ واپس لوٹ گئے، کچھ عرصہ بعد ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا کہتے ہیں کہ ایاس بن معاذ نے اسلام کی حالت میں انتقال کیا۔

بیعتِ عقبہ اولیٰ :

پھر جب حج کا زمانہ آیا تو حضور اکرم ﷺ حسب عادت تمام لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کو دین کی دعوت دیتے۔ ایک دن جب آپ ﷺ عقبہ کے قریب تشریف فرما تھے۔ بو خزرج کے چھ افراد سے آپ ﷺ کی ملاقات ہو گئی۔ ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ابو امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن خضم بن مالک بن نجار، ۲۔ عوف بن حرث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم، ۳۔ رافع بن

Marfat.com

مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زید بن مالک بن غضبہ بن جشم بن خزرج، ۴۔ قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن علی بن اسد بن مراد بن یزید بن جشم، ۵۔ عقبہ بن عامر بن نالی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ، ۶۔ جابر بن عبداللہ بن نعمان بن سلمہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

حضور اکرم ﷺ نے ان افراد کو دین اسلام کی دعوت دی، قرآن مجید پڑھ کر سنایا، چوں کہ یہ افراد یہودیوں کے قرب و جوار میں رہتے تھے اس وجہ سے وہ اس آواز سے آشنا تھے کہ عنقریب جزیرۃ العرب میں ایک ایسا نبی ﷺ پیدا ہونے والا ہے جو کفر و شرک کی ظلمتوں کو مٹا دے گا۔ جب ان لوگوں نے آیات قرآن مجید سنیں اور اللہ کی وحدانیت کا تذکرہ ان کے کانوں تک پہنچا تو وہ ایک دوسرے سے یوں مخاطب ہوئے۔

خدا کی قسم! یہ تو وہی نبی ﷺ ہیں کہ جن کا تذکرہ یہود کرتے تھے۔ آؤ ہم ان کے ہاتھ پر ایمان لے آئیں، مبادا ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے اسلام کے پیغام سے روشناس ہو جائیں۔ اس طرح آپس میں گفتگو کر کے وہ حضور اکرم ﷺ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ہم آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرتے ہیں۔ آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہیں یہودیوں اور ہمارا آپس میں اکثر جھگڑا رہتا ہے اگر آپ ﷺ ہم کو اجازت دیں تو ہم ان کو بھی اس دینِ اسلام کی دعوت دیں۔ جس کی دعوت آپ ﷺ نے ہم کو دی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے ذریعہ ہم میں اور ان میں اتحاد و اتفاق پیدا کر دے تو پھر ہمیں آپ ﷺ سے زیادہ کوئی عزیز اور پیارا نہیں ہو گا۔

یثرب میں نور اسلام :

حضور اکرم ﷺ نے ان کو نہایت نرمی اور شفقت سے جواب دیا، وہ لوگ جب مدینہ واپس پہنچے تو جس جگہ بھی وہ بیٹھتے اسلام کا ہی تذکرہ

Marfat.com

کرتے۔ پھر تو نومت یہاں تک آن پہنچی کہ انصار کی کوئی محفل و مجلس اور کوئی گھر حضور اکرم ﷺ کے مبارک تذکرہ سے خالی نہ رہا۔ پھر آنے والے سال میں مکہ میں انصار کے بارہ افراد آئے۔ ان میں سے پانچ تو انہی چھ میں سے تھے جو پچھلے سال ایمان لائے تھے باقی نئے آنے والے افراد یہ تھے۔

۱۔ معاذ بن حرث، ۲۔ ذکوان بن عبد قیس بن احرم بن فہد بن ثعلبہ بن صرامہ بن اصرم بن عمرو بن عبادہ بن عصیبہ، ۳۔ عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف، ۴۔ ابو الہیثم مالک بن الیتہان، ۵۔ عویم بن ساعدہ۔

خواتین کی بیعت :

مذکورہ افراد نے عقبہ کے قریب حضور اکرم ﷺ کے دست حق پرست پر اس بات کی بیعت کی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھرائیں گے۔ چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔ اور کسی پر تہمت نہیں لگائیں گے۔ جب ان لوگوں کے واپس ہونے کا وقت آیا تو حضور اکرم نے ابن ام کلثوم اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہا کو قرآن مجید پڑھانے اور شریعتِ اسلامیہ کے احکام سکھانے کے لئے ان لوگوں کے ساتھ کر دیا۔

ابن ام کلثوم اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما مدینہ پہنچ کر اسعد بن زرارہ کے مکان پر ٹھرے۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ کے مسلمانوں کے امام تھے اور ابن ام کلثوم ان کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔ سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما دونوں آپس میں خالہ زار بھائی تھے

مدینہ میں باقاعدہ دعوتِ اسلام :

ایک دن سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اسعد بن زرارہ کے پاس

Marfat.com

تشریف لائے اور اسعد بن زرارہ کے اسلام قبول کر لینے پر ان کو لعنت و ملامت کی اور پند و نصیحت کرنے لگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ہدایت سے سرفراز فرمادیا اور یہ دونوں مسلمان ہو گئے یہ ہو عبدالاشہل کے سردار تھے۔ اس لئے ان کے اسلام قبول کر لینے سے ایک ہی دن میں قبیلہ ہو عبدالاشہل کے تمام مردوں زن بچے بوڑھے سب ہی مسلمان ہو گئے۔ کچھ عرصہ میں مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس میں کسی مرد یا عورت نے اسلام قبول نہ کیا ہو۔ ہو امیہ بن زید، حطمہ وائل اور واقف یہ اپنی سابقہ حالتِ کفر پر قائم رہے۔ یہ لوگ مدینہ اعلیٰ میں رہتے تھے۔ اور ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ ابو قیس صیفی بن الاصلت شاعر تھا کیوں کہ یہ سب لوگ اس کے زیر اثر تھے۔ لیکن غزوہ خندق کے موقع پر یہ سب لوگ بھی مشرف باسلام ہو گئے۔

بیعتِ عقبہ ثانیہ :

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کم و بیش ایک سال تک مدینہ میں رہے۔ اور اس دوران انصار کی ایک بڑی تعداد نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب حج کا وقت آیا تو تو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ان افراد کے ساتھ جو اسلام قبول کر چکے تھے۔ حج کی غرض سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے، اس قافلہ میں ان کے ہمراہ وہ افراد بھی تھے جنہوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ مسلمان تعداد میں ان لوگوں سے بہت کم تھے کہ جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

مدینہ کے مسلمانوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی اور حضور اکرم ﷺ سے ایام تشریق میں عقبہ کے قریب ملاقات کا وعدہ کیا۔ اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے وہ اپنی قوم سے چھپ کر عقبہ کے قریب آپ ﷺ سے ملنے آئے۔ ان کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن حرام، ابو جابر اور بعض دیگر افراد بھی آئے تھے۔

Marfat.com

انصار کا عہد :

اور اسی رات حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا، اور اس بات کا اقرار کیا کہ ہم ان تمام چیزوں سے پرہیز کریں گے جن سے اپنی خواتین، بچوں اور عزت کو بچاتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنے اصحابؓ کے ساتھ ہمارے علاقے میں تشریف لائیں ہم آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے اصحاب کے معاون و مددگار اور آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کے مخالف ہوں گے۔ اس مجلس میں عباس بن عبد المطلب بھی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ آئے تھے۔ اگرچہ اس وقت تک انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کا ساتھ دیتے تھے اور آپ ﷺ کی نصرت و مدد کرنے کو پسند کرتے تھے۔ اس بیعت میں سب سے پہلے براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے سبقت دکھائی اور ان کے بعد دیگر افراد نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

بارہ نقیبوں کا تقرر :

اس رات قبولِ اسلام کرنے والے مدنی حضراتؓ میں تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے ان میں سے بارہ نقیب مقرر فرمائے۔ جن میں سے نو قبیلہ خزرج کے اور تین قبیلہ اوس کے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان بارہ افراد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اپنی قوم کی تعلیم و تربیت کے ذمہ دار ہو، جیسا کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے حواری ذمہ دار تھے۔ اور میں تم سب کا ذمہ دار ہوں۔ جن کو حضور اکرم ﷺ نے نقیب مقرر فرمایا ان کے نام یہ ہیں۔

نو ہو خزرج کے افراد ہیں : ۱۔ اسعد بن زرارہ، ۲۔ رافع بن مالک، ۳۔ عبادہ بن صامت، ۴۔ سعد بن ربیع بن ابی زہیر بن مالک بن امری القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج، ۵۔ عبداللہ بن رواحہ بن امری القیس،

Marfat.com

۶۔ براء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، ۷۔ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام، ۸۔ سعد بن عبادہ بن ولیم بن حارثہ، ۹۔ منذر بن عمرو بن خنیس بن لوذان بن یزید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج۔

قبیلہ اوس کے تین افراد یہ ہیں: ۱۔ اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل، ۲۔ سعد بن فیثم بن حارث بن مالک بن اوس، ۳۔ رفاعہ بن منذر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

بیعت عقبہ ثانیہ اور قریش کی بوکھلاہٹ:

جب یہ بیعت مکمل ہوگئی اور یہ لوگ حضور اکرم ﷺ سے رخصت ہو کر اپنی اقامت گاہوں کو واپس ہوئے تو اس وقت اہل قریش کو ان واقعات کی بابت معلوم ہوا، کچھ نے ان کی تصدیق کی اور کچھ نے تکذیب کی۔ صبح سویرے قریش کا ایک وفد انصار کی اقامت گاہوں پر آیا اور اسلام قبول کرنے پر اور حضور اکرم ﷺ کی بیعت کرنے پر ان کو برا بھلا کہنے لگا، انصار بھی سینہ تان کر کھڑے ہو گئے، پھر قریش وہاں سے واپس آگئے اور مسلمانوں کو دوبارہ ایذاء و تکالیف پہنچانے کے لئے عہد و پیمان کئے اور قسمیں کھائیں۔ عبداللہ بن ابی سلول نے کہا کہ افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ ہماری قوم ایک بات پر متفق نہیں ہوتی، منی کے مقام سے لوگوں کے منتشر ہونے کے بعد قریش کو اس بیعت کی تصدیق ہوگئی، چنانچہ قریش کے چند افراد انصار کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ لیکن ان کو کوئی نہ ملا۔ سر راہ سعد بن عبادہ مل گئے تو ان کو پکڑ کر لے آئے اور ان کو مختلف اذیتیں پہنچائیں۔ پھر جبیر بن مطعم اور حرث بن امیہ نے سعد بن عبادہ کو ان کو ظلم و ستم سے نجات دلائی۔ یہ دونوں حضرات مدینہ منورہ میں سعد بن عبادہ کے پڑوسی تھے۔

Marfat.com

باب دوم

ہجرت مدینہ

ہجرت کا حکم :

اس بیعت کے ہونے کے بعد مدینہ منورہ میں اسلام کا غلبہ ہو گیا۔ اور مدینہ والوں کے اسلام قبول کر لینے سے مسلمانوں کو قوت و طاقت حاصل ہو گئی۔ مشرکین مکہ اس بات سے بہت غصہ ہوئے۔ انہوں نے پھر دوبارہ مسلمانوں کو ایذاء پہنچانے اور ستانے پر معاہدہ کیا۔ جس سے مسلمانوں کی پریشانیوں میں اضافہ ہوا۔ اس وقت سب سے پہلے جہاد سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی!

وقاتلو هم حتى لا تكون فتنة و يكون الدين كله
لله ○

ترجمہ : اور ان سے لڑو جب تک کہ فساد باقی ہی نہ رہے اور اللہ کا حکم پورا نہ پھیل جائے۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

Marfat.com

سب سے پہلے ہجرت کرنے والے :

سب سے پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اور قبا میں قیام پذیر ہوئے۔ اس کے بعد عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی خثیمہ بن غانم، پھر تمام بو جحش ہجرت کر کے قبا میں قیام پذیر ہوئے۔ ان کے بعد عکاشہ بن محصن اور بو اسد کی ایک جماعت جس میں ام المؤمنین زینب بنت جحش بھی تھیں۔ ان کی دو بہوں حمنہ اور ام حبیبہ نے بھی ہجرت کی۔ اس کے بعد عمر بن خطاب اور عیاش بن ابی ربیعہ بیس سواروں کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ یہ لوگ عوالی مدینہ بو امیہ بن زید میں جا کر مقیم ہوئے۔ لیکن ابو جہل بن ہشام عیاش بن ربیعہ کو دھوکہ دے کر مکہ واپس لے آیا اور کافی عرصہ قید رکھا۔ پھر زید، سعید اور خنیس بن حذافہ سہمی اور خلفاء بو عدی کی ایک جماعت ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلی گئی۔ یہ تمام قبا میں رفاعہ بن عبد المنذر کی رہائش گاہ پر اقامت گزین ہوئے۔ اس کے بعد طلحہ بن عبید اللہ اور صہیب بن سنان نے ہجرت کی اور بو حرث بن خزرج بن حبیب بن اساف کے ہاں قیام کیا۔ لیکن بعض روایات کے مطابق طلحہ بن عبید اللہ اسد بن زرارہ کے مکان پر قیام پذیر ہوئے تھے۔ پھر حمزہ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ نے ابو مرثد کنان بن حصن غنوی کے ہمراہ ہجرت کی اور قبا میں بو عمرو بن عوف میں کلثوم بن الہدام کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔

اس کے بعد مکہ سے بو مطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت جس میں مسطح بن اثاثہ، جناب بن ارث، قباء میں بو مسحلان کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ عبد الرحمٰن بن عوف مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ بو حرث بن خزرج میں سعد بن ربیع ہاں قیام پذیر ہوئے۔ زبیر بن عوام اور ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ، منذر بن محمد بن عتبہ بن احیحہ کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ مصعب بن عمیر بو عبد الاشہل میں سعد بن معاذ کے ہاں قیام

پذیر ہوئے۔

ابو حذیفہ بن عتبہ اور ان کے دونوں مولی سالم و عتبہ بن غزوان مازنی ہو عبدالاشہل میں عباد بن بشر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ سالم ابو حذیفہ کے آزاد کردہ نہ تھے بلکہ ان کو قبیلہ اوس کی ایک خاتون نے آزاد کیا تھا جس کی شادی ابو حذیفہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ عثمان بن عفان ہو نجار میں اوس جو حسان بن ثابت کے بھائی تھے کے مکان پر اقامت گزیں ہوئے۔ رفتہ رفتہ مکہ سے تمام اصحاب کرام مدینہ آگئے۔

حضور اکرم ﷺ کے پاس مکہ مکرمہ میں سوائے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی بن ابی طالب کے کوئی نہ تھا یہ دونوں حضرات حضور اکرم ﷺ کے حکم سے مکہ میں موجود تھے۔ ورنہ ان کی بھی ہجرت ہو چکی ہوتی۔ خود حضور اکرم ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے خلاف قریش کا گھناؤنا منصوبہ :

جب اہل قریش نے یہ دیکھا کہ مسلمان ہجرت کر چکے ہیں اور مدینہ کے لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں اور جلد ہی حضور اکرم ﷺ بھی تشریف لے جائیں گے تو قریش کے سرداران ایک مشورہ میں شریک ہوئے۔ شریکِ مشورہ حضرات یہ تھے۔

ہو امیہ میں سے عتبہ، شیبہ اور ابو سفیان، ہو نوفل میں سے طعیمہ بن عدی جبیر بن مطعم، اور حارث بن عامر، ہو عبدالدار میں سے نضر بن حارث، ہو مخزوم میں سے ابو جہل، ہو سہیم میں سے نبیہ اور منبہ، اور ہو حجح سے امیہ بن خلف۔

اس مجلس میں قریش کے علاوہ دیگر قبائل کے افراد بھی شامل تھے۔ بعض کا مشورہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو ایک تاریک مکان میں قید کر دیا جائے۔ بعض نے رائے دی کہ آپ ﷺ کو جلاوطن کر دیا جائے۔ ابو جہل نے

Marfat.com

یہ مشورہ دیا کہ نہ قید کرو اور نہ ہی جلد وطن کرو بلکہ ہر قبیلہ سے ایک ایک فرد کا انتخاب کیا جائے اور وہ سب مل کر اچانک حملہ کر کے حضور اکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ) شہید کر دیں۔ اس صورت میں کسی خاص فرد پر قتل کا الزام نہیں لگ سکے گا اور بو عبد مناف تمام سے لڑ بھی نہیں سکیں گے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ خون بہا دا کر دیا جائے گا۔

کاشانۂ نبوی ﷺ کا محاصرہ اور ہجرت نبوی ﷺ :

مجلس میں موجود افراد نے اس رائے کو زیادہ پسند کیا اور اسی رات سے اس کام کی تکمیل کے لئے تیار ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ کے گھر کے دروازہ کو اور چاروں طرف سے مکان کا گھیراؤ کر لیا گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضور اکرم ﷺ کو مطلع فرما دیا۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اپنے بستر پر سلا کر خود گھر سے باہر آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنانِ رسول کی آنکھوں پر پردے ڈال دئے۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک مٹھی خاک پر سورہ یسین پڑھ کر دم کی۔ اور آیت فھم لا یبصرون تک تلاوت کر کے ان کے سروں پر پھینک دی پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان سے باہر تشریف لائے۔ ہو بکر بن عبد مناف سے عبداللہ بن اریقط الوولی کو راستہ دکھانے کی غرض سے معاوضہ پر ہمراہ لیا۔ اور ان کو بتا دیا کہ مروجہ راستہ چھوڑ کر غیر معروف ویران راستہ سے مدینہ کی طرف سے چلیں۔ اگرچہ عبداللہ بن اریقط نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور وہ عاصی بن وائل کے حلیف تھے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر اعتماد کر ہی لیا تھا۔

Marfat.com

غارِ ثور میں قیام :

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر سے نکل کر رات ہی میں ایک غار میں پناہ لے کر بیٹھ گئے۔ جو اسفل مکہ جبل ثور میں تھا۔ حضرت عبد اللہ بن ابی بکر روزانہ غار میں آتے اور اہل مکہ کی باہمی مشاورت اور ان کے احوال سے مطلع کر جاتے تھے۔ عامر بن فہیرہ، عبد اللہ بن ابی بکر کی بکریوں کو ان کے پیچھے پیچھے ان کے پاؤں کے نشانات مٹانے کے لئے چرانے کے لئے لاتے اور رات کو وہیں رک جاتے تھے۔ تاکہ آپ ﷺ کو دودھ وغیرہ دے سکیں۔ اسماء بنت ابی بکر ہر روز مکہ سے کھانا لاکر دے جاتی تھیں۔ انتہائی احتیاط کے باوجود قریش آپ دونوں کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار کے منہ تک پہنچ گئے۔ غار کے دہانے پر مکڑیوں نے جالا بن لیا تھا۔ اس لئے اندر نہ جا سکے اور اطمینان سے واپس آگئے۔ واپس آکر حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ کو گرفتار کر کے لانے والے شخص کے لئے سو اونٹ بطور انعام دینے کا اعلان کر دیا۔

اسماء بنت ابی بکر المعروف ذات النطاقین :

حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کو غار میں تین دن گزر گئے تو قریش کا حضور اکرم ﷺ کو گرفتار کرنے کا جذبہ کم ہو گیا۔ تو عبد اللہ بن اریقط حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے سواری لے کر آئے اور اپنی سواری کے لئے بھی ایک اونٹنی لائے۔ اسماء بنت ابو بکر زاد راہ بنا کر لائیں، لیکن جلدی میں رسی لینا بھول گئیں کہ جس میں زاد راہ باندھ کر لٹکا دیا جاتا۔ اسماء بنت ابو بکر نے اپنا نطاق یعنی کمر بند پھاڑ کر زادِ راہ کو باندھ کر لٹکا دیا۔ اسی دن سے اسماء بنت ابو بکر ذات النطاقین کے نام سے معروف ہو گئیں۔

سفرِ مدینہ :

حضور اکرم ﷺ ایک اونٹنی پر سوار ہوئے اور دوسری پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے پیچھے عامر بن فہیرہ سوار ہوئے اور تیسری اونٹنی پر عبداللہ بن اریقط سوار تھے۔ ان حضرات نے معروف راستوں کو چھوڑ کر غیر معروف راستہ کا انتخاب کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا کل اثاثہ جو تقریباً چھ ہزار درہم تھا اپنے ساتھ لے لیا۔ رات سے لے کر دوسرے دن ظہر تک مسلسل سفر کرتے رہے۔ ظہر کے وقت ایک میدان میں تھوڑی دیر کے لئے آرام کیا کہ اچانک سراقہ بن مالک بن جشم آپ ﷺ کو گرفتار کرنے آن پہنچا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے حق میں بد دعا کی تو اس کے گھوڑے کے چاروں پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ مجبور ہو کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے امان چاہی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو امان دے دی، اس کے اصرار پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کی اجازت سے سراقہ کو امان نامہ لکھ دیا۔ سراقہ وہاں سے واپس ہوا تو راستہ میں جو شخص بھی حضور اکرم ﷺ کے تعاقب میں جاتا ہوا ملتا، وہ اس کو واپس کرتا جاتا تھا۔ عبداللہ بن اریقط حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لے کر اسفل مکہ سے نکل کر ساحل کی طرف بڑھ گیا اور اسفل عسفان سے گزرتا ہوا انج میں جا پہنچا۔ پھر وہاں سے اس کے اسفل کو عبور کرتا ہوا قدید میں آیا۔ پھر قدید سے نکل کر عرج میں سے ہوتا ہوا عوالی مدینہ سے قبا میں داخل ہوا۔

اہل مدینہ کا فقید المثال استقبال :

حضور اکرم ﷺ بارہ ربیع الاول پیر کے دن غروبِ آفتاب کے

Marfat.com

قریب مدینہ منورہ پہنچے، مدینہ کے لوگ آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سن کر استقبال کے لئے جمع ہوئے۔ لیکن سورج غروب ہونے کی وجہ سے اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ رہے تھے کہ ایک کھجور کے باغ کی طرف سے حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آتا دیکھ کر اسی جانب دوڑے، حضور اکرم ﷺ مدینہ پہنچ کر قباء میں سعد بن خثیمہ کے مکان پر یا ایک روایت کے مطابق کلثوم بن الہدم کے مکان پر قیام پذیر ہوئے، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سخ میں ہو حرث بن خزرج میں حبیب بن اساف کے گھر پر اور بعض روایات کے مطابق خارجہ بن زید کے گھر پر قیام پذیر ہوئے۔

ہجرتِ علیؓ :

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور اکرم ﷺ کے روانہ ہونے کے بعد حضور اکرم ﷺ کی ہدایت کے مطابق لوگوں کی امانتیں ان کے مالکان کو پہنچادیں اور پھر خود مدینہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ساری رات اور آدھا دن سفر کیا کرتے تھے۔ اور دوپہر کو روشنی کے وقت کہیں چھپ جایا کرتے تھے۔ اس طرح کئی دن بعد حضور اکرم ﷺ کے پاس قباء پہنچے۔

مسجد قباء کی تعمیر :

پیر سے جمعرات تک حضور اکرم ﷺ قباء میں قیام پذیر رہے۔ اسی دوران قباوالوں کے لئے مسجد تیار کرائی، لیکن نمازِ جمعہ آپ ﷺ نے بنو سالم بن عوف میں ادا کی یہ مدینہ میں آپ ﷺ کا پہلا جمعہ تھا۔ جس کو آپ ﷺ نے وادی بطن میں ادا کیا۔ بنو سالم بن عوف نے آپ ﷺ کو ٹھہرانا چاہا لوگوں میں اس معاملہ پر بحث و مباحثہ ہونے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو نہ روکنا وہ جہاں خود بیٹھ جائے میرا قیام وہیں ہوگا کیونکہ وہ اللہ

Marfat.com

کی جانب سے اس کام پر مامور ہے۔

ناقۃ النبی ﷺ :

آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ انصار مدینہ آپ ﷺ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں جانب چل رہے تھے۔ ہر شخص کے دل میں یہی آرزو اور تمنا تھی کہ یہ اونٹنی ہمارے قبیلہ ہی میں ہمارے مکان پر ٹھہر جائے۔ ہر شخص امید بھری آنکھوں سے اونٹنی کو دیکھ رہا تھا اور اونٹنی آہستہ آہستہ خراماں خراماں چلی جا رہی تھی۔ پھر وہ اونٹنی بنو بیاضہ کے محلّہ میں پہنچی، لوگوں نے اونٹنی کی لگام پکڑنا چاہی تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعوھا فانھا مامورۃ اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ تو اللہ کی مرضی سے چل رہی ہے۔ پھر آپ ﷺ بنو ساعدہ کے محلے میں سے گزرے یہاں کے لوگوں نے بھی اونٹنی کی لگام پکڑنے کا ارادہ کیا۔ ان میں سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بھی تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے بھی یہی فرمایا۔ یہ لوگ بھی خاموشی کے ساتھ امید و حسرت بھری نگاہوں سے اونٹنی کو دیکھنے لگے۔ بنو حارثہ بن خزرج کے محلّہ سے گزر ہوا۔ یہاں سعد بن ربیع، خارجہ بن زید، اور عبداللہ بن رواحہ موجود تھے۔ پھر اونٹنی بنو حارثہ بن خزرج کے ہاں سے نکل کر بنو عدی بن نجار کی طرف پہنچی یہاں کے لوگوں نے بھی اونٹنی کی لگام پکڑنا چاہی مگر آپ ﷺ نے ان سے بھی وہی بات کہی تو یہ لوگ بھی خاموش ہو گئے۔ پھر اونٹنی بنو مالک بن نجار کے محلّہ میں بیٹھ گئی، جہاں اس وقت مسجد نبوی ﷺ کا دروازہ ہے۔ اس جگہ کے مالک دو لڑکے سہل اور سہیل تھے۔ جو معاذ بن عفراز کے قرابت داروں میں سے تھے۔ یہاں اتنی آبادی تو نہ تھی بلکہ یہاں کچھ ویرانہ سا لگتا تھا۔ یہاں کچھ کھجور کے درخت، کفار کی قبریں اور مربد یعنی جانوروں کے قید کرنے کی جگہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ اونٹنی پر سے اترے کچھ دیر کے بعد اونٹنی اٹھی اور تھوڑی دور چل کر پھر آکر اسی جگہ پر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔

Marfat.com

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر :

حضور اکرم ﷺ اونٹنی سے اتر کر اور حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر پر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت ابو ایوب انصاری آپ ﷺ کا سامان اٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ اس زمین کو مربد کے مالکان اور زمین کے مالکان نے آپ ﷺ کو ہبہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اس بات کو پسند نہیں کیا۔ بلکہ اس جگہ کو قیمت دے کر خریدا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کفار کی قبریں، کھجور کے درخت، جھاڑ جھنکاڑ اور کھنڈرات کی صفائی کا حکم دیا۔ اور خود بھی کام میں شریک ہوئے۔ انصار و مہاجرین بھی تعمیر مسجد میں شریک تھے۔ مسجد کی دیوار میں پتھر کے ٹکڑوں اور کھاگل سے بنائی گئیں اور چھت کھجور کی لکڑی اور پتوں سے تیار کی گئی۔ اس طرح مسجد تیار ہوئی۔

میثاق مدینہ :

اس کے بعد آپ ﷺ نے یہودیوں سے ایک معاہدہ کیا اور ایک عہد نامہ تیار کرایا، جس میں انصار و مہاجرین اور یہودیوں کے حقوق کی شرائط مندرج تھیں۔

میثاق مدینہ کا معاہدہ درج ذیل ہے :

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، ھذا کتاب من محمد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بین المؤمنین و المسلمین من قریش و یثرب و من تبعھم و لحق بھم و جاھد معھم انھم امۃ واحدۃ من دون الناس المھاجرون من قریش علیٰ ربعتھم یتعاقلون بینھم وھم یفدون عانیھم بالمعروف والقسط بین المؤمنین و بنوعوف علیٰ ربعتھم یتعاقلون معاقلھم الا ولیٰ وکل طائفۃ تفدی عانیھا بالمعروف والقسط بیں

Marfat.com

المؤمنین و بنو ساعدة علی ربعتهم یتعا قلون معاقلهم الا ولیٰ وکل طائفة منهم تفدی عانیها بالمعروف القسط بین المئومنین و بنو الحرث علیٰربعتهم یتعاقلون معاقلهم الاولیٰ وکل طائفة تفدی عانیها بالمعروف والقسط بین المئومنین و بنو الجشم علیٰ ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الا ولیٰ وکل طائفة منهم تفدی عانیها بالمعروف و القسط بین المؤمنین و بنو النجار علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الا ولیٰ وکل طائفة منهم تفدی عانیها بالمعروف و القسط بین المؤمنین و بنو عمرو بن عوف علیٰ ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الاولیٰ وکل طائفة تفدی عانیها بالمعروف القسط بین المؤمنین و بنو النبیت علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الاولیٰ وکل طائفة تفدی عانیها بالمعروف والقسط بین المؤمنین و بنوالاوس علی ربعتهم یتعاقلون معاقلهم الاولیٰ وکل طائفة منهم تفدی عانیها بالمعروف و القسط بین المؤمنین و ان المؤمنین لا یترکون مفرجا بینهم وان یعطوه بالمعروف فی فداء اوعقل ولا یحائف مؤمن مولیٰ مؤمن دونه دان المؤمنین المتقین علیٰ من بغیں منهم اوابتغیٰ وسیلة ظلم او اثم او عدوان اوفساد بین المؤمنین و ان ایدیهم علیه جمیعا و لوکان ولداحد هم ولا یقتل مؤمن مومنا فی کافر ولا ینصر کافر علیٰ مؤمن وان ذمة اللّٰه واحدة یجیر علیهم ادناهم وان المؤمنین بعضهم موالیٰ بعض دون الناس وانه من تبعنا من یهود فان له النصر والا سوة غیر مظلومین ولا متنا صرعلیهم وان اسلم المؤمنین و احدة لا یسالم مؤمن دون مؤمن فی قتال

Marfat.com

صرعليهم وان اسلم المؤمنين واحدة لا يسالم مؤمن دون مؤمن فى قتال فى سبيل اللّٰه الا علىٰ سواء وعدل بينهم وان كل غازية غزت معنا تعقب بعضها بعض وان المؤمنين يبنى بعضهم علىٰ بعض بمانال دماء هم فى سبيل اللّٰه وان المؤمنين المتقين علىٰ احسن هدى و اقومه وانه لا يجير مشرك مالا لقريش ولا نفسا ولا. لحول دونه علىٰ مومن و انه من اعتبط مؤمنا قتلا عن بينه فانه تؤدبه الا ان يرضى ولى المقتول وان المؤمنين عليه كافة ولا يحل لهم الا قيام عليه وانه لا يحل لمؤمن اقربمافى هذه الصحيفة وامن باللّٰه واليوم الا نران ينصر محدثا ولا يؤديه وانه من نصره او اوالا فان عليه لعنة اللّٰه و غضبه يوم القيامه ولا يؤخذ منه صرف ولا عدل وانكم مهما اختلفتم فيه من شيئى فان مردة الى اللّٰه عزوجل والىٰ محمد صلى الله عليه وسلم وان اليهود يفقون مع المؤمنين ماداموا محادبين وان يهود بنى عوف امه مع المؤمنين لليهود دينهم وللمسلمين دينهم مواليهم وانفسهم الا من ظلم واثه فانه لا يوبق الا نفسه واهل بيته وان ليهود بنى النجار مثل ما ليهود بنى عوف وان ليهود بنى الحارث مثل ماليهود بنى عوف وان ليهود بنى ساعدة مثل ماليهود بنى عوف وان ليهود بنى جشم مثل ماليهود بنى عوف وان ليهود بنى الا وس مثل ماليهود بنى عوف وان ليهود بنى ثعلبه مثل ماليهود بنى عوف الا من ظلم و الم فانه لا يوبق الا نفسه واهل بينه وان جفنه بطن من ثعلبة كالقسهم وان لبنى الشطنة مثل ماليهود بنى عوف وان البردون الا ثم

Marfat.com

وان موالی ثعلبة کا نفسهم وانه لا یخرج منهم احد الا باذن محمد صلی الله علیه وسلم وانه لا ینجز عی ثار جرح وانه من فتك فبنفسه فتك و اهل بیته الا من ظلم وان اللّٰه علی ابرهذ وان علی الیهود نفقتهم وعلی المؤمنین تفقتهم وان بینهم النصر علیٰ من حارب اهل هذه الصحیفة وان بینهم النصح والنصحیةوالبردون الا ثم وانه،لا یاثم امرء بحلیفه دان النصر للمظلوم وان الیهود یفقون ناداموا محاربین وان یثرب حرام جونها لاهل هذه الصحیفه وان الجار کالنفس غیر مفار ولا اثم وانه لا تجاز مرمة الا باذن اهلها وانه ماکان بین اهل هذه الصحیفة من حدث اوا شتجاریخاف فساده فان موده الی اللّٰه عزوجل وانی محمد صلی اللّٰه علیه وسلم وان اللّٰه علیٰ اتقیٰ مافی هذه الصحیفة و ابرة وانه لا تجاز قریش ولا من نصرها وان بینهم النصر علی من رهم یثرب واذا دعوا الی صلح یصالحونه ویلبسونه فانهم یصالحونه ویلبسونه وانهم اذا دعوا الی مثل ذلك فانه لهم ماعلی المؤمنین الامن حارب فی الدین علیٰ کل اناس حصتهم من جانبهم الذی قبلهم وان یهود الاوس موالیهم وانفسهم علیٰ مثل مالا هل هذه الصحیفة مع البرالمحض من اهل هذه الصحیفة وان اللّٰه علیٰ اصد مافی هذه الصحیفة وابره وانه لا یحول هذ الکتاب دون ظالم اواثم وانه من خرج امن ومن فعد امن بالمدینة الا من ظلم او اثم وان اللّٰه جارلمن بر واتقی و محمد رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم

ترجمہ: بہت رحم کرنے والے سراپا رحم اللہ کے نام سے۔ یہ ایک حکم نامہ

Marfat.com

ہے نبی اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش اور اہل یثرب میں سے ایمان اور اسلام لانے والوں اور ان لوگوں کے مابین جو ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔ تمام دنیا کے لوگوں کے بالمقابل ان کی علیحدہ سیاسی وحدت ہو گی۔ قریش سے ہجرت کر کے آنے والے اپنے محلّہ پر ذمہ دار ہوں گے اور اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔ تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو اور بنی عوف اپنے محلّہ پر ذمہ دار ہوں گے۔ اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو اور بنی حارث بن خزرج اپنے محلّہ پر ذمہ دار ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے۔ اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو اور بنی ساعدہ اپنے محلّہ پر ذمہ دار ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو اور بنی عمرو بن عوف اپنے محلّہ پر ذمہ دار ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو اور بنی البنیت اپنے محلّہ پر ذمہ دار ہوں گے اور حسب سابق اپنے اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے۔ اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا۔ تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف

Marfat.com

کا ہو اور بنی الاؤس اپنے محلّہ پر ذمہ دار ہوں گے۔ اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا۔ تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو اور ایمان والے کسی قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے کو مدد دئے بغیر نہ چھوڑیں گے تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو اور یہ کہ کوئی مؤمن کسی دوسرے مؤمن کے مولیٰ (معاہداتی بھائی) سے خود معاہدۂ برادری نہیں پیدا کرے گا اور متقی ایمان والوں کے ہاتھ پر اس شخص کے خلاف اٹھیں گے جو ان میں سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرنا چاہے۔ یا گناہ یا تعدی کا ارتکاب کرے یا ایمان والوں میں فساد پھیلانا چاہے اور ان کے ہاتھ سب مل کر ایسے شخص کے خلاف اٹھیں گے، خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اور کوئی ایمان والا کسی ایمان والے کو کسی کافر کے بدلے قتل نہ کرے گا اور نہ کسی کافر کی کسی ایمان والے کے خلاف مدد کرے گا اور خدا کا ذمہ ایک ہی ہے۔ ان مسلمانوں میں ادنی ترین فرد بھی کسی کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا۔ اور ایمان والے باہم بھائی بھائی ہیں، ساری دنیا کے لوگوں کے مقابل اور یہ کہ یہودیوں میں سے جو ہماری اتباع کرے گا تو اسے مدد اور مساوات حاصل ہو گی۔ نہ ان پر ظلم کیا جائے گا اور نہ ان کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی اور ایمان والوں کی صلح ایک ہی ہو گی، اللہ کی راہ میں لڑائی ہو تو کوئی ایمان والا کسی دوسرے ایمان والے کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا، جب تک کہ یہ صلح ان سب کے لئے برابر اور یکساں نہ ہو اور ان تمام ٹکڑیوں کو جو ہمارے ہمراہ جنگ کریں باہم نوبت بہ نوبت چھٹی دلائی جائے گی اور ایمان والے باہم اس چیز کا انتقام لیں گے جو خدائی راہ میں ان کے خون کو پہنچے۔

Marfat.com

اور بلا شبہ متقی ایمان والے سب سے اچھے اور سب سے سیدھے راستے پر ہیں اور یہ کہ کوئی غیر مسلم مشرک رعیت قریش کی جان اور مال کو کوئی پناہ نہ دے گا۔ اور نہ اس سلسلے میں کسی مؤمن کے آڑے آئے گا اور جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے اور ثبوت پیش ہو تو اس سے قصاص لیا جائے گا، بجز اس کے کہ مقتول کا ولی خون بہا پر راضی ہو جائے اور تمام ایمان والے اس کی تعمیل کے لئے اٹھیں گے اور اس کے سوائے انہیں کوئی چیز جائز نہ ہو گی اور کسی ایسے ایمان والے کے لئے جو اس دستور العمل صحیفہ کے مندرجات کی تعمیل کا اقرار کر چکا اور خدا اور یوم آخرت پر ایمان لا چکا ہو یہ بات جائز نہ ہو گی کہ کسی قاتل کو مدد یا پناہ دے اور جو اسے مدد یا پناہ دے گا تو قیامت کے دن اس پر خدا کی لعنت اور غضب نازل ہوں گے۔ اور اس سے کوئی رقم یا معاوضہ قبول نہ ہو گا اور یہ کہ جب تم میں کسی چیز کے متعلق اختلاف ہو تو اسے خدا اور محمد ﷺ سے رجوع کیا جائے گا اور یہودی اس وقت تک مؤمنین کے ساتھ اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک وہ مل کر جنگ کرتے رہیں اور بنی عوف کے یہودی، مؤمنین کے ساتھ ایک سیاسی وحدت یا امت تسلیم کئے جاتے ہیں۔ یہودیوں کو ان کا دین اور مسلمانوں کو ان کا دین موالی ہوں کہ اصل ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے تو اس کی ذات یا گھرانے کے سوا کوئی مصیبت میں نہیں پڑے گا اور بنی انجار کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو اور بنی حارث کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو اور بنی جشم کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل

Marfat.com

ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو اور بنی الاوس کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے تو خود اس کی ذات یا گھرانے کے سوائے کوئی مصیبت میں نہیں پڑے گا اور جفنہ کو بھی جو قبیلہ ثعلبہ کی شاخ ہے وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو اور بنی الشطیبہ کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو اور وفا شعاری ہو نہ کہ عہد شکنی اور ثعلبہ کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو اور یہودیوں کے قبائل کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو اور یہ کہ ان میں سے کوئی بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر فوجی کارروائی کے لئے نہیں نکلے گا اور کسی مار، زخم کا بدلہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی اور جو خوں ریزی کرے تو اس کی ذات اور اس کا گھرانہ ذمہ دار ہو گا ورنہ ظلم ہو گا اور خدا اس کے ساتھ ہے جو اس دستور العمل کی زیادہ سے زیادہ وفا شعارانہ تعمیل کرے اور یہودیوں پر ان کے خرچہ کا بار ہو گا اور مسلمانوں پر ان کے خرچہ کا اور جو کوئی اس دستور والوں سے جنگ کرے تو ان یہودیوں اور مسلمانوں میں باہم امداد عمل میں آئے گی اور ان میں باہم حسن مشورہ اور بہی خواہی ہو گی اور وفا شعاری ہو گی نہ کہ عہد شکنی اور یہودی اس وقت تک مؤمنین کے ساتھ اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک وہ وہ مل کر جنگ کرتے رہیں اور یثرب کا جوف یعنی میدان جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہو اس دستور والوں کے لئے ایک حرم اور مقدس مقام ہو گا پناہ گزیں سے وہی برتاؤ ہو گا جو اصل پناہ دہندہ کے ساتھ نہ اس کو ضرر

Marfat.com

پہنچایا جائے اور نہ وہ خود عہد شکنی کرے گا اور کسی پناہ گاہ میں وہاں والوں کی اجازت کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دی جائے گی اور یہ کہ اس دستور والوں میں جو کوئی قتل یا جھگڑا رونما ہو جس سے فساد کا ڈر ہو تو اسے خدا اور خدا کے رسول محمد ﷺ سے رجوع کیا جائے گا اور خدا اس شخص کے ساتھ ہے جو اس دستور کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ احتیاط اور زیادہ سے زیادہ وفاشعاری کے ساتھ تعمیل کرے اور قریش میں کوئی پناہ نہیں دی جائے گی اور نہ اس کو جو انہیں مدد دے اور ان یہودیوں اور مسلمانوں میں باہم مدد ہی ہو گی، اگر کوئی یثرب پر ٹوٹ پڑے اور اگر ان کو کسی صلح میں مدعو کیا جائے تو وہ بھی صلح کریں گے اور اس میں شریک رہیں گے اور اگر وہ کسی ایسے ہی امر کے لئے بلائے جائیں تو مؤمنین کا بھی فریضہ ہو گا کہ ان کے ساتھ ایسا ہی کریں، بجز اس کے کہ کوئی دینی جنگ کرے ہر گروہ کے حصے میں اسی رخ کی مدافعت آئے گی جو اس کے بالمقابل ہو اور قبیلہ الاؤس کے یہودیوں کو موالی ہو کہ اصل وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس دستور والوں کو اور وہ بھی اس دستور والوں کے ساتھ خالص وفاشعاری کا برتاؤ کریں گے اور وفاشعاری ہو گی نہ کہ عہد شکنی، جو جیسا کرے گا ویسا خود ہی بھرے گا۔ اور خدا اس کے ساتھ ہے جو اس دستور کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ صداقت اور زیادہ سے زیادہ وفاشعاری کے ساتھ تعمیل کرے اور یہ حکم نامہ کسی ظالم یا عہد شکنی کے آڑے نہ آئے گا اور جو جنگ کو نکلے تو بھی امن کا مستحق ہو گا اور جو مدینے میں بیٹھ رہے تو بھی امن کا مستحق ہو گا ورنہ ظلم اور عہد شکنی ہو گی اور خدا بھی اس کا نگہبان ہے جو وفاشعاری اور احتیاط سے تعمیلِ عہد کرے اور اللہ کا رسول محمد ﷺ بھی۔

Marfat.com

اسعد بن زرارہؓ کی وفات :

حضرت اسعد بن زرارہ بنو نجار کے نقیب تھے۔ اسی دوران ان کا انتقال ہو گیا، تو بنو نجار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی جگہ کسی اور کو نقیب مقرر کرنے کی درخواست کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو بھی نقیب مقرر نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ انا نقیبکم یعنی میں تمہارا نقیب ہوں۔ یہ بات بنو نجار کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے اور وہ لوگ اس پر فخر کیا کرتے تھے۔ کہ حضور اکرم ﷺ ان کے نقیب ہیں۔

سیدہ عائشہؓ کی مدینہ آمد :

عبداللہ بن اریقط نے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ واپس پہنچ کر دونوں کے بعافیت مدینہ پہنچنے کی اطلاع حضرت عبداللہ بن ابی بکر کو دی۔ جس کے بعد عبداللہ بن ابی بکر اپنی بہن سیدہ عائشہ اور والدہ ام رومان اور طلحہ بن عبداللہ کے ہمراہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے۔ حضور اکرم ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقد (رخصتی) ہوئی اور حضور اکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سخ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پر خلوت فرمائی۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے کہنے پر حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لے گئے اور ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کو مدینہ لے آئے اسی زمانے میں قریش کے رئیس ابو احیحہ، ولید بن مغیرہ اور عاصی بن وائل کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان کے انتقال کی خبر حضور اکرم ﷺ کو بعد میں ہوئی۔

Marfat.com

مؤاخات :

پھر حضور اکرم ﷺ نے اللہ جل شانہ کے حکم سے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ کروایا۔ انداز اس کا یہ تھا کہ جعفر بن ابی طالب اور معاذ بن جبل میں، حضرت ابو بکر صدیق اور خارجہ بن زید میں، عمر بن خطاب اور عثمان بن مالک میں، اور ابو عبیدہ بن جراح اور سعد بن معاذ میں، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ربیع میں، زبیر بن عوام اور سلمہ بن سلام بن وقش میں، طلحہ بن عبید اللہ اور کعب بن مالک میں، عثمان بن عفان اور اوس بن ثابت میں، سعید بن زید اور ابی ابن کعب میں، مصعب بن عمیر اور ابو ایوب میں، ابو حذیفہ بن عتبہ اور عباد بن بشیر بن وقش عبد الاشہل میں، عمار بن یاسر اور حذیفہ بن یمان عنسی حلیف عبد الاشہل میں، ابو ذر غفاری اور منذر بن عمرو ساعدی میں، حاطب بن ابی بلتعہ اور عویم بن ساعدہ میں، سلمان فارسی اور ابو الدرداء عمیر بن بلتعہ میں، بلال بن عمامہ اور ابو رویحہ عثعمی میں مواخات اور رشتہ داریاں کروائیں، اور ایک دوسرے کے قرابت دار بنائے گئے۔

زکوٰۃ کی فرضیت اور اذان کا حکم :

جب حضور اکرم ﷺ کو مدینہ میں سکون و اطمینان نصیب ہو گیا اور آپ ﷺ کے پاس مہاجرین و انصار دونوں کی جمعیت ہو گئی اور اسلام کو کچھ استحکام ہو گیا تو پھر زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نازل ہوا اور مقیم کی نماز میں دو رکعتوں کا بھی اضافہ ہوا، جس سے چار رکعتیں پوری ہو گئیں اس سے پہلے مقیم و مسافر کے لئے دو رکعتیں ہی تھیں۔

عبد اللہ بن سلام کا قبولِ اسلام :

جب عبد اللہ بن سلام نے اسلام قبول کیا تو یہودیوں نے ان کا ساتھ

Marfat.com

چھوڑ دیا اور قبیلہ اوس و خزرج کے چند افراد کو بہکا کر منافق بنالیا، جن کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا کرتے۔ اور کفر پر اصرار کرتے تھے۔ ان منافقین کے سرداروں میں ہو خزرج سے عبداللہ بن ابی بن سلول، وجد بن قیس اور اوس سے حرث بن سہیل بن صامت اور عباد بن حنیف، اور مربع بن قیظی اور اس کا بھائی اوس شامل تھے۔ جو یہود میں سے ظاہراً تو اسلام قبول کر چکے تھے مگر اندرونی طور پر کفر میں غرق تھے۔ سعد بن حنیس، فرید بن اللصیث، رافع بن خزیمہ، رفاعہ بن زید بن تابوت اور کنانہ بن خیورایہ بھی منافقین میں شامل تھے۔

غزوہ ابواء یا ودان ۲ ہجری :

حضور اکرم ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد صفر کے مہینہ میں حضور اکرم ﷺ اللہ جل شانہ کے حکم سے جہاد پر آمادہ ہوئے تو دو سو اصحاب کرام کو اپنے ساتھ لے کر قریش اور بو ضمرہ پر حملہ کرنے نکلے، اور مدینہ منورہ میں سعد بن عبادہ کو اپنا نائب بنا گئے۔ جب آپ ودان وابواء میں پہنچے تو وہاں قریش نہ ملے البتہ ہوا یوں کہ مخشی بن عمرو سردار بو ضمرہ بن عبد مناف بن کنانہ سے مڈبھیڑ ہو گئی، حضور اکرم ﷺ نے اس سے اس کی قوم کی طرف سے معاہدہ کرنے کو کہا اس نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں معاہدہ کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ منورہ واپس آگئے۔ یہاں لڑائی نہیں ہوئی۔ یہ پہلا غزوہ تھا کہ جس میں حضور اکرم ﷺ نے بذات خود شرکت فرمائی۔

اس کو غزوہ ودان وابواء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ودان وابواء اس جگہ کا نام ہے جہاں آپ ﷺ اس مرتبہ پہنچے تھے۔ یہ دونوں مقامات ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور چھ میل میں واقع ہیں۔ اس لڑائی میں اسلامی فوج کا علم حمزہ بن عبدالمطلب کے ہاتھوں میں تھا۔

Marfat.com

غزوہ بواط :

حضور اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی بتلایا گیا کہ ڈھائی ہزار کے لگ بھگ قریش والوں کا قافلہ جس میں امیہ بن خلف بھی ہے مکہ کی جانب جارہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے اس کو روکنے اور مقابلہ کی غرض سے مدینہ سے نکلے، یہ ربیع الثانی کا مہینہ تھا۔

آپ ﷺ اس بار مدینہ میں سائب بن عثمان بن مظعون کو اپنا نائب بنا کر گئے۔ اور مقامِ بواط تک پہنچ گئے۔ آپ ﷺ کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی قریش کا قافلہ وہاں سے نکل گیا اور اس مرتبہ بھی آپ بغیر جنگ کے واپس آ گئے۔

غزوۂ عشیرہ :

جمادی الاوّل کے مہینہ میں آپ ﷺ ایک مرتبہ پھر قریش سے معرکہ کے لئے نکلے اور مدینہ منورہ میں ابو سلمہ بن عبد الاسد کو اپنا نائب مقرر کیا۔ حضور اکرم ﷺ مدینہ سے نکل کر عام راستہ سے ہٹ کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس راستہ کو بطن ینبع سے گزر کر ضخیرات یمام میں عشیرہ میں قیام فرمایا اور وہاں باقی جمادی الاول اور جمادی الثانی کی چند راتوں تک قیام کیا۔ اس بار آپ ﷺ نے بنو مدلج سے معاہدہ کیا اور بغیر جنگ کئے مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

مدینہ منورہ پر حملہ :

غزوہ عشیرہ کے بعد مدینہ میں حضور اکرم ﷺ نے دس دن ہی قیام کیا ہوگا کہ کرز بن جابر فہری نے مدینہ کے قرب و جوار کے علاقہ پر حملہ کر دیا۔ یہ اطلاع پاتے ہی آپ ﷺ مدینہ منورہ سے اس کے تعاقب میں نکل پڑے اور بدر کے اطراف کے علاقے تک جا پہنچے۔ یہاں آپ کے پہنچنے سے

Marfat.com

پہلے کرز بن جابر فہری فرار ہو گیا، پھر آپ ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے۔

ان مذکورہ غزوات میں حضور اکرم ﷺ بذات خود موجود و شریک رہے اور آپ ﷺ نے ان غزوات میں دفاعی تدابیر Defence کو اختیار کیا۔

حضرت حمزہؓ کی سیف البحر روانگی :

غزوہ ابواء کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مہاجرین کے تیس گھڑ سوار کی ایک جماعت حمزہ بن عبد المطلب کی قیادت میں سیف البحر کی طرف روانہ کی۔ مکہ کے تین سو سوار ابو جہل عمر بن ہشام کی قیادت سامنے آئے، ابھی لڑائی کی ابتداء نہیں ہوئی تھی کہ مجدی بن عمرو جہنی درمیان میں آگئے اور لڑائی کی نوبت نہ آسکی۔

ثنیۃ المرار کا معرکہ :

حضور اکرم ﷺ نے عبیدہ بن حرث بن عبد المطلب کو ساٹھ یا اس کے لگ بھگ مہاجرین جانثاروں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ مہاجرین مجاہدین کی یہ جماعت ثنیۃ المرار میں پہنچی تو اس کی قریش کی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ مڈبھیڑ ہو گئی۔

عکرمہ بن ابو جہل اس کا سالار تھا۔ بعض روایات کے مطابق کرز بن حفص بن الاخیف تھا۔ اس مرتبہ بھی کچھ یوں ہوا کہ معرکہ حق و باطل کی نوبت ہی نہ آئی۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ مقداد بن حمرو اور عتبہ بن غزوان مشرکین کی فوج میں سے نکل کر مسلمانوں کے ساتھ آن ملے اور اسلام قبول کر لیا، دراصل وہ مکہ سے اسی نیت سے آئے تھے۔ حمزہ بن عبد المطلب اور عبیدہ بن حرث کے وفود کی روانگی تقریباً ساتھ ساتھ ہی ہوئی تھی اس لئے بعض مؤرخین نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ بعض حمزہ بن عبد المطلب کی روانگی کو

اول بتاتے ہیں اور بعض عبیدہ بن حرث کی روانگی کو۔ در حقیقت یہ پہلا اسلامی لشکر تھا کہ جس کو حضور اکرم ﷺ نے باقاعدہ قائم کیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو آٹھ مہاجرین کے ہمراہ کرز بن جابر فہری کے تعاقب کے لئے بھیجا۔ سعد بن ابن ابی وقاص نے فرار تک اس کا تعاقب کیا۔ لیکن نہ ملنے پر واپس آگئے۔

عبداللہ بن جحش اور حضور ﷺ کا فرمان :

مدینہ منورہ کے اطراف پر حملہ آور ہونے والے اس کفار کے گروہ کے تعاقب سے واپسی کے بعد رجب کے مہینہ میں عبداللہ بن جحش بن ریاب اسدی کی زیر قیادت حضور اکرم ﷺ نے آٹھ مہاجرین ابو حذیفہ بن عتبہ، عکاشہ بن محصن بن اسدی بن خزیمہ، عتبہ بن غزوان بن منصور، سعد بن ابی وقاص، عامر بن ربیعہ غزی، واقدی بن عبداللہ بن زید منات بن تمیم، خالد بن البکیر از سعد بن لیث، سہیل بن بیضاء فہری کو روانہ فرمایا اور ایک خط بھی لکھ کر دیا اور یہ تاکید کی کہ جب تک دو دن کی مسافت طے نہ کر لو اس خط کو ہرگز کھول کر نہ دیکھا۔ دو دن کی مسافت طے کرنے کے بعد اس خط کو کھول کر دیکھنا پھر اس میں جو کچھ بھی لکھا ہوا ہو اس کے مطابق عمل کرنا اور اپنے کسی ساتھی کو بالجبر اپنے ساتھ نہ لے جانا۔ بشرطیکہ وہ راضی ہو۔ پھر جب عبداللہ بن جحش دو دن کی مسافت طے کر چکے تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ہدایت کے مطابق اس خط کو کھول کر دیکھا۔ تو اس میں یہ مضمون مندرج تھا۔ ''تم مسلسل چلتے رہو پھر طائف اور مکہ کے درمیان نخلہ میں پہنچ کر اقامت پذیر ہو جاؤ۔ اور قریش کا انتظار کرو اور ہم کو حالات سے آگاہ کرتے رہو۔''

عبداللہ بن جحش کا نخلہ میں قیام :

عبداللہ بن جحش نے اس خط کو بغور پڑھا اور اطاعت سے سر تسلیم خم

Marfat.com

کیا۔ اور اپنے احباب سے مخاطب ہوئے۔ اے میرے بھائیو! مجھے حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ دو دن کی مسافت طے کر کے اس خط کو دیکھنا اور اپنے کسی بھی ساتھی کو زبردستی اپنے ساتھ نہ لے جانا۔ تو اب میں نے دو دن کی مسافت طے کر کے حضور اکرم ﷺ کی اس تحریر کو پڑھا اب اس تحریر کے مطابق میں مسلسل سفر کرتا جاؤں گا اور پھر میں مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ میں پہنچ جاؤں گا۔ تو میرے جس ساتھی کو شہادت کا مرتبہ عزیز ہو وہ میرے ساتھ چلے میں کسی کو زبردستی اپنے ساتھ لے کر نہیں جاؤں گا۔ عبداللہ بن جحش کے ساتھیوں میں کسی نے بھی ان کے ہمراہ جانے سے انکار نہیں کیا، بلکہ بر ضاء و رغبت ان کے ہمراہ چلے۔ اتفاقاً راستہ میں سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ راستہ سے بھٹک کر کسی اور طرف چلا گیا جس کی وجہ سے یہ دونوں حضرات اپنے احباب سے بچھڑ گئے اور باقی ساتھی نخلہ میں جا کر ٹھہر گئے۔

سریہ عبداللہ بن جحش :

اتفاق سے قریش کا ایک چھوٹا قافلہ وہاں سے گزرا اس کے ساتھ تجارتی سامان بھی تھا اس میں عمرو بن حضرمی، عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ اس کا بھائی نوفل اور حکم بن کیسان بھی تھا۔ یہ بات ماہ رجب کے آخری دن کی ہے۔ اب مسلمانوں نے آپس میں باہم مشورہ کیا بعض حضرات کا کہنا تھا کہ شہر الحرام میں جنگ منع ہے۔ بعض حضرات کا مشورہ تھا کہ یہ مناسب موقع ہے حملہ کر دینا چاہئے۔ بحث و مباحثہ اور مشورہ کے بعد حملہ کر دینے والی لائے سے سب نے اتفاق کیا۔ واقد بن عبداللہ نے عمرو بن حضرمی کو ایسا تیر مارا کہ جس سے وہ مر گیا۔ اس کے مرتے ہی قافلہ والے پریشان ہو گئے۔ مسلمانوں نے قافلہ کے نزدیک پہنچ کر عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا۔ اس کے مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔ نوفل اور دیگر لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ عبداللہ

Marfat.com

بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے احباب نے پانچواں حصہ حضور اکرم ﷺ کے لئے الگ کر کے باقی آپس میں تقسیم کر لیا۔

مالِ غنیمت کی تقسیم :

اس واقعہ کے بعد حضور اکرم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ شہر الحرام میں قتال ہوا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ کو شدید افسوس ہوا۔ قیدیوں اور پانچویں حصہ کو وحی کی آمد تک روکے رکھا۔ اس واقعہ سے عبداللہ بن جحش اور ان کے احباب بہت آزردہ خاطر اور پریشان ہوئے تو اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان لوگوں کے اطمینانِ قلب کے لئے یہ آیت نازل کی۔

یسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه
كبير و صد عن سبيل اللّٰه و كفربه والمسجد الحرام
و اخراج اهله منه اكبر عند اللّٰه و الفتنة اكبر من
القتل ولا يزالون يقاتلو نكم حتى يردو كم عن دينكم
ان استطا عوا ○

ترجمہ : لوگ آپ ﷺ سے حرمت والے مہینے میں قتال کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ ﷺ ان کو بتا دیجئے کہ ان میں لڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نہ ماننا اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو جلاوطن کرنا اور شرک کا ارتکاب کرنا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور مشرک تم سے لڑتے ہی رہیں گے جب تک تمہیں تمہارے دین سے نہ لوٹا دیں۔ بشرطیکہ یہ ان کے بس میں ہو۔

عبداللہ بن جحش اور ان کے احباب اس آیت کو سن کر بے حد خوش ہوئے۔ اور حضور اکرم ﷺ نے پانچواں حصہ (خمس) لے لیا اور باقی مالِ

Marfat.com

غنیمت تقسیم کر دیا۔ اور ان دونوں قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ عثمان بن عبداللہ نے رہائی حاصل کرتے ہی مکہ کی راہ لی۔ اور حکم بن کیسان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ عثمان بن عبداللہ نے رہائی حاصل کرتے ہی مکہ کی راہ لی۔ اور حکم بن کیسان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور اصحاب رسول حضرت سعد، عتبہ، خیر و عافیت مدینہ واپس لوٹ آئے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا، اور یہی پہلا پانچواں حصہ (خمس) تھا۔ جو مال غنیمت میں سے نکالا گیا اور عمرو بن حضری پہلا شخص ہے جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا یہی واقعہ جنگ بدر کی بنیاد بنا۔

تحویل قبلہ :

مدینہ کی طرف ہجرت کے سترہویں مہینہ کی ابتداء ہی میں بیت المقدس کے بجائے کعبہ کی جانب قبلہ کی تبدیلی کا حکم ہوا حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور اس بارے میں بیان کیا اور دو رکعات نماز کعبہ کی جانب رخ کر کے ادا کی۔ بعض مؤرخین قبلہ کی تبدیلی کا حکم ہجرت کے اٹھارویں مہینہ کی ابتداء میں بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

باب سوم

غزوۂ بدر ۲ھ

غزوۂ بدر کا سبب وقوع :

ماہ رمضان المبارک کے شروع ہی میں حضور اکرم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا تجارتی مال واسباب سے لدا ہوا ایک قافلہ شام سے مکہ مکرمہ آ رہا ہے۔ اس قافلہ میں قریش کے اہم افراد بھی ہیں اور ان کا سردار ابو سفیان ہے اور اس کے ساتھ آنے والوں میں عمرو بن العاص اور مخرمہ بن نوفل بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے تمام مہاجرین اور انصار کو جمع کیا اور اس قافلے کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔ چونکہ آپ ﷺ کا جنگ کا ارادہ نہ تھا اس لئے اس قافلے کی جانب پیش قدمی کرنے والے حضرات کے ساتھ کوئی خاص اہتمام نہ کیا۔ اتفاقاً مسلمانوں کے اس تعاقب کی خبر ابو سفیان کو لگ گئی۔ اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دے کر مکہ کی جانب روانہ کیا۔ اور یہ پیغام دیا کہ تمہارا قافلہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی وجہ سے زوال کا شکار ہے۔ جلدی کرو اور اپنے قافلے کو بچانے کا اہتمام کرو۔ چنانچہ مکہ والے یہ خبر سنتے ہی نکل کھڑے ہوئے اور کوئی پیچھے نہ رہا۔ ان کے ساتھ ابو لہب بھی تھا۔ رمضان

Marfat.com

المبارک کی آٹھ تاریخ کو رسول اکرم ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے اور حضرت عمرو بن ام مکتوم کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کے لئے چھوڑ گئے۔ اور روحاء کے مقام پر پہنچ کر ابو لبابہ کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور ان کو واپس بھیج دیا۔ اس لشکر والوں کے پاس تین علم تھے۔ ایک مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس دوسرا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس، تیسرا ایک انصاری صحابیؓ کے پاس۔

قافلہ کی روانگی :

اس جنگ میں صحابہ کرام کے پاس صرف ستر اونٹ تھے۔ جن پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے ساقہ پر قیس بن ابی صعصعہ کو مقرر کیا۔ ان کے ساتھ انصار کا ایک نشان تھا۔ جو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھامے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی پچھلی جانب سے نکل کر ذوالحلیفہ کی طرف گئے۔ صغیرات یمام تک پہنچے پھر بیر روحاء کی جانب بڑھ گئے۔ پھر معروف راستہ کو دائیں جانب چھوڑ کر صفراء تک پہنچ گئے۔ یہاں پہنچنے سے پہلے حضور اکرم ﷺ نے بسبس بن عمرو جہنی حلیفِ بنو نجار کو بدر کی جانب بھیجا تاکہ اموال سے واقفیت حاصل کر کے معلومات فراہم کریں اور خود اپنے اصحاب کے ہمراہ صفراء کی جانب سے وادیٔ ذفران پہنچے۔ یہیں آپ ﷺ کو قریش کے مکہ سے نکلنے کی اطلاع ملی۔

حضور ﷺ کی مہاجرین وانصار سے مشاورت :

حضور اکرم ﷺ نے تمام مہاجرین و انصار کو باہمی مشاورت کے لئے جمع کیا۔ سب سے پہلے مہاجرین نے نہایت اعلیٰ پیرایہ میں ہر حکم کو پورا کرنے کا عہد کیا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے انصار کی جانب رخ کیا۔ ان میں سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے سامنے آکر عرض کیا۔ یا

رسول اللہ ﷺ ! ہم نے آپ ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کی، اگر آپ ﷺ دریا میں چھلانگ لگانے کو کہیں گے تو ہم اس میں چھلانگ لگا دیں گے۔ آپ ﷺ اللہ کا نام لے کر ہمارے ساتھ چلیں ہم آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہیں۔ حضور اکرم ﷺ یہ سن کر خوش ہو گئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ لوگو! تمہارے لئے خوش خبری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فتح کا وعدہ فرمالیا ہے۔

اسلم اور عریض کا گرفتار ہونا :

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ وادی ذقران سے روانہ ہوئے بدر کے قریب پہنچ کر حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر اور حضرت سعد کے ہمراہ چند افراد کو جاسوسی کی غرض سے روانہ کیا۔ اتفاقاً قریش کے دو کم عمر بچے ان کو مل گئے یہ ان کو پکڑ کر لے آئے۔ حضور اکرم ﷺ اس وقت نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب ان سے معلومات چاہیں تو انہوں نے بتایا کہ ہم قریش کے پانی بھرنے والے ہیں۔ لوگوں نے ان لڑکوں کی بات کو سچ نہ جانا اور مارا پیٹا۔ پٹائی اس وجہ سے کی کہ مار پیٹ کے ڈر سے یہ لڑکے ابو سفیان اور قریش کے احوال سے مطلع کریں۔

پٹائی کے بعد انہوں نے کہا کہ ہم قریش کے قافلہ والوں میں سے ہیں۔ دریں اثناء حضور اکرم ﷺ نے سلام پھیر اور نماز ختم کرنے کے بعد لوگوں کو مار پیٹ سے منع کیا۔ اور ان لڑکوں سے کہا کہ تم مجھے سچ سچ بتا دو کہ اہل قریش کہاں ہیں۔ لڑکوں نے بتایا کہ اس ٹیلہ کے دوسری جانب ایک دن دس اونٹ اور دوسرے دن نو اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کفار تعداد میں ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں۔

Marfat.com

حضرت بسیس اور حضرت عدیؓ کی جاسوسی :

حضرت بسیس وعدی رضی اللہ عنہ جو جاسوسی کے لئے صفراء میں پہنچنے سے پہلے روانہ کئے گئے تھے۔ ان کا کچھ اتہ پتہ نہ تھا اور نہ ہی یہ معلوم تھا کہ وہ کہاں ہیں اور کس جانب سفر کر رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد بدر کے قریب ایک ٹیلے کے نیچے پانی کے چشمے کے قریب دو افراد اونٹ پر سوار نظر آئے۔ جب وہ پانی کے قریب آئے اور اپنے اونٹوں کو برتن میں پانی پلانے لگے۔ تو مجدی عمرو ان دونوں کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اسی دوران دو عورتیں آپس میں باتیں کرتی ہوئی نظر آئیں، ان میں سے ایک عورت نے دوسری سے مخاطب ہو کر کہا کہ کل یا پرسوں قریش کا قافلہ شام سے واپس آئے گا ان کے لئے کھانا وغیرہ تیار کر کے رکھنا چاہئے۔ دوسری نے جواب دیا کہ تجھ کو تیرا حق ضرور ملے گا۔ اس کے بعد وہ مجدی بن عمرو کی طرف آئیں اور اس سے قافلہ کی آمد کی تصدیق چاہی۔ ان دونوں عورتوں کی باتیں ان اونٹ سوار افراد نے بھی سن لیں اور اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر مسکراتے ہوئے آگے روانہ ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں اونٹ سوار افراد حضرت بسیس اور حضرت عدی ہیں جو جاسوسی کے لئے روانہ ہوئے تھے۔

مشرکین کی آمد :

ان لوگوں نے جانے کے بعد ابو سفیان حضور اکرم ﷺ کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے آیا۔ اور مجدی بن عمرو سے کہا ھل احست احدا کیا تو نے کسی کو یہاں آتے جاتے دیکھا ہے۔ مجدی بن عمرو نے کہا کہ دو سوار اس ٹیلہ کی جانب سے یہاں آئے اونٹوں کو پانی پلایا اور چل دئے ابو سفیان یہ سنتے ہی اس جگہ آیا جہاں انہوں نے اونٹوں کو بٹھا کر پانی پلایا تھا اور وہاں پڑی ہوئی اونٹ کی ایک مینگنی اٹھا کر کہنے لگا خدا کی قسم! یہ یثرب کے لوگ تھے اس

Marfat.com

کے بعد ابو سفیان نے اونٹ کے قدم کے نشانات سے ان کے جانے کی سمت کا تعین کیا۔ اور نہایت سر عت کے ساتھ اہل قافلہ کے پاس آیا اور ان کو ساحل کی جانب لے کر چلا۔ اتنے میں مکہ کے لوگ بھی وہاں آگئے۔ اس نے خوش ہو کر ان سے کہا کہ چلو واپس چلیں اچھا ہوا کہ ہمارا قافلہ صحیح سالم بچ نکلا۔ ابو جہل نے کہا کہ خدا کی قسم !اب ہم جب تک بدر نہ پہنچ جائیں اور وہاں تین دن قیام کر کے خوب کھا پی نہ لیں ہم کبھی بھی واپس نہ لوٹیں گے۔ اخنس بن شریق نے کہا کہ ہم لوگ اپنے قافلہ کو بچانے آئے تھے۔ قافلہ صحیح سلامت ہے اب ہمیں واپس چلنا چاہئے میں تو یہاں ایک لمحہ بھی نہیں ٹھروں گا۔

ابو جہل کا لڑائی پر اصرار :

ابو جہل نے اخنس بن شریق کی اس بات کا نہایت اکھڑ پن سے جواب دیا۔ جس کی وجہ سے اخنس تمام بنو زہرہ کے افراد ان کے حلیف کے ساتھ واپس لوٹ گیا۔ بنو عدی کے لوگ اہل مکہ کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ اس وجہ سے بدر میں نہ تو کوئی زہری قریشی تھا اور نہ ہی عدوی قریشی، قریش کے بدر پہنچنے سے پہلے ہی نبی علیہ اصلوٰۃ والسلام بدر پہنچ گئے اور ایک کنویں پر قیام فرمایا۔ حباب بن منذر بن عمرو بن جموع نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی جگہ پہنچا دیا ہے کہ اگر معرکہ کا ارادہ ہے تو اسی جگہ کو مت چھوڑئے۔ ہم لوگ آپ ﷺ کے لئے کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے مکان تیار کر دیتے ہیں۔ اور ایک حوض کھود کر اس میں پانی بھر لیتے ہیں۔ تاکہ جنگ کے درمیان کنویں سے پانی نکالنے اور لانے سے بے فکر ہو جائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور صحابہ کرامؓ نے تھوڑی ہی دیر میں حوض کھود کر پانی بھر لیا اور اپنے مشکیزے بھر کر کنویں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ جب قریش آئے اور بدر کے قریب پڑاؤ ڈالا تو انہوں نے عمیر بن وہب جمحی کو مسلمانوں کی کیفیت معلوم کرنے اور ان کی تعداد کو گننے کے

Marfat.com

لئے بھیجا۔ عمیر بن وہب لشکر کے ارد گرد گھوم پھر کر واپس چلا گیا۔ اور کفار کو بتایا کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی تعداد تین سو دس کے لگ بھگ ہے۔ ان کے علاوہ دو افراد حضرت زبیر اور حضرت مقدار رضی اللہ عنہما سواروں میں ہیں۔ حکیم بن حزام اور عتبہ بن ربیعہ نے مسلمانوں کی تعداد کم جانا اور ان کی تعداد کو حقیر سمجھ کر قریش کے ساتھ بغیر جنگ کئے واپس لوٹنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن ابو جہل نے اس رائے سے اتفاق نہ کیا۔ اہل مکہ نے ابو جہل کی طرف داری کی۔ تو اس طرح دونوں گروہ جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے۔

فتح کی بشارت :

حضور اکرم ﷺ اسلامی افواج کی صفیں درست کر کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس لوٹے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے یوں دعا کی۔

اللھم ان تھلك ھذہ العصابة فی الارض اللھم انجزلی ما وعدتنی O

ترجمہ : اے اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہو گئی تو اس دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اے اللہ اپنا وعدہ پورا فرما۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ امین ثم امین کہتے جاتے اور بعض اوقات ان کلمات کو دہراتے جاتے تھے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ گھر کے دروازے پر انصار کے جوانوں کے ساتھ پہرہ دے رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ دعا مانگ کر تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ پھر اچانک چونک کر فرمایا۔

ابشریا ابابکر فقد اتی نصر اللّٰہ O

ترجمہ : اے ابو بکر خوش خبری ہے اللہ کی مدد آن پہنچی۔

Marfat.com

اس کے بعد آپ ﷺ مکان سے باہر تشریف لائے اور لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور ایک مٹھی کنکری اٹھاکر شاھت الوجوہ پڑھ کر مشرکین کے منہ کی جانب مار دی، مشرکین کی فوج میں سے عتبہ و شیبہ اور ولید نکل کر میدان میں آئے اور آگے بڑھ کر اپنے مد مقابل لڑنے والے کو للکارا۔ مسلمانوں کی طرف سے عبیدہ بن حرث، حمزہ بن عبد المطلب اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نکلے۔ حضرت حمزہ نے اپنے مد مقابل شیبہ کو اور حضرت علی نے ولید کو ایک ہی وار میں قتل کر دیا۔ عتبہ نے حضرت عبیدہ پر وار کیا۔ جس کی وجہ سے ان کے پاؤں کٹ گئے۔ اتنے میں حضرت حمزہ اور حضرت علی بھی عتبہ پر جھپٹ پڑے اور اس کو واصل جہنم کر دیا۔ معرکہ بدر میں ان بزرگوں کے نکلنے سے پہلے انصار کے نوجوان جاں نثار عوف، معوذ اور عبداللہ بن رواحہ لڑنے کے لئے آئے۔ لیکن غیر قوم کا ہونے کی وجہ سے عتبہ و شیبہ اور ولید نے ان حضرات سے لڑنے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت حمزہ حضرت علی اور حضرت عبیدہ آئے تھے۔ اس کے بعد معرکہ شروع ہو گیا اور کفار کو شکست ہوئی۔

مقتولین اور جنگی قیدی :

اس معرکہ میں مشرکین کے ستر افراد مارے گئے۔ ان کے مشہور لوگوں میں ربیعہ کے بیٹے عتبہ و شیبہ، ولید بن عتبہ، حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب، عبیدہ اور عاص، حرث بن عامر بن نوفل اور اس کا چچازاد بھائی طعیمہ بن عدی، زمعہ بن اسود اس کا بیٹا حرث اور اس کا بھائی عقیل بن اسود، اور اس کا چچازاد بھائی ابو البختری بن ہشام، نوفل بن خویلد بن اسد، ابو جہل بن ہشام، اس کا بھائی عاصی بن ہشام، اور ان دونوں کا چچازاد بھائی مسعود بن امیہ، ابو قیس بن ولید بن مغیرہ، اور اس کا چچازاد بھائی ابو قیس بن فاکہ، حجاج عاصی بن منبہ کے بیٹے نبیہ اور منبہ، امیہ بن خلف اس کا لڑکا علی، عمیر بن عثمان، وغیرہ

Marfat.com

وغیرہ شامل ہیں۔

اور قید ہونے والوں میں عباس بن عبد المطلب، عقیل بن ابی طالب، نوفل بن حرث بن عبد المطلب، سائب بن عبد یزید، عمرو بن ابی سفیان بن حرب، ابو العاص بن ربیع، خالد بن اسد بن ابی، عدی بن خیار، عثمان بن عبد شمس، ابو عزیز، خالد بن ہشام بن مغیرہ اور اس کا چچازاد بھائی رفاعہ بن ابی رفاعہ، امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ، ولید بن ولید، عبد اللہ، عمر، سہیل بن عمرو شامل ہیں۔

بدر کے شہداء :

مسلمان فوج کی طرف سے اس معرکہ میں مہاجرین میں سے چھ حضرات شہید ہوئے۔ جن میں حضرت عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب، حضرت عمیر بن ابی وقاص، ذوالشمالین بن عبد عمرو بن تضلہ خزاعی، صفوان بن بیضاء، مہجع خادم حضرت عمر بن خطاب، عاقل بن بکیر لیثی رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں، انصار میں سے آٹھ شہید ہوئے جن میں قبیلہ اوس کے سعد بن خثیمہ اور مبشر بن عبد المنذر، قبیلہ خزرج کے یزید بن حارث بن خزرج اور عمیر بن الحمام، قبیلہ بو سلمہ کے رافع بن معلیٰ، قبیلہ بو حبیب بن حارثہ کے حارثہ بن سراقہ، عوف اور معوذ رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے کل چودہ حضرات شہید ہوئے۔

مدینہ واپسی :

معرکہ ختم ہونے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مشرکین کو ایک کنویں میں ڈال کر مٹی بھروادی۔ اور شہدائے بدر کی للگ تدفین کروائی، اور مالِ غنیمت کو عبد بن کعب بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار کے حوالے کر دیا۔ پھر واپس لوٹتے وقت جب مقام صفراء پر پہنچے تو حکم خداوندی

Marfat.com

مال غنیمت تقسیم کیا اور نضر بن حارث بن کلدہ کی گردن مارنے کا حکم دیا، پھر یہاں سے روانہ ہو کر عرق انظبیہ میں پہنچے یہاں عتبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ کی گردن زدنی کا حکم دیا۔ یہ دونوں بھی اسیران بدر کے ساتھ قید ہو کر آئے تھے اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھی حد درجہ بغض و عداوت رکھتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ اپنے اصحاب کرام، قیدیوں اور مال غنیمت کے ساتھ سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ جب آپ مدینہ پہنچے تو رمضان المبارک ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے۔

حضرت عبادہ بن صامت :

عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ سورۃ الانفال ہمارے حق میں نازل ہوئی تھی کیونکہ ہم لوگوں نے مال غنیمت کی تقسیم میں اختلاف کیا تھا۔ اور ہمارے اخلاق میں بھی کچھ فرق ہو چلا تھا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس مالِ غنیمت کو ہمارے قبضہ سے لے کر رسول اللہ ﷺ کے دائرہ اختیار میں دے دیا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے تمام مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا۔

ابن اثیر کے مطابق مالِ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے بعض ان صحابہ کرام کو بھی حصہ دیا تھا جو غزوۂ بدر کے موقع پر موجود نہ تھے۔ ان میں حضرت عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ، سعید بن زید، ابو لبابہ، عاصم بن عدی، حرث بن حاطب، حرث بن صمۃ اور خوات بن جبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔ یہ اصحاب اگرچہ بدر میں شامل نہ تھے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے ان کو مالِ غنیمت دے کر بدریین میں شامل کر لیا۔

غزوۂ کدر :

معرکہ بدر سے واپسی کے بعد حضور اکرم ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ غطفان کے لوگ اسلام دشمنی کی بنا پر کدر کے مقام پر جمع ہو رہے ہیں۔ اس

Marfat.com

وجہ سے واپسی کی سات راتوں کے بعد مدینہ سے جنگ کی غرض سے ہو سلیم کی طرف کا قصد کیا۔ اور مدینہ میں سباغ بن عرفطہ غفاری یا ابن ام مکتوم کو نائب مقرر فرمایا، قبل اس کے کہ حضور اکرم ﷺ کدر پہنچتے کفار حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سن کر رفو چکر ہو گئے۔

حضور اکرم ﷺ تین دن تک وہیں اقامت پذیر رہے اور بغیر جنگ کے واپس آگئے۔ بعض روایت کے مطابق آپ ﷺ نے یہاں سے ایک سریہ روانہ کیا تھا جس میں غالب بن عبداللہ لیثی کو سردار بنایا تھا۔ چنانچہ غالب بن عبداللہ لیثی ہو غطفان اور سلیم کے ساتھ مدمقابل ہوئے۔ اور مال غنیمت لے کر لوٹے۔ حضور اکرم ﷺ ذی الحجہ کے مہینے تک مدینہ منورہ میں رہے۔ اسی دوران بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا۔

غزوۂ سویق :

جس وقت مشرکین مکہ اپنے کچھ لوگوں کو بدر میں کٹوا کر اور کچھ کو مسلمانوں کی قید میں دے کر واپس لوٹ رہے تھے۔ اس وقت ابو سفیان نے قسم کھائی تھی کہ میں مدینہ پر ضرور حملہ کروں گا۔ اس لئے وہ ذی الحجہ کے مہینہ میں دو سو سوار لے کر مدینہ کی جانب روانہ ہوا اور رات کی تاریکی میں ہو نضیر پہنچا اور چھپ کر حمی بن اخطب کے پاس گیا۔ سلام بن مشکم سے ملاقات کی۔ اور اس سے حضور اکرم ﷺ کی بابت معلوم کر کے مسلمانوں کے متعلق اطلاعات لے کر واپس ہوا اور مدینہ کے اطراف میں ایک کھجور کے باغ میں دو مسلمانوں کو جو کھیتی باڑی میں مصروف تھے اچانک قتل کر دیا۔

حضور اکرم ﷺ اور مدینہ کے مسلمانوں کو ابو سفیان کی یہ حرکت بہت ناگوار گزری حضور اکرم ﷺ نے مدینہ میں ابو لبابہ بن عبدالمنذر کو اپنا نائب مقرر کر کے کدر تک ابو سفیان کا پیچھا کیا۔ ابو سفیان اور کفار مکہ اسلامی افواج کے پہنچنے سے پہلے ہی اس جگہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور بھاگتے

وقت اپنا زادِ راہ ستو چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے اسی کو مالِ غنیمت جان کر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اسی لئے اس غزوہ کو غزوۂ سویق کہتے ہیں۔ (عربی زبان میں ستو کو سویق کہتے ہیں۔)

بدر میں مرتدین واصل جہنم :

بدر میں کفار کے ساتھ ساتھ پانچ مرتد بھی لائے گئے، ان مرتدین کا شمار بھی مشرکین میں کیا گیا۔ قبیلہ ہو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی سے حرث بن زمعہ، قبیلہ ہو مخزوم سے ابو قیس ابن فاکہ بن مغیرہ اور ابو قیس بن ولید بن مطیرہ، قبیلہ ہو جمح سے علی بن امیہ بن خلف، قبیلہ ہو سہم سے عاص بن منبہ، یہ افراد ہجرت سے پہلے ہی جس وقت حضور اکرم ﷺ مدینہ میں تھے۔ ایمان لا چکے تھے۔ جب ہجرت کا حکم ہوا اور حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ ہجرت فرما چکے تو ان لوگوں کے عزیز و اقارب نے ان کو مکہ ہی میں روک لیا۔ اور اپنے عزیز و اقارب ہی کے سمجھانے بجھانے پر ان لوگوں نے دین اسلام چھوڑ دیا، بدر میں یہ لوگ اپنی قوم کے ساتھ اسلام کے مقابلے میں آئے اور مارے گئے۔

اہل مدینہ کو فتح کی خوش خبری :

معرکہ بدر میں کامیابی کے بعد حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ والوں کو خوش خبری سنانے کے لئے اور اہل قافلہ مدینہ کی خوش خبری سنانے کے لئے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو روانہ کیا۔ اسامہ بن زید روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے فتح کی خبر ہمیں اس وقت پہنچی جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تدفین ہو رہی تھی۔ میں زید بن حارثہ کے پاس پہنچا۔ وہ مصلی پر کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے ''عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، زمعہ بن اسود،

Marfat.com

ابو البختری عاصی بن ہشام، امیہ بن خلف نبیہ منبہ قتل کر دئے گئے۔
ابھی وہ کہہ رہے تھے کہ میں درمیان میں بول پڑا اے ابا جان! کیا یہ سچ ہے انہوں نے جواب دیا ہاں خدا کی قسم یہ سب مارے گئے۔

جنگی قیدیوں سے حسن سلوک :

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ مدینہ پہنچے آپ ﷺ کے ساتھ بدر کے قیدیوں کا گروہ بھی تھا آپ ﷺ نے ان کو اپنے اصحاب کرام میں تقسیم کر دیا اور فرمایا استوصوا بالا ساری خیرا قیدیوں کے ساتھ زراہ ہمدردی نیکی کرو۔ عباس بن عبد المطلب کی مشکیں باندھ دی گئیں اور آپ ﷺ کے گھر پر ان کو رکھا گیا۔ چوں کہ ان کے ہاتھ سختی کے ساتھ باندھے گئے تھے اس لئے ان کے کراہنے اور سسکیاں لینے سے حضور اکرم ﷺ کو تمام رات نیند نہ آئی۔ صحابہ کرامؓ نے نیند نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عباس کے ساری رات کراہنے کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آئی۔ یہ سنتے ہی ایک صحابی نے اٹھ کر ان کی ہاتھ کی بندھی ہوئی رسی ڈھیلی کر دی، صحابہ کرامؓ کا قیدیوں کے ساتھ برتاؤ نہایت نرم تھا۔ جو کچھ ان کے پاس ہوتا خود بھی وہی کھاتے اور قیدیوں کو بھی وہی کھلاتے۔

ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ قیدی بن کر بدر سے مدینہ آئے تو مجھے انصار کی ایک جماعت کی حفاظت میں دے دیا گیا۔ یہ حضرات دونوں وقت مجھ کو کھجور اور روٹی کھلاتے تھے۔ ان کے علاوہ وہاں سے جو بھی گزرتا اگر اس کے ہاتھ میں کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو وہ اس میں سے کچھ نہ کچھ مجھ کو ضرور دیتا تھا۔

جنگی قیدیوں کی رہائی :

کچھ دنوں بعد حضور اکرم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں

Marfat.com

صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا کسی کی رائے کچھ تھی اور کسی کی کچھ۔

دریں اثنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ یارسول اللہ ﷺ مصلحت کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان قیدیوں میں جو جس کا رشتہ دار ہو اس کو وہی قتل کرے۔ تاکہ دوسرے کفار و مشرکین پر یہ بات عیاں ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں ان کی قرابت داری اور رشتہ داری سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی محبت و عظمت زیادہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ سنا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے جواب دیا یارسول اللہ ﷺ یہ سب ہمارے اور آپ ﷺ کے قرابت دار و رشتہ دار ہیں، کوئی چچا ہے تو کوئی چچازاد، اب اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم کو ان پر فتح عطا فرمائی ہے تو بہتر یہی ہوگا کہ ہم ان لوگوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ایمان ہی لے آئیں۔ حضور اکرم ﷺ کو یہ رائے بے حد پسند آئی، آپ ﷺ نے ان کو فدیہ لے کر آزاد کر دیا اور جو فدیہ ادا کرنے کے قابل نہ تھا اس کو حضور اکرم ﷺ نے احسان کے طور پر خود آزاد کر دیا۔

حضرت عباسؓ کا قبول اسلام :

بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار ہزار درہم سے ایک ہزار درہم فی شخص مقرر کیا گیا۔ عباس بن عبد المطلب نے کہا کہ اے محمد ﷺ تم کیا چاہتے ہو تمہارا چچا فدیہ کی ادائیگی کے لئے کاسہ گدائی اٹھائے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے حکم خداوندی یہ فرمایا کہ ان درہموں میں سے فدیہ ادا کر دیں جو آپ نے روانگی سے پہلے ام فضل کے پاس رکھوائے تھے۔ حضرت عباس یہ سن کر سخت متعجب ہوئے تو پوچھا کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اللہ نے مجھے بتلا دیا۔ اس بات پر حضرت عباس کا دل بھر آیا۔ اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا اور فدیہ بھی ادا کر دیا۔

Marfat.com

سیدہ خدیجہؓ کا ہار بطور فدیہ :

بدر کے ان قیدیوں میں ابو العاص بھی تھے، جس وقت مکہ والے اپنے رشتہ داروں کا فدیہ بھجوا رہے تھے ابو العاص کی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے گلے کا ہار ابو العاص کے فدیہ کے طور پر روانہ کیا۔ جب یہ ہار نبی اکرم ﷺ کے سامنے آیا تو آپ ﷺ پر رقت و گریہ طاری ہو گیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو اس قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا فدیہ بھی اس کو دے دو، صحابہ کرام نے خوشی خوشی اس بات کو منظور کر لیا۔

سیدہ زینب کی مدینہ آمد :

ابو العاص نے حضور اکرم ﷺ سے وعدہ کیا تھا کہ رہا ہونے کے بعد سیدہ زینب بنت محمد ﷺ کو مدینہ پہنچا دے گا۔ جب ابو العاص مکہ جانے لگے تو حضور اکرم ﷺ نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری صحابی کو ابو العاص کے ساتھ روانہ کر دیا۔ اور یہ فرمایا کہ تم لوگ بطن یاجج میں رہنا جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آ جائیں تو ان کے ساتھ آنا۔ چنانچہ ابو العاص نے مکہ مکرمہ پہنچ کر سیدہ زینبؓ کو اپنے بھائی کنانہ بن ربیع کے اونٹ پر سوار کر کے روانہ کر دیا۔ چنانچہ بطن یاجج تک سیدہ زینبؓ کو ان کا دیور کنانہ پہنچانے آیا۔ اور بطن یاجج کے علاقے سے زید بن حارثہ کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔ اور جب مدینہ منورہ پہنچیں تو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہائش اختیار کی۔ ابو العاص مکہ میں تھے۔ پھر فتح مکہ سے پہلے ابو العاص تجارت کی غرض سے شام روانہ ہوئے۔ وہاں سے سامان تجارت کے ہمراہ مکہ واپس آ رہے تھے کہ راستے میں حضور اکرم ﷺ کا روانہ کردہ سریہ مل گیا۔ اس نے اس تجارتی قافلے کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا کچھ افراد بھاگ کھڑے ہوئے اور کچھ گرفتار

Marfat.com

ہوئے۔ ان گرفتار شدگان میں ابو العاص بھی تھے۔ اس واقعہ کے بعد ابو العاص مسلمان ہو گئے۔

بدر کے مجاہدین و مشرکین :

معرکہ بدر میں مسلمانوں کی فوج میں ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔ ایک مقداد بن عمرو کا گھوڑا جس کا نام غرجہ تھا۔ دوسرا مرثد بن مرسد کا، جس کا نام سیل تھا۔ مجاہدین کی تعداد تین سو دس سے کم نہ تھی اور تین سو اٹھارہ سے زیادہ نہ تھی۔ ان میں ستتر یا تراسی مہاجر تھے باقی تمام انصار تھے۔

چند تلواریں تھیں، کفار تعداد میں نو سو یا ہزار کے لگ بھگ تھے۔ سو گھوڑے تھے جن میں سے ستر مکہ واپس پہنچے، تیس گھوڑے مسلمانوں کو مالِ غنیمت میں مل گئے۔ سات سو اونٹ تھے۔ آٹھ رمضان المبارک کو آپ ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے اور سترہ رمضان المبارک کو بروز جمعہ صبح لڑائی شروع ہوئی۔

غزوۂ نجران :

غزوۂ سویق سے واپسی پر ذی الحجہ کے بقیہ ایام آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں گزارے۔ محرم ۳ ہجری میں غطفان کی جانب پھر پیش قدمی کی۔ اور مدینہ میں عثمان بن عفان کو اپنا نائب بنا کر گئے۔ صفر کے مہینے تک نجد میں قیام کیا۔ جب کفار میں سے کوئی مقابلہ پر نہ آیا تو بغیر جنگ کئے واپس آگئے۔

پھر ربیع الاول کے آخری ایام میں قریش سے معرکہ کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ابن مکتوم کو اپنا نائب بنایا اور نجران تک گئے اور ماہ جمادی الثانی تک وہیں قیام کیا۔ لیکن کفار مکہ میں سے کوئی بھی مقابلہ پر نہ آیا۔ اس لئے بلا معرکہ واپس آگئے۔

Marfat.com

کعب بن اشرف کی شرارتیں :

کعب بن اشرف قبیلہ طے کا ایک یہودی تھا۔ اس کی ماں بو نضیر کے یہودیوں میں سے تھی۔ جب حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت سے اس کو حضور اکرم ﷺ سے ذاتی پرخاش تھی۔ لیکن بدر کے بعد سے یہ حضور اکرم ﷺ سے اور آپ ﷺ کے ذکر سے اور زیادہ حسد کا شکار ہونے لگا۔

چنانچہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں بدر کا معرکہ فتح کرنے کی خبر لے کر آئے تو اس نے بھی سنا اور بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

ویلکم احق ھذا وھو لاء اشراف العرب و ملوك الناس و ان کان محمد اصاب ھؤلاء فبطن الا رض خیر من ظھرھا

ترجمہ : تف ہو تم پر کیا یہ سچی بات ہے۔ قریش تو عرب کے شرفاء اور یہاں کے لوگوں کے بادشاہ تھے۔ اگر ان ہی کو محمد ﷺ نے ختم کر دیا تو پھر اس زندگی سے موت بہتر ہے۔

جب اس کو بدر کی فتح کا یقین آگیا تو وہ مکہ چلا گیا۔ اور مطلب بن ابی وداعہ سہمی کے پاس اترا اور عوام کو حضور اکرم ﷺ کی مخالفت پر ابھارنے کی کوشش کرنے لگا۔ اشعار پڑھتا تھا اور بدر کے کفار مقتولین پر آنسو بہاتا جاتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد مدینہ واپس لوٹ آیا، عاتکہ بنت اسید کے لئے عشقیہ مضامین و غزلیات لکھے۔ اس کے بعد مسلمان عورتوں کو اپنی غزلیات و اشعار میں ذکر کرنے لگا اور ان کے ساتھ تشبیہہ دینے لگا۔

کعب بن اشرف کا قتل :

حضور اکرم ﷺ کو اس کا یہ انداز بہت ناگوار گزرا آپ ﷺ نے فرمای کہ من یقتل کعب بن اشرف کون کعب بن اشرف کو قتل کرے گا؟ محمد بن مسلمہ ، ملکان سلامہ بن دقش یعنی ابو نائلہ ، عباد بن بشر دقش ، حرث بن بشر بن معاذ اور ابو عبس بن جبر نے عرض کیا یارسول اللہ ! ہم اس کو قتل کریں گے ۔ آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی ۔ اور ان کے لئے دعائے خیر کی ۔ ان افراد میں سے ملکان بن سلامہ پہلے کعب بن اشرف کے پاس گئے ۔ اور حضور اکرم ﷺ کے کہنے کے مطابق آپ ﷺ سے بیزاری اور اپنی معاشی احوال کی تنگی کا ذکر کیا ۔ اور کہا کہ تم ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو کھلاؤ پلاؤ اور ہم لوگوں کے ہاتھ اناج وغیرہ فروخت کرو ۔ تمہاری تسلی کے لئے ہم اس کی قیمت کے طور پر اپنے ہتھیار تمہارے پاس گروی رکھوا دیتے ہیں ۔ کعب بن اشرف اس بات پر راضی ہو گیا ، ملکان بن سلامہ نے کہا کہ کیا خوب بات ہے چاندنی رات ہے ہم اور تم باتیں کرتے ہیں ۔ اس مکان کے باہر ٹیلے تک چلتے ہیں ۔ وہاں ہمارے اور دوست بھی موجود ہیں ، ان کے ساتھ بات چیت کر لیتے ہیں ۔ کعب بن اشرف یہ سنتے ہی کھڑا ہو گیا اور ان کے ساتھ چلنے لگا ۔ ابھی اپنے مکان سے کچھ دور ہی گیا تھا کہ محمد بن مسلمہ اور دوسرے ساتھی بھی آن ملے ۔ وہ آپس میں باتیں کرتے جا رہے تھے ۔ کعب بن اشرف مسلمانوں کی ہجو اور مسلمان عورتوں کے حسن و عشق کے تذکرے بطور ہجو کرتا جا رہا تھا ۔ دریں اثناء محمد بن مسلمہ نے موقع پا کر کعب بن اشرف پر ایک کاری وار کیا ۔ اس کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی تلواریں چلائیں کعب بن اشرف چیخ مار کر گرا ۔ اطراف میں اہل حصون نے چیخ کی آواز سنتے ہی آگ جلادی لیکن یہ لوگ دوسرے راستے سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ۔

Marfat.com

مدینہ کے یہودیوں میں خوف وہراس :

تھوڑی دور چل کر حرث عُریض کے انتظار میں ٹھہر گئے۔ جب یہ آگئے تورات کے پچھلے پہر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ جب نماز پڑھ چکے تو ان حضرات نے کعب بن اشرف کے قتل کئے جانے کی اطلاع دی، کعب بن اشرف کو مارتے وقت حرث اتفاقاً اپنے ساتھی کی تلوار کی زد میں آکر زخمی ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے وہ تیز نہیں چل پا رہے تھے۔ دیگر لوگ ان کا انتظار کرتے ہوئے چلتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی زخم پر اپنا لعابِ مبارک لگایا، جس سے وہ ٹھیک ہو گیا۔ اس واقعہ سے یہودیوں پر خوف وہراس طاری ہو گیا۔ اب یہودی مسلمانوں سے ڈرنے لگے۔ آپ ﷺ نے بھی بحکم خداوندی یہودیوں کے قتل کا حکم دے دیا، انہی دنوں میں حویصہ بن مسعود مسلمان ہو گئے اور اس سے قبل ان کے بھائی محیصہ مسلمان ہو چکے تھے۔

یہودیوں کی بد عہدی :

بدر کے معرکہ میں کامیاب و کامران ہونے کے بعد حضور اکرم ﷺ ایک دن بنی قینقاع کے بازار میں گئے اور یہودیوں کو ان ہی کی کتابوں کے حوالوں سے سمجھانے لگے۔ دوران تقریر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنی بے دینی اور کفر سے باز نہ آئے تو تم پر بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کا غیض و غضب اسی طرح نازل ہو گا جس طرح بدر میں قریش پر نازل ہوا تھا۔ اور تم لوگ بھی اسی طرح ذلیل ورسوا ہو گے، جس طرح وہ لوگ ہوئے تھے۔ بو قینقاع کے یہودی یہ سن کر غصہ کا اظہار کرنے لگے اور کہنے لگے تم اس نشہ میں نہ رہنا تمہارا ایک ایسی قوم سے معرکہ ہوا تھا جو لڑائی کے فن سے آشنا ہی نہ تھی۔ اس بناء پر جو تمہیں ملنا تھا

Marfat.com

مل چکا اور اگر تم ہم کو آزماؤ گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا ہم لوگ جواں مرد ہیں، بنو قینقاع کے یہودیوں کی صرف جواب دینے سے تسلی نہ ہوئی، انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو نہایت ترش روئی اور درشتی کے ساتھ واپس کیا۔ مزید برآں وہ اس صلح نامہ سے بھی پھر گئے جو حضور اکرم ﷺ نے مکہ سے ہجرت کے بعد مدینہ میں آمد کے موقع پر یہود کے ساتھ تحریری طور پر کیا تھا۔ اس ضمن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان آیات کا نزول فرمایا!

واما تخافن من قوم خیانة فانبذ الیهم علیٰ سواء ان اللّٰه لا یحب الخائنین ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا انهم لا یعجزون واعد والهم مااستطعتم من قوة ومن رباط الخیل ترهبون به عدو اللّٰه وعد و کم و اخرین من دونهم لا تعلمو نهم اللّٰه یعلمهم ط وما تنفقوا من شئی فی سبیل اللّٰه یوف الیکم و انتم لا تظلمون ○

ترجمہ: اور اگر ڈرے تو کسی قوم کی خیانت سے پس پھینک دے ان کی طرف ان کے عہد کو اس طرح سے کہ برابر ہو جائیں بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو کافر ہیں کہ انہوں نے پیش دستی کرلی ہے بیشک وہ لوگ عاجز نہ کر سکیں گے۔ اے مسلمانو! مہیا کرو جو کچھ کر سکو قوت سے اور گھوڑوں کو تیار رکھنے سے اس سے اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو ڈراؤ اور ان کے سواروں کو تم نہیں جانتے ہو اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ چیز اللہ کے راستہ میں خرچ کرو گے پورا کیا جائے گا تمہاری طرف اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

Marfat.com

غزوۂ بنو قینقاع :

بعض غزوۂ بنو قینقاع کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو کسی وجہ سے ان کے بازار مین قتل کر دیا۔ یہودی بدر کے واقعہ سے مسلمانوں پر غرائے بیٹھے تھے وہ اس مسلمان پر ٹوٹ پڑے اور بد عہدی کے مرتکب ہوئے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے حکم خداوندی ان پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ اور مدینہ منورہ میں بشیر بن عبدالمنذر اور بعض روایت کے مطابق ابو لبابہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور بنو قینقاع کی جانب پیش قدمی کی، بنو قینقاع مدینہ کے مضافات میں رہتے تھے۔ ان کے پاس نہ باغات تھے اور نہ ہی وہ زراعت کے پیشہ سے وابستہ تھے۔ اس قبیلہ کے افراد عام طور سے تجارت پیشہ تھے۔ بنو قینقاع کی طرف سے آنے والے لوگوں میں سات سو افراد لڑنے والے اور تین سو افراد زرہ پوش تھے۔ یہ سب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم کے افراد تھے۔ پندرہ دن تک آپ ﷺ نے ان کو بغیر جنگ کئے محاصرہ بند رکھا۔ سولھویں دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بنو قینقاع میں داخل ہو گئے اور ان کے ہاتھ باندھ کر قتل کے لئے لے آئے۔

بنو قینقاع کی جلاوطنی :

عبد اللہ بن ابی بن سلول نے ان کی سفارش کی اور حضور اکرم ﷺ کے سامنے بہت منت سماجت کی تو حضور اکرم ﷺ نے ان کی جان بخشی کر دی۔ حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے کہنے پر ان کو قتل تو نہیں کیا لیکن ان کے ہتھیار وغیرہ لے کر جلاوطن کرنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ عبادہ بن صامت نے ان کو خیبر تک ہانک دیا۔ اور حضور اکرم ﷺ

Marfat.com

مال غنیمت لے کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ یہ پہلا خمس تھا جس کو حضور اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے خود لیا۔ اس کے بعد عید الاضحیٰ کا دن آیا آپ ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کو لے کر صحراء میں تشریف لے گئے اور وہاں نماز عید ادا کی، اور دو بکریوں کی قربانی دی۔ حضور اکرم ﷺ کی یہ پہلی قربانی تھی۔

سریہ زید بن ثابت :

بدر کے معرکہ کے بعد قریش مکہ پر مسلمانوں کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ عام شاہراہ یا راستے پر چلتے ہوئے گھبراتے تھے۔ اگرچہ سفر تجارت اختیار کرنا تو ان کی مجبوری تھا لیکن بامر مجبوری انہوں نے شام کا راستہ چھوڑ کر عراق کا راستہ اختیار کیا۔ راستہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے فرات بن حیان کو رہنمائی کے لئے تنخواہ پر مقرر کیا۔ اس کے بعد ان کے تاجروں کا ایک قافلہ مکہ سے عراق ہوتا ہوا موسم سرما میں روانہ ہوا اس قافلہ میں ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ بھی تھے۔ جب حضور اکرم ﷺ کو اس قافلہ کی روانگی اور اس کے مال و متاع کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کو چند صحابہ کرامؓ کے ساتھ روانہ کیا۔ زید بن حارثہ نہایت سرعت سے دن رات سفر کر کے قریش کے قافلہ تک پہنچ گئے، ان سے مقابلہ کیا اور کامیاب و کامران واپس لوٹے۔ ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ اور ان کے ساتھی بھاگ گئے۔ فرات بن حسان زخمی ہوئے وہ بھی مدینہ پہنچ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، اس سریہ میں مال غنیمت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ مالِ غنیمت میں سے جو خمس نکالا گیا وہ بیس ہزار تھا۔

ابن ابی حقیق کی سازشیں :

کعب بن اشرف کے مارے جانے کے بعد سلام بن ابی حقیق نامی

Marfat.com

یہودی شخص نے سر اٹھایا، یہ خیبر میں رہتا تھا اور اس کی کنیت ابو رافع تھی۔ یہ ہمیشہ حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کو نامناسب و نازیبا الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ اور اعلانیہ سخت و سست باتیں کرتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کے مقابلے کے لئے لوگوں کو تیار کرتا، اوس اور خزرج مدینہ کے سرکردہ قبائل تھے اور حضور اکرم ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری اور امداد و تعاون میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ حال یہ تھا کہ کوئی ایسا کام جو اسلام اور حضور اکرم ﷺ سے متعلق ہو ایک قبیلہ کرے اور دوسرا نہ کرے، (ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا) قبیلہ اوس کے لوگ کعب بن اشرف کو قتل کر چکے تھے۔ جب کہ قبیلہ خزرج والے ابھی کوئی ایسا کام سر نجام نہیں دے سکے تھے۔ اور وہ کسی ایسی خدمت کے متلاشی تھے جب ان کو ابن ابی حقیق کی ریشہ دوانیوں اور کرتوتوں کا علم ہوا تو ہو خزرج حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی کیونکہ سلام بن ابی حقیق بھی کعب بن اشرف ہی کی طرح اسلام اور مسلمانوں کا دشمن اور حضور اکرم ﷺ کا کٹر مخالف تھا اور برا بھلا کہتا پھرتا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے ان کو قتل کی اجازت دے دی۔

ابن ابی حقیق کا قتل :

چنانچہ قبیلہ خزرج ہو سلمہ سے آٹھ افراد روانہ ہوئے۔ ان میں عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، ابو قتادہ اور حرث بن ربعی بھی شامل تھے۔ امیر جماعت عبداللہ بن عتیک کو مقرر کیا گیا۔ روانگی کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے ان افراد کو یہودیوں کے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کی ممانعت کی۔ ۱۵ جمادی الثانی ۳ ہجری میں یہ لوگ مدینہ سے نکل کر خیبر پہنچ گئے۔ اور ابن ابی حقیق کے گھر کے قریب ہی قیام کیا۔ رات کو جب وہ اپنے گھر کے دروازے بند کر کے سو رہا تھا۔ اس کو آواز دے کر اٹھایا جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا یہ لوگ تلواریں لے کر اس پر پل پڑے اور اس کو ختم کر کے

Marfat.com

باہر ایک مقام پر ٹھہر گئے۔ جب ناعی نے قصر کی فصیل پر کھڑے ہو کر سلام بن ابی حقیق کے مرنے کا اعلان کیا تب یہ لوگ اس کے مارے جانے کی خبر کی تصدیق کر کے واپس لوٹے، اور آکر حضور اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔

ابن ابی حقیق کے مکان سے نکلتے وقت ان افراد میں سے ایک کی پنڈلی پر چوٹ لگ گئی تھی جب آپ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا اور وہ چوٹ بفضلہ تعالیٰ اچھی ہو گئی۔

باب چہارم

غزوۂ احد ۳ھ

قریش کا جنگی جنون :

معرکہ بدر اور دیگر واقعات کے بعد قریش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت تیز تر کر دی اور وہ اہل قافلہ سے مالی امداد کے طلب گار ہوئے۔ جب تسلی بخش مال و اسباب جمع ہو گیا تو قریش اپنے حلیفوں کے ہمراہ شوال ۳ ہجری کو حضور اکرم ﷺ سے لڑنے کے لئے آمادہ ہوئے۔ درمیان میں پیادوں کی جماعت تھی۔ اطراف میں نیزہ برداروں اور تیر اندازوں کے گروہ تھے۔ میدان جنگ نہ چھوڑنے، بہادری سے لڑنے کا حلف اٹھایا گیا تھا۔ ۴ شوال کو مدینہ کے بالمقابل ایک وادی کے کنارے احد کے قریب ذوالحلیفہ میں پڑاؤ ڈالا۔ یہ تعداد میں تین ہزار تھے۔

سات سو زرہ پوش افراد تھے۔ جو نہایت تجربہ کار تھے۔ ان کے پاس دو سو گھوڑے تھے۔ ان کے لشکر کا سپہ سالار ابو سفیان تھا۔ ان کے ہمراہ پندرہ عورتیں بھی دف بجاتی جا رہی تھیں۔ جو مختلف مقتولین پر روتی تھیں اور ان لوگوں کو لڑائی پر ابھارتی اور غیرت دلاتی تھیں۔

جنگ کے طریقہ میں صحابہ کرامؓ کے نظریات :

ان واقعات کے بارے میں جب حضور اکرم ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کی قلعہ بندی کر لو اور کوئی شخص باہر نہ نکلے۔ اب اگر کفار ہم پر حملہ کرتے ہیں تو ہم ان سے لڑائی کریں گے۔ ورنہ نہیں۔ اس بات کی عبداللہ بن ابی ابن سلول نے بھی تائید کی۔ لیکن بعض صحابہ کرام نے اس رائے سے اختلاف کیا اور بڑی منت سماجت کر کے حضور اکرم ﷺ کو لڑائی پر آمادہ کیا۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو اس معرکہ میں شہید ہوئے اور وہ بھی تھے جو معرکہ بدر میں حصہ نہیں لے سکے تھے۔ لوگوں کے بے حد اصرار پر حضور اکرم ﷺ اندر تشریف لے گئے اور ہتھیار بند ہو کر باہر آئے۔ مگر آپ ﷺ اس پر راضی نہ تھے۔ پھر لوگوں نے اپنے اصرار کو حضور اکرم ﷺ کی مرضی کے خلاف سمجھا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان شئت فاقعد اے اللہ کے رسول ﷺ ! اگر آپ ﷺ چاہیں تو بیٹھ جائیں یعنی جنگ نہ کریں۔ تو پھر حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جب وہ ہتھیار باندھ لے یا لڑائی سے پہلے ہتھیار اپنے ہاتھ میں لے لے تو بغیر جنگ کئے واپس آجائے۔

مجاہدین کی روانگی :

حضور اکرم ﷺ ایک ہزار صحابہ کرامؓ کو لے کر مدینہ سے نکلے۔ اور ابن ام مکتوم کو مدینہ کے مسلمانوں کی امامت کے لئے چھوڑ گئے، جب آپ ﷺ مدینہ اور احد کے درمیان میں پہنچے تو عبداللہ بن ابی بن سلول تقریباً ایک تہائی افراد کو اپنے ساتھ لے کر محض اس وجہ سے علیحدہ ہو گیا کیونکہ یہ جنگ اس کی مرضی کے خلاف تھی۔ اور حدود مدینہ سے نکل کر اس کی تیاری کی گئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ حرہ بو حارثہ سے ہوتے ہوئے احد کی ایک گھاٹی

Marfat.com

میں اترے۔

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ سات سو آدمیوں کی ایک جماعت تھی۔ جس میں پچاس سوار اور پچاس تیر انداز شامل تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ہو عمرو بن عوف سے عبداللہ بن جبیر کو تیر اندازوں کا امیر مقرر کر کے لشکر کے پیچھے احد کی پہاڑی پر بٹھادیا۔ تاکہ کفار مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ نہ کر سکیں۔ اور علم مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

ننھے مجاہدین کی واپسی :

سمرہ بن جندب فرازی اور رافع بن خدیج حارثی کی عمریں اس وقت پندرہ پندرہ سال کے لگ بھگ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو واپس کر دیا تھا۔ جب اصحاب کرام نے بتایا کہ یہ بہترین تیر انداز ہیں تو آپ ﷺ نے ان کو تیر اندازوں میں شامل کر لیا۔ لیکن اسامہ بن زید، عبداللہ بن عمر بن خطاب، زید بن ثابت، عمرو بن حرام، براء بن عاذب حارثی، اسید بن ظہیر، عرابہ بن اوس، زید بن ارقم، اور ابو سعید خدری رضوان اللہ علیہم اجمعین کو میدان کارزار سے صرف اس وجہ سے واپس کر دیا کہ ان کی عمریں چودہ سال کے لگ بھگ تھیں۔

غزوۂ احد :

کفار قریش کے سواروں میں میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابو جہل کی ڈیوٹی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی تلوار پر مبارک ابو دجانہ سماک بن خرشہ ساعدی رضی اللہ عنہ کو عطا کی۔ یہ بہت بہادر جواں مرد اور دفاعی امور کے ماہر تھے۔ اس معرکہ میں قریش کے ساتھ ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن مالک بن نعمان کا باپ طلیعہ تھا۔ یہ زمانہ جاہلیت میں راہب بن گیا تھا۔ اور جب اسلام کی کرنیں پھوٹیں تو شومئی قسمت بدبختی اس کا مقدر بن گئی۔ یہ مسلمانوں کو ترقی کرتا نہ دیکھ سکا اور مکہ چلا گیا۔ قریش کے لوگ

Marfat.com

اس کو لڑائی میں اس خیال سے لائے تھے کہ ہو اوس جن کا یہ سردار تھا اس کا منہ دیکھ کر حضور اکرم ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ لیکن یہ ان کی خام خیالی تھی، چنانچہ ابو عامر اسی خیال کو ذہن میں لئے ہوئے سب سے پہلے میدان جنگ میں کودا اور ہو اوس کو پکارا ان لوگوں نے اس کی آواز پہچان کر کہا!

لا انعم اللّٰہ بك عتیا یا فاسق ○

اے فاسق تیری آنکھ کو نعمت دیکھنی نصیب نہ ہو۔

جنگ کا آغاز :

پھر لڑائی کا آغاز ہو گیا۔ مسلمانوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس معرکہ میں حضرت حمزہ، طلحہ، شیبہ، نضر بن انس، رضوان اللہ علیہم اجمعین بڑی تکالیف میں مبتلا ہوئے۔ ان کے علاوہ بھی انصار مدینہ کی ایک بڑی جماعت بہادری سے لڑتی ہوئی شہید ہوئی۔ معرکہ اپنے آغاز ہی میں شدت اختیار کر گیا۔ ابتداً قریش معرکہ کارزار میں بوکھلا گئے۔ اور مسلمانوں کے حملہ سے بھاگ کھڑے ہوئے، لیکن جیسے تیر اندازوں نے اپنا مقام چھوڑا اور آگے بڑھے مشرکین موقع غنیمت پاکر پلٹے اور پیچھے سے تیر اندازوں کو مارنا شروع کیا۔ اور مسلمانوں کی صفوں کو درہم برہم کر دیا۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت :

اسلام کے دشمن اللہ کے رسول محمد ﷺ تک پہنچ گئے۔ لیکن مصعب بن عمیر جو علم بردار تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے قریب ہی تھے۔ انہوں نے کفار کا مقابلہ کیا اور مقابلہ کرتے کرتے شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ کے رخِ انور پر چوٹیں آئیں۔ دائیں جانب کا دانت شہید ہو گیا۔ یہ ساری تکالیف عتبہ بن ابی وقاص اور عمرو بن قمیہ لیثی کے ہاتھوں پہنچیں۔

Marfat.com

حضرت حنظلہ کی شہادت :

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے جونہی ابو سفیان پر حملہ کرنا چاہا۔ شداد بن اسود لیثی نے ایک گڑھے سے نکل کر آپؓ کو روک کر وار کیا۔ جس سے حضرت حنظلہ شہید ہو گئے، حضرت حنظلہ اس وقت جنبی تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان کو تو ملائکہ نے غسل دیا ہے۔

رسول رحمت ﷺ پر کفار کا حملہ :

پھر کفار نے حضور اکرم ﷺ پر پتھراؤ کیا۔ آپ ﷺ ایک گڑھے میں گرنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور گرنے سے بچایا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کمر مبارک میں ہاتھ ڈال کر آپ ﷺ کو اٹھالیا۔ رخِ انور کے زخم کو مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ نے صاف کیا۔ مغفر کے دو حلقے چہرے کے نیچے تک اتر آئے تھے۔ جن کو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے نکالا۔ کفار لڑتے لڑتے آپ ﷺ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ کئی صحابہ اس جگہ شہید ہوئے۔ آخری صحابی عمار بن یزید بن سکن تھے جو حضور اکرم ﷺ کو بچانے کی خاطر کفار کے مقابلہ پر اور لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اس کے بعد حضرت طلحہ نے کفار کا مقابلہ کیا اور کفار کو پیچھے دھکیل دیا۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو چھپا کر کھڑے تھے۔ تیر ان کی پشت پر لگتے جاتے تھے۔ مگر نہ حرکت کرتے اور نہ ہی اف کرتے۔ بالآخر وہ بھی شہید ہوئے۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر ایک تیر آکر لگا جس کی وجہ سے ان کی آنکھ نکل کر گالوں پر آگئی۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھدیا۔ اور یہ آنکھ آپ ﷺ کے معجزہ سے ٹھیک ہو گئی۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ :

نضر بن انس رضی اللہ عنہ کفار سے لڑتے لڑتے صحابہ کرام کی ایک جماعت تک جا پہنچے جو حیران و سرگرداں کھڑی تھی۔ نضر بن انس نے ان سے کہا کہ کیا دیکھ رہے ہو لڑتے کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا حضور اکرم ﷺ تو شہید ہو چکے ہیں اب کیا کریں۔ نضر بن انس نے کہا لڑتے رہو جو کام حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارک میں کرتے وہی اب بھی کرتے رہو اور لڑتے لڑتے اُسی حالت میں جان دے دو جس حالت میں حضور اکرم ﷺ نے جان دی ہے۔

نضر بن انس یہ کہہ کر آگے بڑھے اور نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ان کے بدن پر ستر زخم آئے تھے۔ اکہترویں زخم سے وہ شہید ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیس زخم آئے تھے ان کے زیادہ چوٹ پاؤں میں آئی تھی، اسی وجہ سے وہ لنگڑا کر چلتے تھے۔ اسی معرکہ میں حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ ان کو وحشی غلام بن مطعم بن عدی نے شہید کیا۔ دریں اثناء علم بردار حضرت مصعب بن عمیر کو عمرو بن قمیہ نے شہید کیا۔ اور اس گمان میں کہ حضور اکرم ﷺ شہید ہو چکے ہیں اس نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر بلند آواز میں کہا۔

الا ان محمداً قد قتل

اے لوگوں! سن لو محمد ﷺ قتل کر دئے گئے ہیں۔

اس کی یہ آواز سنتے ہی صحابہ کرامؓ کے ہوش و حواس ختم ہو گئے۔ وہ سکتے کے عالم میں کھڑے ہو گئے۔ کسی سے کچھ بن نہ پڑا بس آنکھیں پھاڑ کر

ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ زبانیں گنگ ہو گئیں۔ دریں اثناء کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا اور پہچان کر بلند آواز میں کہا خوش خبری ہے یہ محمد ﷺ موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے اسے دوبارہ یہ الفاظ کہنے سے منع کر دیا۔

صحابہ کرام اس آواز کو سن کر آپ ﷺ کے قریب جمع ہوتے گئے۔ اور آپ ﷺ ان کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی کی طرف چلے گئے۔ ان میں حضرت ابو بکر، عمر، علی، زبیر اور حرث بن حمتہ انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔ اتنے میں ابی بن خلف آگیا۔ حضور اکرم ﷺ نے حرث بن صمتہ انصاری کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اس کی گردن پر مارا۔ جس کے لگنے سے وہ منہ پھیر کر بھاگا۔ کفار نے اسے آوازے دے کہ کہا کہ تو ایک چھوٹی سی ضرب کھا کر بھاگ گیا۔ چل اور محمد ﷺ کو پکڑ ابی بن خلف نے کہا خدا کی قسم! میں اس زخم سے بچ نہ سکوں گا۔ کیونکہ یہ نیزہ محمد ﷺ نے مارا ہے۔ اگر کسی اور نے مارا ہوتا تو مجھ کو پرواہ بھی نہ ہوتی، چنانچہ واپسی کے موقع پر وہ راستہ ہی میں جہنم واصل ہو گیا۔

وحی کی آمد:

جب لڑائی ختم ہوئی حضرت علی بن ابی طالب پانی لائے آپ ﷺ نے وضو کیا۔ پہاڑ کی چٹان پر قدرے توقف فرما کر بیٹھ کر اپنے اصحابؓ کے ساتھ نمازِ ظہر ادا کی اور اللہ جل شانہ سے ان شکست کھائے ہوئے مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان آیات کا نزول فرمایا۔

ان الذین تولو امنکم یوم التقی الجمعٰن انما استز
لھم الشطین ببعض ماکسبوا ولقد عفا اللّٰہ عنھم
ان اللّٰہ غفور حلیم ○

Marfat.com

ترجمہ : بیشک تمہارے آدمی اس دن جب دو جماعتوں کا مقابلہ ہوا تھا۔ بھاگ گئے تھے۔ ان کے گناہوں کی وجہ سے شیطان نے انہیں ڈگمگا دیا تھا، اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے بے شک اللہ بخشنے والا، بردبار ہے۔

شہدائے غزوۂ احد :

اس معرکہ میں مسلمانوں کی طرف سے حمزہ بن عبد المطلب، عبد اللہ بن جحش، مصعب بن عمیر اور پینسٹھ انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ کے حکم سے انہیں خون آلودہ کپڑوں میں بغیر غسل اور نماز جنازہ کے دفن کیا گیا۔

کفار کی طرف کے بائیس لوگ مارے گئے۔ ان میں ولید بن عاصی بن ہشام، ابو امیہ بن ابو خدیفہ بن مغیرہ، ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ، اور ابو عزہ عمرو بن عبد اللہ بن جمح بھی شامل ہیں۔ ابو عزہ عمرو بن عبد اللہ بن جمع غزوۂ بدر میں قید ہو کر آیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے اس کے غریب اور کثرت عیال کی وجہ سے بغیر فدیہ کے اس شرط پر رہا کر دیا تھا کہ آئندہ وہ مسلمانوں کے مد مقابل نہیں آئے گا۔ لیکن جب اس معرکہ میں وہ دوبارہ گرفتار ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

ابی بن خلف حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

ابو سفیان کی دعوت جنگ :

ابو سفیان پہاڑ پر چڑھ گیا اور بلند آواز سے کہنے لگا!

الحرب سجال یوم احد بیوم بدر اصل ھبل موعد

لڑائی ختم ہوئی احد کا دن بدر کے دن کے برابر ہو گیا۔

Marfat.com

ہبل اپنا دین ظاہر کر۔

کم العامل القابل

آئندہ سال پھر لڑائی کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے حکم سے دوسری جانب سے صحابہ کرام نے جواب دیا۔

ھوبیننا و بینکم

ہمارے اور تمہارے درمیان یہی میعاد ہے۔

یہ سن کر کفار واپس ہو گئے۔

حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے حرمتی :

لڑائی ختم ہونے کے بعد حضور اکرم ﷺ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی لاش پر کھڑے ہو کر اظہار افسوس کرتے رہے۔ ہند اور اس کی سہیلیوں نے ان کا جگر نکال کر چبایا تھا۔ ناک، کان اور اعضائے تناسل کاٹ دئے تھے۔ جب آپ ﷺ نے چچا کی یہ حالت دیکھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ مجھ کو قریش پر فتح عطا فرمائے گا تو میں ان کے تیس آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ آپ ﷺ اس کے بعد اپنے اصحاب کرامؓ کے ہمراہ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

غزوۂ حمراء الاسد :

معرکہ احد سے واپسی کے بعد ۱۶ شوال ۳ ھجری کو حضور اکرم ﷺ دشمنان اسلام کے مقابلے کے ارادے سے پھر تیار ہوئے۔ اور حکم فرمایا کہ اس غزوۂ میں جابر بن عبداللہ کے سوا صرف وہی لوگ شرکت کریں گے جو جنگ احد میں شریک تھے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ اور وہ تمام صحابہ کرامؓ جنہوں نے غزوۂ احد میں شرکت کی تھی۔ زخمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

Marfat.com

اور مدینہ سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر حمراء الاسد پہنچ کر قیام پذیر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ تین دن تک اس مقام پر ٹھہرے رہے۔ اسی دوران معبد بن ابی معبد خزاعی یہاں سے گزر کر مکہ مکرمہ جارہا تھا۔ کہ وہ راستہ میں روحا کے مقام پر ابو سفیان سے ملا اس وقت یہ لوگ مدینہ کی طرف آنے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔

معبد خزاعی نے حضور اکرم ﷺ کی پیش قدمی کی اطلاع دی۔ ابو سفیان اس خبر کو سنتے ہی اس خیال سے کہ اب پانسہ پلٹ نہ جائے مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

واقعۂ رجیع :

ماہ صفر ۴ ہجری میں چند افراد بطون، عضل اور قارہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ہماری قوم کے افراد اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اور ہماری قوم قرآن مجید سیکھنے اور احکامِ دین کو سمجھنے کا شوق رکھتے ہیں۔ لہذا آپ ﷺ ایسے افراد ہمارے ہمراہ کر دیں جو ہمیں دینِ اسلام کی باتیں سکھائیں، حضور اکرم ﷺ نے ان کے کہنے پر صحابہ کرامؓ میں سے یہ افراد ان کے ہمراہ کر دئے۔ مرثد بن ابی مرثد غنوی، خالد بن بکیر لیثی، عاصم بن ثابت بن ابی افلح، خبیب بن عدی، زید بن دثنہ بن بیاضہ بن عامر، عبداللہ بن طارق رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حضور اکرم ﷺ نے مرثد بن ابی مرثد کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ رجیع کے مقام پر پہنچے تو عضل و قارہ والوں نے ان کے ساتھ بے وفائی کی۔ ہو ہذیل نے آکر گھیر اڈال لیا۔ مرثد اپنے ساتھیوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور لڑائی کے لئے خود کو تیار کر لیا۔ کفار نے ہذیل و قارہ سے کہا تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تم کو پناہ دیتے ہیں۔ ہمارا مطمح نظر تم سے مقابلہ کرنا نہ تھا۔ بلکہ ہم تو تم کو آزمارہے تھے کہ اگر اہل مکہ کا مقابلہ ہو جائے تو تم ہمارے

Marfat.com

مدمقابل ٹھہر پاؤ گے یا نہیں، لیکن مرثد، خالد اور عاصم نے کفار کے وعدوں اور عہد و پیمان پر اظہارِ اطمینان نہ کیا اور لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

صحابۂ کرامؓ کی شہادت :

ان صحابہ کرامؓ کے شہید ہو جانے کے بعد ہذیل کے دل میں لالچ و طمع نے گھر کر لیا۔ اور اس نے عاصم رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس لے جانے کا ارادہ کیا۔ تاکہ اس سے کچھ رقم اینٹھ سکے۔ کیونکہ سلافہ نے جنگ احد میں یہ منت مانی تھی کہ عاصم کے سر کا پیالہ بنا کر اس میں شراب نوشی کروں گی۔ انہوں نے سلافہ کے دو لڑکوں کو احد میں قتل کیا تھا۔ مگر ہذیل اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

جوں ہی ہذیل نے عاصم رضی اللہ عنہ کے سر کو کاٹنا چاہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی لاش کے ارد گرد بھڑوں کو بھیج دیا۔ جس کی وجہ سے ہذیل عاصم کا سر نہ کاٹ سکا۔

رات کو پانی کا ایک تیز ریلہ آیا اور ان کی لاش کو بہا کر لے گیا۔ ان کے باقی تین ساتھیوں کو قید کر کے مکہ لے جانے لگے۔ جس وقت مرالظہران کے مقام پر پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے تلوار سونت لی یہ اکیلے کیا کر سکتے تھے۔ کفار نے ان پر دور سے تیر اندازی شروع کر دی اور یہ بھی شہید ہو گئے۔ خبیب اور زید زندہ بچ رہے۔ وہ مکہ لائے گئے۔ قریش نے ان کو خریدا اور بے دردی سے شہید کر دیا۔

بئر معونہ :

ماہ صفر ۴ ہجری میں ملاعب الاسنہ ابوبراء عامر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ شخص نہ تو مسلمان ہوا اور نہ ہی اس نے اسلام سے نفرت کی تھی۔ اس نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ یا محمد ﷺ ! اگر

Marfat.com

آپ ﷺ اپنے اصحاب کو اہل نجد کی جانب اسلام کی دعوت لے کر بھیجو تو مجھے امید ہے وہ لوگ اس دعوت کو قبول کرلیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اُن لوگوں پر اعتماد نہیں ہے۔ ابو براء نے کہا میں تمہارے اصحابؓ کا معاون و مددگار ہوں۔ اور حضور اکرم ﷺ کو اطمینان دلایا۔

حضور اکرم ﷺ نے اطمینان حاصل کرلینے کے بعد منذر بن عمرو ساعدی کو چالیس صحابہ کرامؓ کے ساتھ اور بعض روایات کے مطابق ستر صحابہ کرامؓ کے ساتھ روانہ کیا۔

ان افراد میں حرث بن صمۃ، حرام بن ملحان، عامر بن فہیرہ، اور نافع بن ہذیل بن ورقاء رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل تھے۔ جب یہ لوگ بئر معونہ پر پہنچے تو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کا خط حرام بن ملحان کی معرفت عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔

صحابہ کرامؓ کی شہادت :

عامر بن طفیل نے خط کھول کر بھی نہ دیکھا اور حرام بن ملحان کو شہید کرکے بنو عامر کو باقی صحابہ کے قتل پر اکسایا۔ جب انہوں نے ان کی مدد کرنے سے انکار کیا تو اس نے بنو سلیم سے کہا۔ چنانچہ بنو سلیم میں سے عصیہ، رعل اور ذکوان اٹھے اور ان چالیس صحابہ کرام کو بلا قصور شہید کردیا۔ ان لوگوں کے پیچھے پیچھے منذر بن احیحہ جلاحی اور عمرو بن امیہ ضمری آرہے تھے۔ انہوں نے دور سے صحابہ کی جماعت پر پرندوں کو اڑتے دیکھا تو گھبرائے۔ جب قریب آئے تو صحابہ کرامؓ کو بستر شہادت پر سوتے ہوئے پایا۔ منذر بن احیحہ تو اسی جگہ لڑکر شہید ہوگئے۔ عمرو بن امیہ ضمری کو کفار قید کرکے لے گئے۔ عامر بن طفیل نے ان کو بنو مضر کا سمجھ کر ان کی ڈاڑھی کاٹ کر چھوڑ دیا۔ یہ واقعہ جافعہ رجیع کے قریب ۲۰ صفر کو ہوا۔

Marfat.com

مقتولین کا خون بہا :

جب عمرو بن امیہ ضمری بئر معونہ سے مدینہ واپس آرہے تھے کہ راستے میں ان کو دو شخص ملے جو بنو کلاب یا بنو سلیم کے تھے یہ دونوں افراد عمرو بن امیہ ضمری کے ساتھ ایک باغ میں ٹھہرے۔ جب یہ سو گئے تو عمرو بن امیہ ضمری نے ان کو بنو عامر یا بنو سلیم کا سمجھ کر قتل کر دیا۔ حالانکہ ان کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا معاہدہ تھا۔ مگر عمرو بن امیہ ضمری کو اس کی خبر نہ تھی۔ عمرو بن امیہ ضمری نے مدینہ پہنچ کر حضور اکرم ﷺ کو تمام واقعات اور ان کے قتل سے آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے دو ایسے افراد کو قتل کیا ہے کہ جس کا خون بہا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش :

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ بنو نضیر کے مقتولین کا خون بہا دینے کے لئے ان کے پاس گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم تھے۔ بنو نضیر نے ظاہراً خون بہا خوشی قبول کر لیا۔ آپ ﷺ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مشرکین نے آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے اصحاب کرامؓ کے قتل کی سازش پوری طرح تیار کر رکھی تھی۔ کفار نے ایک شخص عمرو بن محاسن بن کعب کو دیوار پر چڑھا دیا۔ اور یہ ہدایت کر دی کہ پتھر حضور اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام پر گرا دے۔ تاکہ یہ لوگ دب کر مر جائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے نبی محمد الرسول اللہ ﷺ کو اس سازش سے آگاہ فرما دیا۔ آپ ﷺ اس جگہ سے اٹھ کر مدینہ آگئے، صحابہؓ وہیں بیٹھے رہے۔ جب دیر ہوئی تو صحابہ کرامؓ بھی آپ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے آپ ﷺ تک پہنچ گئے، حضور اکرم ﷺ نے وحیِ الٰہی اور دشمنانِ دین کی سازشوں سے ان کو آگاہ کیا۔ اور بنو نضیر

Marfat.com

پر حملہ کا حکم صادر فرمایا۔

غزوۂ بنو نضیر :

حضور اکرم ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور ماہ ربیع الاول میں بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ بنو نضیر نے بھی چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ اسلامی افواج نے چھ دن تک ان کا محاصرہ کیا۔ ان کے کھجور کے باغات جلا ڈالے، اور درختوں کو کاٹنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن ابی بن سلول اور بعض دیگر منافقین نے بنو نضیر کو یہ پیغام بھجوایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ باہر نکل کر لڑو تو ہم بھی لڑیں گے۔ اور اگر تم کو جلاوطن کیا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ جلاوطن ہوں گے۔ اس پر بنو نضیر شیخی میں آگئے۔

بالآخر ذلیل و خوار ہو کر امن کی درخواست کی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول بنو نضیر کی جانب سے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ پیغام لایا کہ بنو نضیر اپنی جانوں کی امان اور اپنے مال و اسباب کی حفاظت چاہتے ہیں کہ جتنے ان کے اونٹ اٹھا سکیں۔

بنو نضیر کی جلاوطنی :

حضور اکرم ﷺ نے ہتھیاروں کو چھوڑ کر اس بات کی اجازت دے دی ان میں سے حی بن اخطب اور ابن ابی حقیق کے اہل خاندان خیبر میں جا کر قیام پذیر ہو گئے اور بعض شام کی طرف جا نکلے۔ آپ ﷺ نے ان کا مال و متاع مہاجرینِ اولین میں تقسیم فرما دیا۔ اور اسی مالِ غنیمت میں سے ابو دجانہ اور سہل بن حنیف کو بھی عطا فرمایا۔ اگرچہ یہ مہاجرین اولین میں سے نہیں تھے۔ اسی غزوہ میں بنو نضیر کے یہودیوں میں سے یامین بن عمیر بن حجاش اور سعید بن وہب نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کے مال و متاع اور ہتھیاروں میں سے کچھ بھی نہیں لیا گیا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ سورۂ حشر اسی غزوۂ میں نازل ہوئی۔

Marfat.com

غزوۂ ذات الرقاع :

غزوۂ بو نضیر کے بعد حضور اکرم ﷺ یکم جمادی الاول ۴ ہجری تک مدینہ میں اقامت پذیر رہے۔ اس کے بعد دینِ اسلام کی دعوت دینے اور کلمۂ اسلام کی سربلندی کے لئے نجد کی جانب بو محارب اور بو ثعلبہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور مدینہ میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو اور بعض روایات کے مطابق حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرما گئے۔ نجد پہنچ کر غطفان کے ایک گروہ سے جھڑپ ہوئی، باقاعدہ لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ دونوں فریق ایک دوسرے سے ڈر گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی۔

اس غزوۂ کا نام ذات الرقاع ہے۔ اس وجہ سے کہ پہاڑی دشوار گزار راستوں پر چلتے چلتے مجاہدین اسلام کے پاؤں پھٹ گئے تھے اور انہوں نے تکلیف زائل کرنے کے لئے پاؤں پر کپڑے لپیٹ لئے تھے۔ بعض کے مطابق اس غزوہ میں حضور اکرم ﷺ جس پہاڑ پر اترے تھے اس کا نام ذات الرقاع تھا۔ کیوں کہ اس میں سیاہی، سفیدی اور سرخی کے نشانات تھے۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع رکھا گیا، بعض مؤرخین کے مطابق یہ غزوہ محرم میں ہوا۔

غزوۂ بدر موعد :

۴ ہجری شعبان کے مہینے میں حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنا نائب مقرر کر کے خود بدر کی طرف پیش قدمی کی۔ اور آپ ﷺ اس وعدہ کے ایفاء کے لئے روانہ ہوئے جو غزوۂ احد میں فریقین کے درمیان ہوا تھا۔ غزوۂ احد میں جنگ ختم ہونے کے بعد ابو سفیان نے کہا تھا آئندہ سال لڑائی بدر میں ہوگی۔ مسلمانوں کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے

مطابق جواب دیا گیا تھا اور اس کا اقرار بھی کیا گیا تھا۔ ابو سفیان بھی حسبِ وعدہ اہل مکہ کو لے کر آیا اور ظہران یا عسفان میں اترا۔ لیکن مہنگائی اور قحط کا بہانہ بنا کر بغیر جنگ کئے واپس چلا گیا۔ حضور اکرم ﷺ آٹھ دن بعد بدر سے روانہ ہو گئے۔ ۴ ہجری کے یہی اہم واقعات تھے اس کے بعد ۵ ہجری شروع ہوا۔

غزوۂ دومتہ الجندل :

۵ ہجری میں ایک گروہ مسلمانوں کے خلاف دومتہ الجندل میں جمع ہوا۔ حضور اکرم ﷺ اس گروہ کی نقل و حرکت سے واقف ہونے کے بعد مسلمانوں کو لے کر نکلے اور آپ ﷺ نے سباع بن عرفط غساری کو اپنا نائب مقرر کیا اور ماہِ ربیع الاول میں مدینہ سے پیش قدمی کی۔ مسلمانوں نے پہنچنے سے پہلے ہی کفار کا گروہ بھاگ گیا، لہذا حضور اکرم ﷺ بغیر جنگ کئے واپس تشریف لے آئے۔ اسی غزوۂ میں آپ ﷺ نے عیینہ بن حصن کو مدینہ کی زمینوں پر مویشی چرانے کی اجازت دی۔ کیونکہ اس کے علاقے میں خشک سالی اور قحط کی وجہ سے سبزہ موجود نہ تھا۔ اور خوب بارش کی وجہ سے مدینہ کے باغات سرسبز و شاداب اور کھیتیوں میں خوب ہریالی تھی۔

Marfat.com

باب پنجم

غزوۂ احزاب ۴ھ

غزوۂ احزاب :

اس کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ یہ غزوہ ۵ ہجری میں ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ غزوہ ۴ ہجری میں ہوا۔ اس بات کی تائید عبداللہ بن عمر کے ایک قول سے ہوتی ہے۔

ردنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم احد وانا ابن اربع عشرة سنة ثم اجازنی یوم الخندق وانا ابن خمس عشرة سنة

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے مجھے واپس کر دیا کہ جب میں چودہ سال کا تھا۔ پھر خندق میں لڑائی کی اجازت دے دی۔ جب کہ میں پندرہ سال کا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ غزوۂ خندق میں صرف ایک سال کا وقفہ ہے۔ اور یہی درست ہے۔ کیونکہ یہ غزوہ غزوۂ دومتہ الجندل سے پہلے ہوا۔

Marfat.com

جنگ کی وجہ :

اس غزوہ کا سبب یہ ہوا کہ جب بنو نضیر جلاوطن ہو کر خیبر چلے گئے تو ان میں سے کچھ لوگ مکہ چلے گئے۔ وہاں انہوں نے مکہ والوں کو حضور اکرم ﷺ کی مخالفت اور مسلمانوں کے خلاف لڑائی کے لئے ابھارا اور جو لوگ جنگ کے قابل نہ تھے۔ ان سے چندہ وغیرہ اور مالی مدد حاصل کی۔ اور اس کے بعد بنو غطفان پہنچے اور ان کو بھی جنگ کے لئے تیار کیا۔ چناں چہ ابو سفیان بن حرث سردارِ قریش اور عتبہ بن حصن نے دس ہزار افراد کے ہمراہ مدینہ کی جانب پیش قدمی کی۔

خندق کی کھدائی :

حضور اکرم ﷺ نے ان کی روانگی کی خبر سن کر مدینہ منورہ کے اطراف میں خندق کھودنے کا حکم دیا اور اصحاب کرام کے ساتھ خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہوئے۔ بعض روایات کے مطابق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا۔ خندق تیار ہو جانے کے بعد کفار کی فوج پہنچی اور مدینہ کے باہر احد کی جانب ٹھہری، حضور اکرم ﷺ نے مدینہ میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور تین ہزار مسلمان جاں نثاروں کو لے کر کفار کے مقابلے پر آئے۔ اور سلع کے میدان میں پڑاؤ ڈالا۔ مسلمانوں اور کفار کے درمیان خندق حائل تھی۔

بنو قریظہ کی عہد شکنی :

کفار مکہ ہو غطفان کو دیکھ کر مسلمانوں سے معاہدہ کے باوجود ہو قریظہ بھی مسلمانوں کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر کفار کے اس لشکر سے مل گئے۔

Marfat.com

اس خبر کی اطلاع ملتے ہی حضور اکرم ﷺ نے سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، خوات بن جبیر، اور عبداللہ بن رواحہ کو بنو قریظہ کا احوال معلوم کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ان حضرات کو بنو قریظہ کے متعلق جو اطلاعات ملی تھیں ویسا ہی پایا۔ چوں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان کے حلیف تھے۔ انہوں نے بہتیرا سمجھایا، وعظ و نصیحت کی، لیکن بنو قریظہ کے لوگ نہ مانے۔ مجبوراً سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس آگئے۔ اور نبی اکرم ﷺ سے تمام احوال کا ذکر کیا۔

مدینہ کا محاصرہ :

حضور اکرم ﷺ کو بنو قریظہ کی بد عہدی سے شدید صدمہ پہنچا۔ مسلمانوں کا سب طرف سے محاصرہ کر لیا گیا۔ بنو حارثہ اور بنو سلمہ نے یہ کہہ کر لڑائی میں حصہ لینے سے انکار کر دیا کہ ہمارے گھر مدینہ سے باہر اور کھلے ہوئے ہیں۔ ایک ماہ تک بغیر لڑائی کے محاصرہ قائم رہا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے یہ چاہا کہ عینیہ بن حصن اور حرث بن عوف سے مدینہ کے پھلوں کے باغات سے ایک تہائی دے کر مصالحت کر لی جائے۔ اور اس محاصرے سے آزادی حاصل کر لی جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس بارے میں حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے مشورہ کیا۔ ان دونوں حضرات نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس طرح صلح کرنے کا حکم دیا ہے؟ اگر باری تعالیٰ کا حکم ہے تو ضرور کر لیں یا اگر آپ ﷺ کو خود صلح کا یہ راستہ پسند ہے تب ہی آپ ﷺ کر سکتے ہیں۔ یا یہ کہ آپ ﷺ نے اس میں ہماری بھلائی خیال کی ہے اور آپ ﷺ ہمارے فائدے میں یہ صلح فرما رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں میں یہ صلح تم لوگوں کے لئے کرنا چاہتا ہوں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمام عرب نے بالاتفاق تم لوگوں پر ایک کمان سے تیر

اندازی کی ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! جب ہم کفر و شرک اور بت پرستی میں مبتلا تھے تو وہ ہم سے سوائے خریداری کے ایک کھجور بھی زائد نہیں لے سکتے تھے۔ اور اب جب کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں دینِ اسلام کی دولت سے مالا مال کیا اور آپ ﷺ کے صدقے ہمارے عزت افزائی کی تو بھی ہم ان کو اپنی پیداوار کیوں دے دیں۔

خدائے ذوالجلال کی قسم! ہم ان کو کھجور کا ایک دانہ بھی سوائے تلوار کے نہیں دیں گے۔ آپ ﷺ اطمینان رکھئے جب تک ہماری جان میں جان ہے کفار و مشرکین کا یہ گروہ مدینہ کے قریب پھٹکنے نہیں پائے گا۔ حضور اکرم ﷺ ان کی یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔

مسلمانوں اور کفار میں جھڑپیں :

اس کے بعد قریش کے چند سوار اپنے لشکر سے نکل کر مسلمانوں کی طرف بڑھے لیکن جب خندق پر ان کی نظر پڑی تو ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے، کیونکہ اس سے پہلے عربوں نے ایسی حکمت عملی کبھی نہیں اپنائی تھی۔ پھر ان لوگوں نے ایک تنگ مقام سے نکلنے کا ارادہ کیا۔ مسلمان یہ سوچ کر کہ کفار کے گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو قابو کر کے خندق پار کر گئے ہیں اور مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے للکار رہے ہیں۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ چند صحابہ کرام کو لے کر ان کے مدمقابل آئے اور عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا۔ اس کے باقی ساتھی جیسے آئے تھے ویسے ہی واپس لوٹ گئے۔ اسی اثناء میں ایک تیر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کے قریب آکر لگا بعض روایت کے مطابق یہ تیر حبان بن قیس بن العرقہ نے مارا تھا اور بعض کے مطابق ابو اسامہ جشمی حلیف بنو مخزوم نے مارا تھا۔

جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے تیر لگا اس وقت وہ یہ دعا

Marfat.com

فرمارہے تھے۔

"اے اللہ! اگر تو نے قریش کی جنگ باقی رکھی ہو تو مجھ کو بھی اس کے لئے باقی رکھ، مجھ کو اس بات سے کوئی بات زیادہ عزیز نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول کو تکالیف دیں۔ اور ان کو حرم سے نکال دیا اور اگر تو نے ہماری اور کفار کی لڑائی ختم کر دی ہے تو اسی زخم کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ اب اس کے سوا کوئی اور خواہش نہیں کہ مرتے وقت میری آنکھیں بنو قریظہ کی ذلت کو دیکھیں۔"

نعیم بن مسعودؓ کی جنگی حکمت عملی :

مدینہ کے محاصرہ کے دوران نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن منذر بن ھلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ پر ایمان لایا۔ میری قوم ابھی میرے اس ایمان سے واقف نہیں ہوئی ہے۔ آپ ﷺ جو ارشاد فرمائیں میں خدمت بجالانے کو تیار ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک ہوشیار اور تجربہ کار فرد ہو۔ ان کفار کو پیچھے دھکیلنے کی جو تدبیر ہو کرو۔ اس لئے کہ لڑائی بھی ایک فریب ہی ہے۔ نعیم بن مسعود یہ سنتے ہیں بنو قریظہ کے پاس گئے اور ان کو سمجھایا کہ قریش اور بنو غطفان نے تم لوگوں کو بے وقوف بنایا ہوا ہے۔ اگر تم کامیاب ہو گئے تو مالِ غنیمت میں وہ تمہارے ساتھ شریک ہو جائیں گے اور آدھی مملکت تم سے لے لیں گے اور اگر تم کو شکست ہو گئی تو وہ اپنے گھر پہنچ کر ہی دم لیں گے۔ اور تم اکیلے تنِ تنہا یہاں رہ جاؤ گے اور محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا مقابلہ بھی نہ کر سکو گے۔ لہذا اس کے تدارک کے لئے مناسب یہ ہے کہ تم ان کے

Marfat.com

نوجوانوں کو اپنے ہاں روک لو تا کہ وہ ہر حال میں تمہارے ساتھ رہیں۔ یہ بات بنو قریظہ کے دل میں اتر گئی اور وہ اس پر آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد نعیم بن مسعود ابو سفیان کے پاس گئے اور اس کو یہ بات کہی کہ یہودِ بنو قریظہ تمہاری طرف سے بد دل ہو کر دوبارہ محمد ﷺ سے مل گئے ہیں اور ان سے یہ وعدہ کر لیا ہے کہ قریش کے نوجوانوں کو ہم بطورِ ضمانت لے کر تمہارے حوالے کر دیں گے۔

جب یہ باتیں ابو سفیان کے ذہن میں بھی گھر کر گئیں تو نعیم بن مسعود یہاں سے نکل کر غطفان کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی باتیں کیں۔

بنو قریظہ اور قریش میں نفاق :

ابو سفیان اور غطفان نے نعیم بن مسعود کی گفتگو کی تصدیق کے لئے اتفاق سے پیر کی رات بنو قریظہ کو یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ محمد ﷺ کے قرب و جوار میں رہتے ہو اور ان کی آمد و رفت اور نقل و حمل سے آگاہ ہو لہذا پہلے تم حملہ کر دو۔ بنو قریظہ نے "یوم السبت" کا بہانہ کر دیا اور یہ پیغام بھیجا کہ جب تک تم اپنے جوانوں کو ہمارے اطمینان کے لئے ہمارے پاس نہ بھیج دو گے ہم ہرگز لڑائی نہیں کریں گے۔

اس پیغام کے پہنچتے ہی گویا نعیم بن مسعود کی خبر کی تصدیق ہو گئی۔ ان کو بنو قریظہ کی طرف دھڑکا لگ گیا اور قریش نے اپنے نوجوانوں کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن ان کو لڑنے پر مجبور کرنا چاہا۔ جس سے بنو قریظہ والوں کو وہ خیال جس کو نعیم بن مسعودؓ نے ان کے دل و دماغ میں پیدا کر دیا تھا۔ یقینِ کامل کے درجہ کو پہنچ گیا۔ اور نعیم بن مسعودؓ کی بات کی تصدیق ہو گئی۔ اس طرح قریش اور بنو قریظہ میں اختلافات پیدا ہو گئے۔

کفار مکہ کی روانگی :

پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قریش اور غطفان پر تند و تیز ہوا بھیجی جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے۔ ہانڈیاں پلٹ گئیں۔ ضروری سازو سامان اڑ گیا۔

حضور اکرم ﷺ نے کفار کے اس اختلاف کی اطلاع پا کر حذیفہ بن یمان کو قریش کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ انہوں نے علی الصبح آکر کفارِ مکہ کی مکہ واپس جانے اطلاع دی۔ پھر حضور اکرم ﷺ بھی اپنے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ مدینہ واپس لوٹ آئے۔

بنو قریظہ کا محاصرہ :

غزوہ خندق سے واپسی کے بعد اسی دن ظہر کی نماز کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو یہ حکم دیا کہ کوئی شخص بنو قریظہ کے علاوہ کہیں اور نمازِ عصر نہ کرے۔ چناں چہ حضور اکرم ﷺ اپنے اصحابؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے نکلے۔ اسلامی فوج کا جھنڈا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا اور مدینہ میں حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا نائب بنا کر نکلے اور پچیس دن تک ان کا محاصرہ کیا۔

سردار بنو قریظہ کعب بن اشرف کی اپنی قوم کے سامنے تقریر :

اسی محاصرہ کے دوران بنو قریظہ کے سردار کعب بن اشرف نے اپنی قوم کے افراد کو جمع کر کے کہا!

"اے جماعتِ یہود! اگر تم اپنی جان و مال، اپنی عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں سے بچانا چاہتے ہو تو اسلام قبول کر لو یا ہفتہ کی رات محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں پر رات کی تاریکی میں حملہ کر کے خود

Marfat.com

کو مسلمانوں کی دست وبرد سے بچاؤ وہ ہفتہ کی رات کو یہ گمان کر کے کہ یہودی یوم السبت کو نہیں لڑتے حملہ نہیں کریں گے اور ہم سے غافل رہیں گے اور اگر یہ دونوں باتیں تم کو ناپسند ہوں تو بہتر یہی ہے کہ پہلے اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کرو اور تمام ساز و سامان اور مال و متاع جلا دو پھر ہتھیار بند ہو کر محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں سے لڑو، اگر ہم ناکام ہو گئے اور شکست کھا گئے تو ہم کو عورتوں اور بچوں کی گرفتاری کا افسوس نہیں ہو گا اور اگر ہم کو فتح و نصرت حاصل ہو گئی تو ہمیں بہت سی عورتیں مل جائیں گی اور اولاد (لڑکے) بھی پیدا ہو ہی جائیں گے۔ بنو قریظہ نے ان میں سے ایک بات بھی قبول نہیں کی۔"

ابو لبابہ بن عبد المنذر کی غلطی :

اس کے بعد ان لوگوں نے حضور اکرم ﷺ سے حضرت ابو لبابہ بن عبد المنذر بن عمرو بن عوف کو مشورہ کے لئے بلایا کیوں کہ یہ بنو قریظہ کے خلفاء میں سے تھے۔ ابو لبابہ بن عبد المنذر کو دیکھتے ہی تمام بنو قریظہ کے لوگ جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں ان کے ارد گرد جمع ہو گئے اور رونے لگے اور کہا کہ کیا تمہاری بھی یہی رائے اور مرضی ہے کہ ہم محمد ﷺ کے حکم سے قلعہ بندی چھوڑ دیں اور حصار سے باہر نکل آئیں۔

ابو لبابہ ان کو ہاں کہہ کر حضور اکرم ﷺ کے پاس واپس نہیں گئے بلکہ مدینہ منورہ واپس لوٹ گئے۔ پھر ان کو اس طرح واپسی پر شرمندگی ہوئی اور انہوں نے خود کو مسجد کے ستون سے باندھ لیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی خطا کو معاف فرمائے ابو لبابہ نے بھی یہ عہد کر رکھا تھا کہ اس زمین پر قدم نہ رکھوں گا جہاں میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ بد دیانتی سے کام لیا۔

Marfat.com

ابو لبابہ کی معافی :

حضور اکرم ﷺ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا کہ اگر ابو لبابہ میرے پاس آتا تو میں اللہ جل شانہ سے اس کا قصور اور اس کی خطا معاف کرواتا لیکن اب جب تک اللہ جل شانہ اس کے قصور کو معاف نہ کرے میں اپنے اختیار سے اس کو نہیں کھول سکتا۔ ابو لبابہ چھ دن تک مسجد کے ستون سے بندھے رہے۔ ان کو صرف نماز کے اوقات میں کھولا جاتا تھا۔ ساتویں دن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی خطا معاف فرما دی اور ان کی توبہ قبول ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے ابو لبابہ کو اس ستون سے کھولا۔ اس کے بعد ہو قریظہ مجبوراً اللہ کے رسول ﷺ کے حکم سے اس حصار سے باہر نکل آئے۔ اسی رات ہو قریظہ میں سے ہذیل کے چار بھائیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ عمرو بن سعد قرنلی بھاگ گیا۔ یہ بنو قریظہ کے ساتھ معاہدہ شکنی میں شریک نہیں تھا۔ پھر بنو قریظہ کے حصار سے نکلنے کے بعد ہو اوس نے حضور اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ جس طرح بنو خزرج کی درخواست پر بنو نصیر کے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اسی طرح ہماری درخواست پر بنو قریظہ کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

سعد بن معاذ کا فیصلہ :

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی ہو جاؤ گے کہ اس بات کا فیصلہ وہ شخص کرے جو تم ہی میں سے ہو۔ بنو اوس نے کہا جی ہاں ! اے اللہ کے رسول ﷺ ! پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخصیت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہی اس بات کا فیصلہ کریں گے۔ سعد بن معاذ چوں کہ زخمی تھے۔ اس لئے وہ خچر پر سوار کروا کر لائے گئے۔ جس وقت یہ لوگوں کے قریب آئے تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ !

قوموا الیٰ سید کم

یعنی اپنے سردار کے احترام میں کھڑے ہو جاؤ۔

بنو اوس نے ان کو نہایت احترام سے لاکر بٹھایا اور کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے تمہارے ساتھیوں کی قسمت کا فیصلہ تم پر چھوڑ دیا ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم کو اللہ جل شانہ کے عہد میثاق پر علم پیرا ہونا چاہئے۔ بنو اوس نے کہا کہ ضرور ہم حاضر ہیں۔ اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کے بارے میں حکم نافذ کرتا ہوں کہ کل ہو قریظہ کے تمام مرد قتل کر دئے جائیں، بچے اور عورتیں لونڈیاں اور غلام بنا لئے جائیں اور ان کا مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ !

لقد حکمت فیھم بحکم اللّٰہ

بے شک تم نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق ہی فیصلہ دیا ہے۔

بنو قریظہ کا انجام :

پھر اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق بنو قریظہ مدینہ کے بازار کی طرف لائے گئے اور خندقیں کھود کر ان کو قتل کر دیا گیا۔ یہ تعداد میں چھ اور سات سو کے لگ بھگ تھے۔ عورتوں میں سے صرف ہنانہ جو کہ حکم قرظی کی بیوی تھی اس کو قتل کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے خلاد بن سوید بن صامت پر دیوار سے ایک چکی گرادی تھی جس کی چوٹ کی شدت سے وہ مقامِ شہادت پر فائز ہوئے تھے۔ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ کی سفارش پر زبیر بن باط قرظی کو ممعہ بال بچوں کے چھوڑ دیا گیا، اور اس کا سازو سامان بھی اس کو واپس کر دیا گیا اور ام منذر بنت قیس نجاریہ کو رفاعہ بن سموال قرظی کو دے دیا گیا۔ پھر اس کے بعد رفاعہ بن سموال قرظی نے اسلام

Marfat.com

قبول کر لیا اور ان کو نبی اکرم ﷺ کی پاکیزہ اور نورانی صحبتیں بھی نصیب ہوئیں۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے بنو قریظہ کے مال و اسباب میں سے سواروں کو تین تین حصے اور پیدل شامل ہونے والوں کو ایک ایک حصہ دیا۔ بنو قریظہ کے قیدیوں میں سے ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ ان کے حصہ میں آئیں اور آخر تک آپ ہی کی ملکیت میں رہیں۔

سعد بن معاذؓ کی شہادت :

اس کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ دعا بھی قبول ہوگئی۔ ان کی رگِ اکحل سے پھر خون بہنا شروع ہو گیا اور وہ شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ انہوں نے غزوۂ خندق کے ساتویں وعدہ کا ایفاء کر دیا۔ مشرکین کی جماعت میں سے اس معرکہ میں چار افراد مارے گئے یہ چاروں افراد قریش کے تھے کفار کے مقتولین میں عمرو بن عبدود اور اس کا لڑکا حسل اور نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ بھی شامل تھے۔ جنگ خندق کے بعد مشرکین و کفار قریش نے مسلمانوں سے پھر کوئی معرکہ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ پھر مکہ فتح ہو گیا۔

اہل رجیع کے خون کا قصاص :

بنو قریظہ کی فتح کے چھ ماہ بعد جمادی الاول ۵ ہجری میں اہل رجیع کے مقتول عاصم بن ثابت اور خبیب بن عدی کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے حضور اکرم ﷺ نے دو سو سواروں کی جماعت کے ہمراہ بنولحیان کا رخ کیا اور مدینہ منورہ سے نکل کر شام کے راستہ کی جانب چل دئے۔ تھوڑی دور چل کر صخیرات یمام سے بائیں طرف مڑ کر مکہ مکرمہ کے راستہ پر آگئے۔ اور پھر ارج و غسفان کے درمیان میں اترے لیکن کفار آپ ﷺ کی آمد سے پہلے بھاگ کھڑے ہوئے، اور منتشر ہو کر پہاڑوں میں چھپ رہے۔ لڑائی کی

Marfat.com

نوبت ہی نہیں آئی۔

غزوۂ غابہ :

عینیہ بن حصن فزاری نے حضور اکرم ﷺ کے واپس لوٹ آنے کے چند دن کے بعد بنو عبد اللہ غطفان کو لے کر مدینہ منورہ کے اطراف میں شب خون مارا اور ان کی اونٹنیاں پکڑ کر لے گیا اور اس حملہ میں بنو غفار کے ایک فرد کو جو وہاں موجود تھا قتل کر دیا اور اس کی بیوی کو اٹھا کر لے گیا۔ سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی نے یہ ماجرا دیکھ کر مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو اس سے آگاہ کیا اور خود اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ کے حکم پر عینیہ کی گرفتاری کے لئے مقداد بن بشر، سعد بن زید اشہلی، عکاشہ بن محصن، محرز بن نضلہ اسدی، ابو قتادہ مہاجرین و انصار کو لے کر سلمہ کے پاس پہنچے۔ ان میں سے سعد بن زید کو امیر مقرر کیا گیا۔ یہ لوگ نہایت سرعت و تیزی سے سفر طے کر کے ان لوگوں تک پہنچ گئے۔ دونوں افواج میں زبردست لڑائی ہوئی۔ محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ کو عبد الرحمٰن بن عینیہ نے شہید کر دیا۔ کفار کو شکستِ فاش ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ ایک دن اور ایک رات ذو قرد کے چشمہ کے قریب مقیم رہے۔ اور ان تمام اونٹنیوں کو جنہیں کفار لے اڑے تھے لے کر واپس آئے اور ایک اونٹنی ذبح کی گئی۔

غزوۂ بنی مصطلق :

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ ۶ ہجری ماہ شعبان تک نہایت سکون و خاموشی کے ساتھ مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ کاش کہ سکون کی یہ کیفیت کچھ دنوں قائم رہتی، لیکن کفار کو چین ہی کہاں تھا۔ وہ نہ خود آرام سے بیٹھتے اور نہ دوسروں کو سکون سے بیٹھنے دیتے تھے۔ انہوں نے غزوۂ غابہ کے بعد بنو مصطلق میں اکٹھے ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ ان کا سردار

Marfat.com

حرث بن ابی ضرار تھا جو ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا باپ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی پیش قدمی کی اطلاع پاتے ہی حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو اور بعض روایات کے مطابق نمیلہ بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنا کر روانہ ہوئے، چشمۂ مریسیع پر ساحل کے قریب بنو مصطلق کے کفار کے ساتھ معرکہ ہوا۔ دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ کفار کو شکست ہوئی۔ موت جن کا مقدر تھی وہ اس معرکۂ حق و باطل میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ مال و اسباب پر قبضہ کر لیا گیا۔ عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے۔

حضرت جویریہؓ بنت حرث :

ان گرفتار شدگان میں بنو مصطلق کے سردار حرث کی صاحبزادی جویریہؓ بھی تھیں اور یہ ثابت بن قیس کے حصے میں آئی تھیں۔ ثابت بن قیس نے ان کو معاوضہ لے کر آزاد کر دیا۔ جس کی واجب الادا رقم کو حضور اکرم ﷺ نے ادا کیا اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو لے کر آزاد کر کے ان سے عقد کر لیا۔ جب اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ آپ ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے عقد فرما لیا ہے تو انہوں نے آپ ﷺ کی دامادی کی بناء پر بنو مصطلق کے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ ان آزاد ہونے والوں کی تعداد سو کے لگ بھگ تھی۔ اس لڑائی میں بنو لیث بن بکر کے بجائے ہشام بن صبابہ لیثی کو دشمن اس معرکہ میں بوقتِ واپسی جہجاہ بن مسعود غفاری اجیر حضرت عمر بن خطاب اور سنان بن واقد جہنی حلیف بنو عوف بن خزرج میں چپقلش ہو گئی تھی۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول :

عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا تھا کہ اگر ہم خیریت کے ساتھ مدینہ

Marfat.com

منورہ پہنچ گئے تو ہم ضرور بالضرور وہاں سے ان بد معاشوں کو نکال باہر کریں گے۔ اس کے علاوہ اسی طرح کی کچھ باتیں حضور اکرم ﷺ اور اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بھی کہی تھیں۔

جن کو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں سے خود سنا اور حضور اکرم ﷺ کو اس بارے میں مطلع کیا۔ اللہ جل شانہ، نے اسی وقت سورۂ منافقون نازل فرمائی۔ عبداللہ بن ابی کے لڑکے عبداللہ نے اپنے باپ سے برأت کا اظہار کیا اور کہا کہ خدا کی قسم! اللہ اور اس کا رسول ﷺ عزیز تر ہے اور بے شک وہی ذلیل و خوار ہے۔

اگر آپ ﷺ کہیں تو میں خود نکل جاؤں پھر جب مدینہ منورہ پہنچے تو عبداللہ بن عبداللہ نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی بن سلول سے باز پرس کی اور گھر میں داخل ہونے سے منع کر دیا اور داخل ہونے نہ دیا اور علی الاعلان یہ کہہ دیا کہ میں تم کو اس وقت تک اس مکان میں قدم رکھنے نہیں دوں گا جب تک حضور اکرم ﷺ اس کی اجازت نہیں دیں گے۔

عبداللہ بن ابی حضور اکرم ﷺ کی اجازت سے اپنے مکان میں داخل ہوا۔ اس کے بعد عبداللہ بن عبداللہ بن ابی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھ کو اس بات کی اطلاع ملی ہے کہ آپ ﷺ میرے باپ کے قتل کے درپے ہیں۔ مجھے اس بات کا احتمال ہے آپ ﷺ میرے سوا کسی دوسرے کو اس کام پر مامور نہ فرمادیں۔ میرا نفس اس بات کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو زندہ چھوڑ دوں اور اگر میں نے اس کو قتل کر دیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے ایک کافر کو مسلمان کے بدلے میں مارا اس لئے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ ﷺ مجھ کو میرے باپ کے قتل کا حکم دیں۔ میں ابھی اس کا سر کاٹ کر آپ ﷺ کے قدموں میں پیش کر دیتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ بات سن کر ان کے حق میں دعا کی اور ان کی

Marfat.com

تشفی کر دی کہ ان کے باپ کے ساتھ سختی کے بجائے نرمی کی جائے گی۔

واقعۂ افک :

اس غزوہ میں واقعۂ افک بھی رونما ہوا۔ افک والوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی عنہا کی شانِ اقدس میں بدگوئی کی۔ (جس کا تذکرہ کرنے کی یہاں چنداں ضرورت نہیں ہے۔ سیر کی کتب میں یہ واقعۂ صراحت کے ساتھ مندرج ہے۔) اللہ عزاو جل نے ان کی برأت، شان، بزرگی، عظمت و شرافت کے سلسلہ میں آیات قرآنی کا نزول فرمایا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ :

یہ ذکر بھی کیا جاتا ہے کہ بوا پسی حضرت سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما میں کچھ تلخ باتیں ہو گئیں تھیں۔ حقیقتاً یہ غلط فہمی ہے۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ۴ ہجری میں فتح بو قریظہ کے بعد انتقال کر گئے تھے اور غزوہ بو مصطلق ۶ ہجری میں ان کے انتقال کے بیس ماہ بعد بپا ہوا۔

لہذا ابن اسحاق نے زہری سے اور زہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے جو روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے اور سعد بن عبادہ سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ اسید بن حضیر کی باتیں تھیں۔

وفدِ بنو مصطلق :

دو سال بعد حضور اکرم ﷺ نے بنو مصطلق کے مسلمانوں سے صدقات کی وصولیابی کے لئے ولید بن عقبہ بن معیط رضی عنہ کو روانہ کیا۔ جب ولید بنو مصطلق کے قریب پہنچے تو بنو مصطلق ان کے استقبال کے لئے باہر نکلے ولید نے سوچا کہ شاید یہ لوگ مجھے قتل کرنے آئے ہیں۔ وہ واپس لوٹ آئے اور حضور اکرم ﷺ کو یہ بتایا کہ وہ لوگ مجھے قتل کرنے آئے

Marfat.com

تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی عہد شکنی کے سلسلے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ ابھی مشورہ جاری تھا کہ بنو مصطلق کا ایک وفد آیا اور بغیر ملے ولید بن عقبہ بن معیط کے واپس لوٹ جانے پر اظہارِ افسوس کیا اور بتایا کہ بنو مصطلق ان کے والہانہ استقبال کے سبب باہر تھے نہ کہ قتل کے ارادے سے حضور اکرم ﷺ نے ان کی اس بات کو تسلیم کر لیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا:

یآ ایھا الذین اٰمنوا ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالة فتصبحوا علیٰ مافعلتم ندٰمین ○

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، مبادا ایسا نہ ہو کہ تم بے خبری میں کسی پر حملہ کر بیٹھو اور تمہیں اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔

Marfat.com

باب ششم

صلح حدیبیہ

مکہ روانگی :

غزوہ بنو مصطلق کے دوماہ بعد ذی قعدہ ۶ ہجری میں حضور اکرم ﷺ عمرہ اور حج کی ادائیگی کے لئے مدینہ سے مکہ روانہ ہوے۔ مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی آپ کے ہمراہ تھی، آپ کے ساتھیوں کی تعداد پندرہ سو کے لگ بھگ تھی۔ اس بات کے اظہار کے لئے کہ آپ ﷺ لڑائی کے ارادے سے نہیں نکلے ہیں آپ ﷺ نے اپنی روانگی سے قبل ہی قربانی کے جانوروں کو آگے روانہ کر دیا تھا۔ اور مدینہ منورہ ہی سے احرام باندھ لیا تھا۔ لیکن کفار مکہ آپ ﷺ کی آمد سے مطلع ہوتے ہی آپ ﷺ سے لڑنے اور بیت اللہ کی زیارت سے روکنے پر آمادہ ہو گئے۔ خالد بن ولید ایک گھڑ سوار دستے کے ساتھ کراع النعیم کی طرف بڑھے۔ اس بات کی اطلاع آپ ﷺ کو اس وقت ہوئی جب کہ آپ ﷺ غسفان کے مقام پر پہنچ چکے تھے۔ آپ ﷺ نے اسی مقام سے شارعِ عام کو چھوڑ کر ثنیۃ المرار کے راستے کو اختیار کیا اور

Marfat.com

ہوتے ہوئے مقام حدیبیہ میں پہنچ گئے۔ خالد بن ولید اس خبر کو سنتے ہی اطلاع دینے کے لئے مکہ واپس آگئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس مقام سے اپنی اونٹنی کو موڑنا چاہا تو وہ بیٹھ گئی۔ اصحاب کرامؓ نے کہا کہ اونٹنی بیٹھ گئی ہے اور مکہ کی جانب جانے سے نہیں رک سکتی لیکن اس کو اس نے روک دیا ہے۔ جس نے اصحابِ فیل کے ہاتھیوں کو روک دیا تھا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ اگر قریش آج مجھ کو نہ روکتے تو میں صلہ رحمی کے جذبے کے تحت جو وہ مانگتے ئیں دیتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ اونٹنی سے اتر گئے اور لوگوں کو قیام کرنے کے لئے فرمایا۔ صحابہ کرام نے یہاں پانی نہ ہونے کی شکایت بیان کی آپ ﷺ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ان کو دیا۔ جس کو صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی ہدایات کے مطابق پتھر میں گاڑھ دیا۔ اللہ کی قدرت کا نظارہ دیکھئے کہ اتنا پانی نکلا کہ تمام اصحابِ کرامؓ نے سیر ہو کر پیا۔ مؤرخین کے مطابق وہ تیر پتھر میں براء بن عاذب نے گاڑھا تھا۔

بیعت رضوان :

حضور اکرم ﷺ اور قریش کے درمیان پیغامات کی ترسیل کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دونوں فریقوں کے درمیان سفارت کاری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ مکہ سے واپسی میں ان کو تاخیر ہوئی۔ اور یہاں مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ کفار نے ان کو شہید کر دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اس خبر کو سن کر بہت غصہ ہوئے اور اسی وقت تمام مسلمانوں کو بلا کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اللہ کے راستے میں جہاد کرنے اور لڑائی سے پیٹھ نہ پھیرنے کی بیعت لی اور اپنا بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمانؓ کی طرف سے ہے۔

Marfat.com

مصالحت کی بات چیت :

پیغامات کی ارسال و ترسیل کے بعد قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات پر بات چیت ہوئی کہ مسلمان اس سال قربانی کر کے واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ بغیر کسی ہتھیار کے سوائے تلوار کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوں، تین دن سے زیادہ قیام نہ کریں، یہ صلح دس سال تک قائم رہے۔ ایک دوسرے کو کسی بھی قسم کی ایذاء یا تکلیف نہ پہنچائیں۔ اور جو شخص کفار میں سے مسلمانوں سے جا کر مل جائے تو وہ اپنی قوم کو واپس کر دیا جائے اور جو مسلمانوں میں سے ان سے مل جائے تو وہ مسلمانوں کو واپس نہ کیا جائے گا۔ یہ شرط مسلمانوں کو گراں گزری اور بعض صحابہ نے اس پر بحث و تکرار بھی کی۔ لیکن حضور اکرم ﷺ حکم الٰہی یہ سمجھتے تھے کہ یہ صلح لوگوں کے درمیان امن و آشتی اور ظہورِ اسلام کے لئے بابرکت ہو گی۔ اور حق تعالیٰ شانہ اس میں مسلمانوں کے لئے بہتری اور فلاح کی صورت نکال دے گا۔

صلح نامہ حدیبیہ :

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عہد نامہ لکھا اور اس نئے عنوان کی بابت یہ عبارت تحریر کی!

هذا ماقاضی علیه محمد الرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

یہ وہ ہے کہ جس پر محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح قبول فرمالی ہے۔

سہیل نے یہ عبارت دیکھ کر کہا کہ اگر ہم محمد ﷺ کو اللہ کا رسول سمجھتے تو ان سے لڑائی کیوں کرتے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی بن ابی

Marfat.com

طالب کو یہ الفاظ مٹاد ینے کا حکم فرمایا۔ حضرت علی بن ابی طالب نے انکار کیا پھر آپ ﷺ نے خود اس عہد نامہ کو لے کر لفظ محمد الرسول اللہ کو مٹا کر محمد بن عبد اللہ لکھ دیا۔

ابو جندل بن سہیل کا آنا :

عہد نامہ کی تحریر کے دوران ہی حضرت ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہ آگئے۔ سہیل اپنے بیٹے کو دیکھتے ہی پکار اٹھا!

هذا اول مانقاضی علیه

یہی وہ پہلا شخص ہے جس پر ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہونا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ سنتے ہی ابو جندل کو سہیل کے حوالے کر دیا اور تسلی و تشفی دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بہتری کی کوئی صورت پیدا کر دے گا مگر عامۃ المسلمین پر یہ بات بہت ہی بھاری تھی۔ اس کے بعد قریش کے تقریباً چالیس افراد کو مسلمان گرفتار کر کے لائے جو مسلمانوں پر شب خون مارنے آئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو بھی چھوڑ دیا۔ ان واپس جانے والوں میں عتیقی بھی شامل تھے۔ بہر حال جب صلح نامہ (معاہدہ) مکمل ہو گیا اور دستخط ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ نے سر منڈانے اور قربانی کا حکم دیا۔ صحابہ کرام پر یہ شرائط نہایت گراں گزر رہی تھیں، لہذا انہوں نے قربانی کرنے اور سر منڈانے میں قدرے توقف کیا۔ آپ ﷺ کو اس سے صدمہ ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنی زوجہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس کا تذکرہ کیا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رائے دی کہ آپ ﷺ باہر تشریف لے جائیں۔ قربانی کریں اور بال منڈائیں پھر اصحاب کرامؓ بھی آپ ﷺ کی اتباع کریں گے۔ چناں چہ حضور اکرم ﷺ نے قربانی کی اور بال منڈائے صحابہؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس دن حضور اکرم ﷺ کا سر حضرت خراش بن امیہ خزاعی نے مونڈا تھا۔

Marfat.com

صلح حدیبیہ کے اثرات :

زہری کی روایت کے مطابق جب تک مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان تنازع تھا۔ اس وقت تک کوئی کسی سے مل جل بھی نہیں سکتا تھا۔ پھر جب صلح ہوئی اور لڑائی کا خاتمہ ہو گیا تو لوگوں کو امن و آشتی مل گئی لوگ ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے۔ نہ کوئی کسی کے مذہب پر اعتراض کرتا اور نہ کوئی اسلام کی برائی کرتا۔

واقعۂ ذوالحلیفہ :

مدینہ منورہ سے واپسی کے بعد ابوبصیر عتبہ بن اسید بن جاریہ ثقفی حلیفِ بنو زہرہ مکہ مکرمہ سے بھاگ کر مدینہ چلے آئے یہ پہلے ہی سے مسلمان تھے ان کے قبیلہ نے ان کو قید کر رکھا تھا۔ ازہر بن عوف، عمر عبدالرحمٰن بن عوف اور اخنس بن شریق بنو زہرہ کے سردار نے بنو عامر بن لوی کے ایک شخص کو اپنے ایک نوکر کے ہمراہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا آپ ﷺ نے عہد نامہ کی شرط کے مطابق ابوبصیر عتبہ بن اسید کو ان دونوں اشخاص کے حوالے کر دیا۔ جب یہ لوگ ذوالحلیفہ پہنچے تو ابوبصیر نے ان میں سے ایک کی تلوار اُچک لی اور عامر پر اس شدت سے وار کیا کہ اس نے سانس بھی نہ لی اور آناً فاناً مر گیا۔

دوسرا شخص یہ واقعہ دیکھ کر اپنی جان بچا کر بھاگا۔ ابوبصیر حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ ﷺ نے تو اپنا عہد پورا کر دیا۔ اور اللہ نے مجھ کو ان کے چنگل سے چھڑوا دیا۔

حضور اکرم ﷺ نے ان کی اس بات کا جواب ایسے لفظوں میں دیا کہ جس سے ابوبصیر یہ سمجھ گئے کہ یہ پھر کفار کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔

Marfat.com

چناں چہ وہ اسی وقت مدینہ سے نکل کر ساحل کی جانب نکل گئے۔ اور وہ راستہ اختیار کیا جس راستے سے قریش شام کا سفر کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ ان کے ساتھ قریش کی ایک جمعیت جو مسلمان تھی ان کے ساتھ آن ملی ان لوگوں نے قریش کے قافلوں کو وفود کے ساتھ لوٹ مار اور چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ قریش نے تنگ آکر حضور اکرم ﷺ سے یہ عرض کیا کہ آپ ﷺ ان لوگوں کو مدینہ بلائیں۔ اس کے بعد کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا ہجرت کر آئیں۔ ان کو لینے کے لئے ان کے بھائی عمارہ اور ولید آئے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور اکرم ﷺ نے عورتوں کی واپسی کو منع کر دیا۔ چنانچہ وہ شرط جو عہد نامہ کا حصہ تھی ٹوٹ گئی۔ پھر اللہ جل شانہ نے مسلمانوں پر مشرکہ عورتیں حرام کر دیں۔ جس سے ان کا نکاح ختم ہو گیا۔

سلاطین کو دعوتِ اسلام :

عمرۃ الحدیبیہ اور اپنی رحلت کے درمیان کے عرصہ میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے بعض اصحاب کرامؓ کو عرب و عجم کے مختلف ممالک کی جانب دعوتِ اسلام کے خطوط دے کر بھیجا۔ سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبد برادرِ ہو عامر بن لوی کو ہوذہ بن علی وائی یمامہ کی طرف، علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی برادر ہو عبد القیس والی بحرین کی طرف، اور عمرو بن عاص کو جیفر بن جلندی بن عامر بن جلندی وائی عمان کی طرف، اور حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس وائی اسکندریہ کی طرف، دمیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر روم کی طرف اور شجاع بن وہب اسدی برادر ہو اسد بن خزیمہ کو حرث بن شمر غسانی وائی دمشق کی طرف اور عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کی طرف روانہ فرمایا۔

شاہِ مصر مقوقس :

وائی اسکندریہ مقوقس نے حاطب بن ابی بلتعہ کی بڑی عزت و توقیر کی

اور حضور اکرم ﷺ کے نامۂ مبارک کو عزت واحترام کی نظروں سے قبول کیا۔ اور بوقتِ واپسی چار لونڈیاں بطور ہدیہ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں روانہ کیں۔ ان میں ام المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ ماجدہ تھیں۔

ہرقل کے نام خط :

حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ جو نبی آخر الزمان محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر بن کر قیصر روم کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ وہ پہلے بصرہ گئے، وہاں سے والئ بصرہ کے توسط سے قیصرِ روم ہرقل کے دربار میں پہنچے۔ اس خط میں یہ عبارت مندرج تھی۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، من محمد الرسول اللّٰہ ﷺ
الیٰ ھرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدی امابعد
فانی ادعوك بدعایة الا سلام اسلم تسلم یؤتك اللّٰہ اجرك
مرتین فان تولیت فان علیك اثم الا ریسین ویا اھل الکتاب
تعالوا الیٰ کلمة سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللّٰہ ولا
نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعض اربابا من دون اللّٰہ
فان تولوا فقو لوا اشھد وا بانا مسلمون ○

ترجمہ : یہ خط اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہرقل شاہ روم کے نام۔ ہدایت کا راستہ اختیار کرنے والوں کے لئے سلامتی ہو میں آپ کو دینِ اسلام کی دعوت دیتا ہوں، آپ اسلام قبول کرلیں، سلامتی میں رہیں گے۔ اور اللہ آپ کو دہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر آپ اسلام سے روگردانی کریں گے تو آپ پر رعایا کے گناہوں کا وبال ہوگا۔ اے اہل کتاب! ایسے دین کی طرف آجاؤ جس پر ہمارا اور تمہارا اتفاق ہے۔ کہ ہم اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا

Marfat.com

معبود نہ ٹھرائیں۔ اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی بھی کسی کو رب نہ بنائے، پھر اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو اے اہل کتاب ہمارے اسلام پر گواہ رہو۔ ہر قل نے آپ ﷺ کے نامہ مبارک کو پڑھ کر سر اور آنکھوں پر رکھا اور احوال دریافت کرنے کے لئے فوری طور پر ان لوگوں کو بلوایا جو اس ملک میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ ابو سفیان کو بلوایا گیا، ہر قل نے ابو سفیان سے حضور اکرم ﷺ کے احوال دریافت کئے۔ ابو سفیان سے تمام احوال سن کر ہر قل کی تسلی ہو گئی۔

اس کے بعد ہر قل نے حضور اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کی اور ایک مجمع میں تمام نصاریٰ کو جمع کر کے اس ابدی پیغام کو پیش کیا۔ سب نے متفقہ طور پر انکار کر دیا اور مجمع پھر نے لگا اور درہم برہم ہونے لگا، قیصر نے مجمع کا مزاج بگڑا ہوا دیکھا تو لوگوں کو نرمی سے سمجھایا اور ان کی دل جوئی کی۔

ابن اسحاق کے مطابق اس مجمع کے منتشر ہونے کے بعد قیصر نے اپنے اراکین پارلیمنٹ کو بلوا کر حضور اکرم ﷺ کو جزیہ دینے کی تجویز پیش کی لیکن تمام نے اس سے انکار کیا، پھر اس نے کہا کہ مناسب یہی ہو گا کہ ارض سوریہ ان کو دے کر صلح کر لی جائے۔ اراکین نے اس تجویز سے بھی اختلاف کیا۔

والیٔ دمشق حرث بن شمر غسانی :

جو خط والیٔ دمشق کے پاس پہنچا اس میں تحریر تھا کہ !

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ امن به ادعوك الیٰ
ان تومن باللّٰه وحده لا شریك له یبقی لك ملك

Marfat.com

ترجمہ : راہِ ہدایت کی اتباع کرنے والوں اور اس پر ایمان لانے والوں پر سلام ہو، میں تم کو اللہ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں، اس سے تمہارا ملک باقی رہے گا۔

شجاع بن وہب کہتے ہیں کہ حرث بن شمر غسانی اس خط کو دیکھ کر بہت غصہ ہوا اور غم و غصہ کے عالم میں چلانے لگا کہ کون ہے وہ شخص جو مجھ سے میرا ملک چھینے گا، میں خود اس کی طرف جاتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا کہ اس کا ملک جانے والا ہے۔

شاہ حبش کو اسلام کی دعوت :

بادشاہِ حبش نجاشی کی طرف جو خطِ مبارک عمرو بن امیہ ضمری کے ذریعہ اسلام کی دعوت کے سلسلہ میں جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ ارسال کیا گیا تھا۔ اس کی عبارت کچھ یوں تھی۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم من محمد رسول اللّٰہ الی النجاشی الا صحم عظیم الحبشہ سلام علیك فانی احمد الیك اللّٰہ الملك القدوس السلام المؤمن المهیمن واشهد ان عیسیٰ بن مریم روح اللہ وکلمته القاها الیٰ مریم الطیبة البتول الحمنیة فحملت بعیسیٰ فخلقه من روحه و نفخه کما خلق آدم بیده ونفخه وانی ادعوك الی اللّٰہ وحدہٗ لاشریك له والمو لاة علیٰ طاعته تستعنی وتؤمن بالذی جائنی فانی رسول اللّٰہ وقد بعثت ابن عمی جعفر اومعه نفر من المسلمین فاذا جاؤك فاقرهم ودع التجری وانی ادعوك و جنودك الی اللّٰہ فلقد بلغت ونصحت فاقبلوا الضحیٰ والسلام علیٰ

من اتبع الھدی ○

ترجمہ : یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے نجاشی اصحم شاہ حبشہ کے نام۔ آپ پر سلامتی ہو، میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس کا جو بادشاہ ہے۔ ہر عیب سے پاک ہے۔ سراپا سلامتی ہے، امن دینے والا ہے۔ اور سب کی خبر رکھنے والا ہے۔ اور میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ عیسیٰ روح اللہ ہیں، اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف ڈالا۔ جو پاک باز تھیں، پھر جب وہ حاملہ ہوئیں تو اللہ نے عیسیٰ کو اسی طرح اپنی روح اور پھونک سے پیدا کیا تھا۔ میں آپ کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں، جو ایک ہے اور شرک سے پاک ہے اور اس کی اطاعت کے کاموں میں تعاون کی بھی دعوت دیتا ہوں، آپ میری ﷺ اتباع کریں اور قرآن مجید پر ایمان لے آئیں، جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔ بے شک میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں میں آپ کے پاس اپنے چچا زاد بھائی جعفرؓ کو بھیج رہا ہوں ان کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ہے۔ جب یہ آپ کے پاس پہنچیں تو آپ سرکشی چھوڑ کر ان کے سامنے مسلمان ہو جائیں۔ میں آپ کو آپ کے لشکر کے ہمراہ دینِ اسلام کی دعوت دے رہا ہوں۔ میں نے آپ کو بات پہنچا دی ہے لہذا میری خیر خواہی قبول کر لو۔ ہدایت کی اتباع کرنے والوں پر سلامتی ہو۔

نجاشی کا قبولِ اسلام :

نجاشی نے حضور اکرم ﷺ کے نامہ مبارک کا یہ جواب تحریر کیا!.....

الیٰ محمد رسول اللّٰہ ﷺ من النجاشی الا صحم ابن الحرسلام علیک یا رسول اللّٰہ من اللّٰہ و رحمۃ اللّٰہ و

Marfat.com

برکاته احمد اللّٰه الذی لا اله الا هو الذی هدانا للاسلام
امابعد فقد بلغنی کتابك یا رسول اللّٰه ﷺ فما ذکرت من
امرعیسیٰ فورب السماء والارض ماترید بالرای علیٰ
ماذکرت انه کما قلت وقد عرفنا مابعثت به الینا وقد قرینا
ابن عمك و اصحابه فاشهد انك رسول اللّٰه ﷺ صادقا
مصد قافقد بایعتك و بایعت ابن عمك و اسلمت للّٰه رب
العالمین وقد بعثت بابنی ارخا الاصحم فانی لا املك الا
نفسی ان شئیت ان ایتك فعلت یا رسول اللّٰه فانی اشهد ان
الذی تقول حق والسلام علیك یا رسول اللّٰه ﷺ

ترجمہ : اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام نجاشی اصحم بن حر کی طرف سے۔
اے اللہ کے رسول آپ ﷺ پر اللہ کی سلامتی ہو اور اس کی رحمتیں
اور برکتیں۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جس کے سوا کوئی معبود
نہیں۔ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا کی۔ اے اللہ کے رسول
ﷺ آپ ﷺ کا خط مجھے مل گیا۔ آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کے بارے میں جو کچھ بیان فرمایا ہے خدا کی قسم ہم اس میں اپنی
طرف کچھ اضافہ نہیں کریں گے۔ بلا شک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام آپ ﷺ کے بیان کے مطابق ہی ہیں۔ آپ ﷺ جس
شریعت کو لے کر آئے ہیں ہم نے اس کو جان لیا ہے۔ میں نے آپ
ﷺ کے چچازاد بھائی اور ان کے اصحابؓ کے سامنے کلمہ شہادت
پڑھ لیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور
پہلی کتابوں میں بھی آپ ﷺ کی تصدیق موجود ہے۔ میں نے آپ
ﷺ کے چچازاد بھائی کے ہاتھ پر آپ ﷺ سے بیعت کر لی ہے۔
اور اللہ کی رضا کی خاطر مسلمان ہو گیا ہوں اور اب میں آپ ﷺ کی
خدمت اقدس میں اپنے بیٹے ارخا اصحم کو بھیج رہا ہوں۔ مجھے اپنے سوا

Marfat.com

کسی اور پر اختیار نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ اگر آپ ﷺ مجھے طلب کریں گے تو میں بھی حاضر خدمت ہو جاؤں گا کیونکہ کہ مجھے آپ ﷺ کے سچا ہونے کا یقین ہے۔

والسلام!.....

سیدہ ام حبیبہؓ :

مؤرخین کے مطابق نجاشی نے اپنے لڑکے ارخا اصحم کے ہمراہ ساٹھ حبشیوں کو بھی ایک کشتی پر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ سوء اتفاق یہ کشتی ڈوب گئی۔ مؤرخین یہ بھی لکتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے نجاشی کو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اپنا عقد کرنے کے لئے بھی لکھا تھا۔ چنانچہ نجاشی نے اپنی ایک لونڈی کے ذریعہ سیدہ ام حبیبہ کے پاس پیغام بھجوایا۔ انہوں نے خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ خالد بن سعید بن عاص نے چار سو دینار مہر پر اور نجاشی کی وکالت پر سیدہ ام حبیبہ کا عقد حضرت محمد ﷺ سے کر دیا۔ نجاشی نے مہر کے چار سو دینار حضور اکرم ﷺ کی جانب سے سیدہ ام حبیبہ کے وکیل خالد بن سعید بن عاص کو دیئے۔ جب نجاشی کی لونڈی مہر کی چار سو دینار کی رقم لے کر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو سیدہ ام حبیبہؓ نے خوش ہو کر پچاس مثقال لونڈی کو عطا کئے۔ لیکن لونڈی نے نجاشی کے کہنے پر پچاس مثقال واپس کر دیئے۔

نجاشی کی قرامت دار عورتیں مشک وغیرہ اور خوشبوجات لے کر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کا ہاؤ سنگھار کر کے دیگر مہاجرین کے ہمراہ دو کشتیوں پر سوار کر کے مدینہ کے لئے روانہ کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے خیبر میں خلوت فرمائی۔

Marfat.com

شاہِ کسریٰ اور نامۂ نبوی ﷺ :

حضور اکرم ﷺ نے کسریٰ شاہِ فارس کے نام اپنے خط میں تحریر فرمایا!!.....

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم من محمد رسول اللّٰہ الیٰ کسریٰ عظیم فارس سلام علیٰ من اتبع الھدی و امن باللّٰہ ورسولہ امابعد فانی رسول اللّٰہ الی الناس کا فة لینذر من کان حیا اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثم المجوس ○

ترجمہ : یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے کسریٰ شاہِ فارس کے نام، راہِ ہدایت کی پیروی کرنے والوں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والوں پر سلامتی ہو، میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور تمام دنیا کے لوگوں پر مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ ہر زندہ شخص کو خبردار کردوں اسلا مقبول کر لیجئے سلامتی سے رہیں گے اور اگر آپ اسلام قبول نہیں کریں گے تو آپ پر مجوسیوں کا بھی گناہ پڑے گا،

کسریٰ کا رویہ :

کسریٰ شاہِ فارس نے اس خط کو پھاڑ دیا۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا! فرق اللّٰہ ملکہ اللہ تعالیٰ اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے کردے۔

ابن اسحاق کے مطابق امن باللّٰہ و رسولہ کے بعد.....

اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ و رسولہ وادعوک بدعایة اللّٰہ فانی انا رسول

اللّٰہ الی الناس کا فة لا نذر من کان حیا و یحق القول علی الکافرین فان ابیت فاثم الا ریسین علیك ○

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں میں آپ کو اللہ کی طرف بلانے کے ساتھ ساتھ دینِ اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، تاکہ میں انہیں خبردار کردوں، جن لوگوں کے دل زندہ ہیں۔ اور کفار پر اللہ کا عذاب ثابت ہو جائے۔ اور اگر آپ اسلام قبول نہیں کریں گے تو کفار کا گناہ بھی آپ پر پڑے گا۔

ابن اسحاق کے مطابق کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر پھاڑ دیا اور غصہ میں آکر کہنے لگا۔ کہ اس نے مجھ کو خط لکھا اور میرے نام سے پہلے اپنا نام لکھا۔ باذان یمن کے گورنر کو لکھ بھیجا جائے کہ وہ فوراً دو آدمی بھیج کر حجاز کے اس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دے۔

چناں چہ گورنر یمن باذان نے بانویہ اور خرخسرہ کو حجاز کی جانب روانہ کیا۔ یہ لوگ طائف پہنچے اور حضور اکرم ﷺ کی بابت دریافت کیا۔

لوگوں نے بتایا کہ وہ مدینہ میں ہیں، قریش یہ سن کر بہت خوش ہوئے، بانویہ اور خرخسرہ چند ایام کے بعد حضور اکرم ﷺ کے پاس مدینہ پہنچ گئے اور کہا کہ ہمارے بادشاہ کسریٰ نے باذان کو تمہاری گرفتاری کا حکم دیا ہے اور باذان گورنر یمن نے ہمیں اس کام پر مقرر کیا ہے۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ آپ ﷺ ہمارے ساتھ چلیں۔ اس میں تمہاری اور تمہاری قوم کی بہتری ہے اور اگر تم نے انکار کیا تو یہ تمہارے حق میں بہت برا ہوگا۔ تم خود بھی قتل

Marfat.com

کر دئے جاؤ گے اور تمہاری قوم بھی تباہ و برباد کر دی جائے گی اور تمہارا ملک لوٹ لیا جائے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے اس کی ان باتوں کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور ان کو ڈاڑھی منڈھوانے اور لب بڑھانے سے منع فرمایا۔

بانویہ اور خرخسرہ نے جواب دیا کہ ہمارے خدا نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے خدا نے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم دیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے ان کے ٹھہرنے کا اہتمام کیا اور جواب کے لئے دوسرا دن مقرر فرمایا۔

حضور اکرم ﷺ کا باذان کو پیغام بھجوانا :

حضور اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی بتایا گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کسریٰ پراس کے لڑکے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے کسریٰ کو رات کے وقت فلاں دن اور فلاں مہینہ میں قتل کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے بانویہ اور خرخسرہ کو اس بات سے آگاہ کیا، بانویہ اور خرخسرہ کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا۔ اور وہ تھوڑی دیر تحیر کی حالت میں خاموش چپ سادھے بیٹھے رہے اور کچھ سوچ کر حضور اکرم ﷺ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے تم اس بات کو کہنے کا نتیجہ جانتے ہو۔ ہمارا بادشاہ تم کو اور تمہاری پوری قوم کو تباہ و برباد کر دے گا۔ اور تمہاری اس زمین کی خاک بھی معلوم نہ دے گی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس فکر میں مبتلا نہ ہو، واپس جاؤ اور باذان گورنر یمن کو اس واقعہ سے مطلع کرو اور میری طرف سے یہ پیغام دے دو کہ میری حکومت اور میرا مذہب چہار دانگ عالم میں پھیلنے والا ہے۔ میرا غلبہ وہاں بھی پہنچ کر رہے گا جہاں تک کسریٰ کی حکومت ہے۔ باذان اگر اسلام قبول کر لے گا تو میں اس کو اسی عہدہ پر برقرار رکھوں گا۔ اور باذان کو اس کی

Marfat.com

قوم کی سیادت ملے گی۔بانو یہ اور خر خسرہ یہ پیغام لے کر باذان کے پاس پہنچے۔ اور سارا واقعہ بیان کیا۔باذان نے کہا کہ یہ کلام عامیانہ کلام ہر گز نہیں ہے یہ باتیں نبیوں اور رسولوں جیسی ہیں۔ میں اس کی پیشین گوئی کا نتیجہ دیکھوں گا کہ کیا ہوتا ہے۔

باذان کا قبولِ اسلام :

یمن کا گورنر باذان ابھی اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ شیرویہ کا خط آن پہنچا۔ جس میں تحریر تھا کہ میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور اس کے قتل کی وجہ یہ ہے کہ وہ اہل فارس پر ظلم کے پہاڑ توڑتا تھا۔ شریف لوگوں اور رؤساء شہر کو بلا عذر قتل کروا دیتا تھا۔ اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیتا تھا۔ جونہی تمہیں میرا خط ملے فوراً میری اطاعت قبول کر لو جیسا کہ تم اس سے پہلے کسریٰ کی اطاعت کرتے تھے اور اس شخص کو کہ جس کی گرفتاری کا کسریٰ نے حکم دیا تھا یہ ہدایت جاری کی جاتی ہے کہ تا حکم ثانی اس کو کچھ نہ کہنا۔باذان کو جونہی شیرویہ کا یہ پیغام ملا اس نے اسی لمحہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی تصدیق ایمان لے آیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔باذان کے اسلام قبول کرتے ہی دوسرے لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

بانو یہ نے مدینہ سے واپسی کے موقع پر یہ بھی کہا کہ میں نے بڑے بڑے امراء، سلاطین اور شہنشاہوں سے گفتگو کی ہے اور ان کے ساتھ کھانا کھایا ہے۔ لیکن میں نے اس شخص سے زیادہ باوقار اور بارعب کسی کو نہیں دیکھا۔باذان نے پوچھا کہ کیا ان کے ساتھ محافظوں کا فوجی دستہ رہتا ہے۔ بانو یہ نے کہا نہیں۔

واقدی کہتے ہیں کہ شہنشاہِ قبط مقوقس کو بھی دینِ اسلام کی دعوت دی گئی مگر اس نے اسلام قبول نہ کیا۔

Marfat.com

باب ہفتم

غزوۂ خیبر ۷ھ

یہود خیبر :

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس لوٹ کر ذی الحجہ کا مہینہ اور آغازِ محرم ۶ ہجری تک مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے۔ محرم کے اواخر میں ایک ہزار چار سو پیدل اور دو سو سواروں پر مشتمل جاں نثاروں کا قافلہ لے کر خیبر کی جانب پیش رفت فرمائی۔

مدینہ منورہ میں نمیلہ بن عبداللہ لیثی رضی اللہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور اسلامی فوج کا جھنڈا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا۔ مدینہ منورہ سے نکل کر صہبا کے راستے اور اس کی وادیوں کو طے کرتے ہوئے مقامِ رجیع میں جاکر ٹھہرے۔ ہو غطفان مسلمانوں کی اس نقل و حرکت کا سن کر خیبر کے یہودیوں کی امداد و اعانت کے لئے روانہ ہوئے۔ لیکن اسلامی فوجیں ہو غطفان اور خیبر کے درمیان میں موجود تھیں اور مسلمانوں کا رعب و دبدبہ ان پر طاری تھا۔ نامراد و ناکام خیبر واپس لوٹ آئے۔ پھر حضور اکرم ﷺ

Marfat.com

نے خیبر کے قلعوں پر حملوں کی ابتداء کی اور یکے بعد دیگرے وہ قلعے فتح ہونے لگے۔ سب سے پہلے ناعم کا قلعہ فتح ہوا۔ محمود بن سلمہ پر اوپر سے ایک پتھر کی چکی پھینک دی گئی۔ جس سے وہ شہید ہو گئے۔

اس کے بعد قموص کا قلعہ فتح ہوا، یہ قلعہ ایک یہودی ابن ابی حقیق کے قبضہ میں تھا۔ اس قلعے سے قیدیوں کی گرفتاری کے علاوہ مالِ غنیمت بھی ہاتھ لگا۔ اس کے علاوہ حضرت صفیہؓ بنت حی ابن اخطب بھی تھیں۔ یہ کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق کی بیوی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی گرفتاری کے بعد ان کو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا اور پھر ان سے خرید کر آزاد کر دیا اور اپنے عقد میں لے لیا۔ قموص کے قلعہ کے بعد صعب بن معاذ کا قلعہ فتح ہوا۔ یہ قلعہ خیبر کے بہترین قلعوں میں سے ایک تھا اور اس کے اطراف وجوانب میں فصلوں کی پیداوار بھی خوب ہوتی تھی اور اس اہم قلعہ سے دوسرے قلعوں کو بڑی امداد پہنچتی تھی۔ سب سے آخر میں وطیخ اور سلالم کے قلعے فتح کئے گئے۔ یہ دونوں قلعے دس دن کے محاصرے کے بعد فتح ہوئے تھے۔

یہودِ خیبر سے معاہدہ :

خیبر کے کچھ قلعے تو معرکہ کے بعد فتح ہوئے اور کچھ قلعے صلح وامن اور آشتی سے۔ جو قلعے صلح اور امن وآشتی سے فتح ہوئے ان کے رہنے والے یہودیوں سے یہ طے ہوا کہ وہ اپنی پیداوار کا نصف مسلمانوں کو بطور خراج ادا کریں اور نصف خود رکھا کریں۔ چناں چہ اس معاہدے پر خیبر کے یہودی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری زمانے تک قائم رہے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا تھا کہ !

لا یبقی دینان بارض العرب

Marfat.com

کہ سر زمین عرب میں دو دین نہیں رہ سکتے۔

تو پھر انہوں نے خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔ اور مسلمانوں نے ان کا مال واسباب لے لیا، خیبر کا مال غنیمت جو حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں فتح ہوا تھا۔ اس کا مالِ غنیمت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری زمانے میں تقسیم ہوا تھا۔ اور مالِ غنیمت تقسیم کرنے والے حضرت جابر بن صخر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما تھے۔

زینب بنتِ حرث کا قتل :

غزوۂ خیبر میں بیس مسلمان جن میں مہاجرین وانصار دونوں شامل تھے شہید ہوئے۔ پالتو گدھے کا گوشت حرام قرار دیا گیا۔ زینب ہنت حرث جو کہ اسلام بن مشکم کی بیوی تھی اور یہودیہ تھی اس نے زہر ملا کر بُھنی ہوئی سالم بکری حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کی۔ آپ ﷺ نے اسے چکھتے ہی تھوک دیا اور فرمایا کہ مجھ کو اس بکری کی ہڈیاں یہ بتاتی ہیں کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ اس کھانے میں بشر بن براء بن معرور بھی شریک تھے۔ وہ اسے کھاتے ہی شہید ہو گئے۔ اس حادثہ جافعہ کے بعد زینب ہنت حرث کو بلایا گیا۔ اس نے بکری کے گوشت میں زہر ملانے کے جرم کا اقرار کر لیا۔ لیکن اسلام لانے کی وجہ سے قتل نہیں کی گئی۔

البتہ بعض روایات کے مطابق زینب ہنت حرث کو بشر بن براء بن معرور کے وارثوں کے حوالے کر دیا گیا اور انہوں نے اس کو بشر بن براء کے خون کے بدلہ میں قتل کر دیا۔

بعض مؤرخین کے مطابق خیبر کے بعض قلعوں کے محاصرے کے دوران علم سیدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا گیا اور انہوں نے ان کو فتح بھی کیا۔ اس دوران ان کی آنکھیں دکھنے آگئی تھیں، حضور اکرم

Marfat.com

ﷺ کے ان پر دم کر دینے سے اچھی ہو گئیں۔

حبشہ کے مہاجرین :

وہ مہاجرین جو ہجرتِ حبشہ سے قبل ہی حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے۔ کچھ تو ہجرتِ حبشہ سے پہلے ہی مکہ واپس آگئے تھے۔ وہ یہ سن کر آئے تھے کہ قریشِ مکہ نے اسلام کی دعوت قبول کرلی ہے۔ پھر ان حضرات نے مدینہ منورہ ہجرت کی۔ ان میں سے کچھ لوگ غزوۂ خیبر سے دو سال قبل حبشہ سے مدینہ چلے آئے تھے۔ اور کچھ جو رہ گئے تھے وہ خیبر کی فتح کے بعد آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان حضرات کی واپسی کے معاملات طے کرنے کے لئے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔ چناں چہ پھر اس وقت واپس آنے والوں میں حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس اور ان کے لڑکے عبداللہ، محمد، عون اور خالد بن سعید بن عاص بن امیہ اور ان کی بیوی امینہ بنت خلفا اور ان کے لڑکے سعید، ام خالد اور عمرو بن سعید بن عاص، معیف بن ابی فاطمہ حلیف ابی سعید بن عاص، ابو موسیٰ اشعری حلیف آل عقبہ بن ربیعہ، اسود بن نوفل بن خویلد، جہم بن قیس بن شرجیل ابن عبدالدار اور ان کے لڑکے عمرو اور خزیمہ، حرث بن خالد بن ثمیم، عثمان بن ربیعہ بن رہبان، حجی اور محنیہ بن خدار زبیدی، حلیف بنو سہم، معمر بن عبداللہ بن نضلہ عدوی، ابو حالہب بن عمرو بن عبد شمس بن عامر بن لوی، ابو عمرو مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سے وہاں یہی حضرات رہ گئے تھے۔ یہ لوگ اس دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس دن خیبر فتح ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے جعفر بن ابی طالب کے پیشانی پر بوسہ دیا اور سینے سے لگا کر ارشاد فرمایا!

ما ادری با یھما انا اسر بفتح خیبر ام بقد و م جعفر

Marfat.com

میں بیان نہیں کر سکتا کہ میں کس بات سے خوش ہوں خیبر
کی فتح سے یا جعفر کے آنے سے۔

فدک اور وادیٔ القریٰ کی فتح :

جب فدک والوں کو خیبر والوں کی شکست کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ ہم کو صرف ہماری جانوں کی امان دی جائے۔

مال و اسباب کی ہمیں پرواہ نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی یہ درخواست کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔ چوں کہ فدک پر حملہ نہیں ہوا اور نہ ہی کسی سوار یا پیادہ جاں نثار نے نیزہ، تیر یا تلوار چلائی تھی اس لئے مال بغیر تقسیم کے آپ ﷺ کے قبضہ میں رہا۔ پھر خیبر سے لوٹتے وقت آپ ﷺ نے وادیٔ القریٰ کا رخ کیا اور یہ علاقہ لڑائی کے بعد فتح ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کے مالِ غنیمت کو تقسیم فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ کے غلام مدعم کی شہادت یہیں ہوئی تھی۔

عمرہ کی ادائیگی :

خیبر کی فتح کے بعد شوال ۷ ہجری تک آپ ﷺ مدینہ میں مقیم رہے۔ جب ذی القعدہ کا چاند نظر آیا تو اپنے قضاء عمرے کی ادائیگی کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ جو حدیبیہ کے مقام پر قریش کی رکاوٹ کے سبب نہیں ہو سکا تھا اور یہ معاہدہ طے پایا تھا کہ معاہدہ کی رو سے آپ ﷺ عمرہ ادا کرنے آئندہ سال آئیں گے۔ قریش کے چند آوارہ نوجوانوں نے دار الندوہ میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کے خلاف مشورہ کیا۔ مگر گزشتہ سال کے معاہدہ کی رو سے وہ آپ ﷺ کو نہ روک سکے۔ اور مجبوراً خود مکہ سے نکل گئے۔ اس وجہ سے کہ حضور اکرم ﷺ سے ان کا آمنا سامنا نہ ہو۔

Marfat.com

سیدہ میمونہؓ سے عقد :

رسول اکرم ﷺ ان صحابہؓ کے ہمراہ جو گزشتہ سال حج کی ادائیگی کے بغیر حدیبیہ کے مقام سے واپس چلے گئے تھے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ طواف فرمایا، تین دن تک قیام پذیر رہے۔ پھر ہو حلال بن عامر میں میمونہ ہنت حرث سے عقد فرمایا۔ آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ شب عروسی مکہ مکرمہ میں ہی ادا فرمائیں۔ لیکن قیام کی مدت پوری ہونے کی وجہ سے قریش نے آپ ﷺ کو مکہ میں مزید قیام نہیں کرنے دیا۔ چناں چہ آپ ﷺ جلدی میں اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ ہنت حرث رضی اللہ عنہا سے مقام سرف میں شب عروسی ادا فرمائی۔

جنگ موتہ ۸ ہجری

عمرو بن عاصؓ اور خالد بن ولیدؓ کا قبول اسلام :

حضور اکرم ﷺ عمرۃ القضاء سے واپسی کے بعد جمادی الاول ۸ ہجری تک مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے۔ اس کے بعد امراء اسلام کو شام کی جانب روانہ کیا۔ لیکن اس سے پہلے ہی سردارانِ قریش عمرو بن عاص، خالد بن ولید، عثمان بن ابی طلحہ ایمان لا چکے تھے۔

عمرو بن عاصؓ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ یوں ہے کہ یہ قریش کی جانب سے شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس ان مہاجرین کو لینے گئے تھے جو قریش مکہ کے مظالم اور ایذاء رسانیوں سے تنگ آکر حبشہ چلے گئے تھے۔ اتفاقاً نجاشی کے دربار میں سفیر رسول ﷺ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ اور عمرو بن

عاص کی ملاقات ہوگئی۔ گفتگو کے دوران نجاشی پر اسلام کی حقانیت ظاہر ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے اس نے اُن مہاجرین کو کفار کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا اور عمرو بن عاص کے ساتھ نہایت سختی اور درشتی کے ساتھ پیش آیا۔ عمرو بن عاص نجاشی کے دربار سے ناکام لوٹے، لیکن اس ناکامی نے ان کے دل کی دنیا پلٹ دی۔ ان کے دل پر کفر و شرک کا جو پردہ پڑا ہوا تھا اسلام کی روشنی نے اپنی شعاعوں سے وہ پردہ تار تار کر دیا۔ قریش میں جا کر خالد بن ولید سے ملاقات کی اور اپنے ارادہ سے ان کو مطلع کر دیا۔ خالد بن ولید نے بھی ان کی رائے سے اتفاق کیا اور ان کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کر لی۔

صحابہ کرامؓ کی جہاد پر روانگی :

ان حضرات صحابہ کرامؓ کے اسلام قبول کرنے اور ہجرت کر کے آنے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے شام کی جانب اسلامی افواج روانہ کیں۔ اس لشکر اسلام میں حضرت خالد بن ولید بھی شامل تھے۔ سالارِ لشکر زید بن ثابت مقرر ہوئے اور یہ ہدایت کی گئی کہ اگر اتفاقاً زید کو کوئی حادثہ در پیش آ جائے تو جعفر بن ابی طالب سالارِ لشکر ہوں گے اور اگر خدانخواستہ یہ بھی کسی آفت کا شکار ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ سالارِ لشکر ہوں گے۔ اور اگر یہ بھی کسی حادثہ کا شکار ہو جائیں تو پھر مسلمانوں کو اس کا اختیار ہے کہ جس کو چاہیں سالارِ لشکر مقرر کر لیں۔

حضور اکرم ﷺ نے بعض دیگر ضروری ہدایات جاری فرما کر اسلامی لشکر کو روانہ فرمایا۔

لشکر میں شامل حضرات کی تعداد تین ہزار تھی، جب یہ لوگ چلتے چلتے ملکِ شام میں مقام معان پر پہنچے تو پتہ چلا کہ شاہِ روم ہرقل مسلمانوں کی نقل و حرکت کی اطلاع پا کر مقامِ مواب (بلقاء) میں قیام پذیر ہے اور اس کے ساتھ ایک لاکھ رومی فوجی اور ایک لاکھ عرب کے نصرانی ہیں اور یہ نصرانی

Marfat.com

لخم، جذام، قضاعہ، بہر ویلی اور قیس کے قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہو راشہ کا مالک بن راخنسہ فوجی سپہ سالار تھا۔ اسلامی فوجیں دوراتیں معان میں مقیم رہیں اور یہ مشورہ ہوتا رہا کہ رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا جائے اور آپ ﷺ کے حکم اور مزید امداد و نصرت کا انتظار کیا جائے۔

عبداللہ بن رواحہ کا خطبۂ جہاد :

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ لشکرِ اسلام کی کیفیت دیکھ کر ان سے مخاطب ہوئے !!.....

انتم انما خرجتم تطلبون الشهاده وما تقاتل الناس بعده ولا قوة الا بهذ الذين الذى اكرمنا اللّٰه به فانطلقوا الىٰ جموع هرقل عند قرية موتة ورتبو الميمنة والميسرة و اقتلو ماهى الا اجد الحسنين اما ظهور و اماشهادة

ترجمہ : تم لوگ جذبۂ شہادت سے سر شار ہو کر نکلے ہو، ہم مال اور طاقت کے بل بوتے پر نہیں لڑتے۔ ہم تو اس دین کے لئے لڑتے ہیں جسے عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں سعادت عطا فرمائی ہے۔ لہذا ہرقل کے لشکر اور موتہ کی طرف بڑھو اپنی فوجیں میمنہ اور میسرہ سے مرتب کر کے لڑو تمہیں دو نیکیوں میں سے ایک نیکی ضرور ملے گی فتح یا شہادت !!.....

حضرت زید بن حارث کی شہادت :

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا خطبہ سنتے ہی مسلمانوں میں حرارت ایمانی کی تازہ لہر دوڑ گئی، زید بن حارث ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے ہاتھ میں علم اسلام لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ہرقل کے ساتھ میں موتہ کے مقام پر صف بندی کی۔ زید بن حارث علم ہاتھ میں لئے ہوئے لشکر اسلام کے

Marfat.com

آگے آگے تھے میمنہ میں قطبہ بن قتادہ عذری اور میسرہ میں عبایہ بن مالک انصاری تھے۔

زید بن حارث لڑتے لڑتے آگے بڑھتے گئے اور پھر دشمن کی فوج کے نرغے میں پھنس گئے۔ چہار اطراف سے تلواروں اور نیزوں میں گھر کر کمالِ بہادری سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

حضرت جعفرؓ کی شہادت :

ان کی شہادت کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب نے آگے بڑھ کر علم تھام لیا، اور لڑنے لگے۔ لڑتے لڑتے ان کا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا تو یہ پیادہ لڑنے لگے۔ دشمن کی افواج نے چاروں جانب سے ان پر کاری وار لگانے شروع کر دئے۔ جب ان کا دایاں ہاتھ کٹ کر زمین پر گرا تو انہوں نے علم کو بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔ جب بایاں ہاتھ بھی کٹ کر زمین پر گرا تو عبداللہ بن رواحہ نے آگے بڑھ کر علم کو تھام لیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ بھی نہایت بہادری سے لڑتے لڑتے مقامِ شہادت پر فائز ہوئے۔ لڑائی کا رنگ ڈھنگ شروع ہی سے بگڑا نظر آرہا تھا۔ عبداللہ بن رواحہ کی شہادت سے صورتِ حال مزید خوفناک صورت اختیار کر گئی۔

حضرت خالد بن ولید بحیثیت کمانڈر انچیف :

کفار نے اس ارادہ سے کہ اب مسلمان پسپا ہو چکے ہیں اور میدانِ کارزار سے ان کے قدم اکھڑ چکے ہیں۔ علم کو گرتا دیکھ کر اس کی طرف لپکے اور آگے بڑھے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ہی ایک صحابی ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے علم اٹھالیا اور اسلامی افواج سے مخاطب ہو کر پکارے !!.....

یا معشر المسلمین اصطلحو اعلیٰ رجل منکم

اے مسلمانوں ! کسی ایک کو سالارِ لشکر بنانے پر متفق ہو جاؤ، لشکر

Marfat.com

کے لوگوں نے جواب دیا رضینابك ہم تمہاری سپہ سالاری پر متفق ہیں۔ ثابت نے کہا!

ما انا بفاعل فاصطلحوا علی خالد بن ولید

میں اس ذمہ داری کو سرانجام نہیں دے سکتا تم خالد بن ولید کی سالاری پر اتفاق کرلو، مسلمان افواج نے اس رائے سے فوراً اتفاق کرلیا اور ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر علم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں دے دیا اور انہوں نے نہایت ہی مردانہ وار لڑتے ہوئے رومیوں کو پسپا کردیا۔

اسلامی فوج کی واپسی :

اس معرکہ میں حضور اکرم ﷺ کے مقرر کردہ سپہ سالاران اور ان کے علاوہ دس اصحاب کرامؓ شہید ہوئے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے ان سپہ سالاران کی شہادت کی اطلاع اسی دن دے دی تھی۔ جس دن یہ شہید ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ موتہ سے واپس ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ سے باہر ان کا استقبال کیا۔ جعفر بن ابی طالب کی شہادت سے آپ ﷺ کو شدید صدمہ ہوا۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ کو اٹھا کر اپنی سواری پر اپنے ہمراہ سوار کرلیا۔ فرط محبت اور غم و صدمہ سے آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور آپ ﷺ نے ان کی مغفرت کی دعا کی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دو بازو عطا کئے ہیں، جن سے وہ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں۔ اسی دن سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ذوالجناحین کے لقب سے معروف ہوئے۔ اسی وجہ سے بعض ان کو طیار بھی کہتے ہیں۔

Marfat.com

باب ہشتم

فتح مکہ ۸ھ

بنو خزاعہ اور بنوبکر کی دشمنی :

جس وقت حدیبیہ کے مقام پر حضور اکرم ﷺ اور قریش کے درمیان مصالحت ہوئی اور عہد نامہ لکھا گیا اس وقت خزاعہ خواہ وہ کافر ہو یا مسلم حضور اکرم ﷺ کی جماعت میں داخل ہو گئے تھے اور قریش کی جماعت میں بوبکر بن عبد مناف بن کنانہ شامل تھے۔ اور زمانہ جاہلیت ہی سے ان دونوں قبائل بو خزاعہ اور بو بکر میں چپقلش چلی آرہی تھی۔ اس کی بنیاد یہ تھی کہ مالک بن عباد بو حضرمی حلیف اسود بن زرن دیلی بکری سامان تجارت لے کر بو خزاعہ کے علاقے میں گیا تھا۔ خزاعہ نے اس کو قتل کر کے اس کا تمام سازوسامان لوٹ لیا تھا۔ بوبکر نے اس کے بدلہ میں موقع پاتے ہی خزاعہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ خزاعہ نے پھر سلمٰی، کلثوم اور ذویب شرفائے بو بکر کو مقام عرفہ میں قتل کر دیا۔

بو خزاعہ اور بو بکر کے درمیان یہ چپقلش چل رہی تھی کہ دمنِ

Marfat.com

اسلام کا ظہور ہو گیا۔ اور دونوں قبائل نے اسلام دشمنی میں پڑ کر اپنی قدیم اور دیرینہ دشمنی کو بھلا دیا تھا۔

صلح حدیبیہ کی منسوخی :

مقام حدیبیہ میں ایک میعاد کی صلح ہو گئی اور کفار و مسلمین ایک دوسرے سے بے خوف ہو گئے اس وقت ہو بکر سے فل بن معاویہ نے خزاعہ سے بدلہ لینے کا موقع مناسب جان کر خزاعہ پر حملہ کر دیا۔

نوفل بن معاویہ کے ساتھ اس معاملہ میں تمام ہو بکر شامل نہ تھے بلکہ ستر فیصد ان کے ہمراہ نکلے اور باقی نے جانے سے انکار کر دیا، قریش میں سے صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل، سہل بن عمرو وغیرہ نے خفیہ طور پر ان کی مالی امداد کی نوفل بن معاویہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خزاعہ پر چڑھ گیا، خزاعہ مقابلہ سے مجبور ہو کر حرم میں جا چھپے، لیکن نوفل کے جوشِ انتقام نے ان کو حرم میں بھی پناہ نہ لینے دی۔ چنانچہ خزاعہ کے چند آدمی حرم میں مارے گئے، بدیل بن ورقاء خزاعی کے گھر میں گھس گئے اور اس کو لوٹ کر واپس چلے آئے۔ اس واقعہ نے صلح حدیبیہ کو منسوخ کر دیا اور یہی فتح مکہ کا باعث ہوا۔

ابو سفیان کی صلح حدیبیہ کی بحالی کی کوشش :

اس واقعہ کے بعد بدیل بن ورقاء اور عمرو بن سالم اپنی قوم کے چند آدمیوں کو لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہو بکر اور قریش کی بد عہدی اور ظلم و ستم کی شکایت کر کے امداد کے طلب گار ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی امداد کا وعدہ فرمایا۔ جس وقت یہ لوگ واپس ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو سفیان مکہ سے صلح کی مدت بڑھانے اور عہد کو

Marfat.com

مضبوط کرنے آرہا ہے۔ لیکن ناکام و نامراد واپس جائے گا۔ اور یہی واقعہ فتح مکہ کا سبب بنے گا۔ قریش اپنے کئے دھرے پر پشیمان ہوں گے۔ چناں چہ ابو سفیان اور بدیل بن ورقا سے مقام عسفان میں ملاقت ہوئی۔ ابو سفیان نے کہا بدیل تو کہاں سے آرہا ہے؟ بدیل نے جواب دیا اسی وادی سے، بدیل یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور ابو سفیان رفتہ رفتہ مدینہ میں پہنچ کر اپنی بیٹی ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ سیدہ ام حبیبہؓ نے بستر کو لپیٹ لیا اور یہ کہا کہ یہ حضور اکرم ﷺ کا بستر ہے۔ اس پر مشرک نہیں بیٹھ سکتا۔ ابو سفیان نے جھلا کر کہا اے لڑکی تو میرے بعد شر میں مبتلا ہو گئی۔ سیدہ ام حبیبہؓ نے جواب دیا نہیں! بلکہ میں نورِ اسلام سے منور ہو گئی ہوں، اس کے بعد ابو سفیان اٹھ کر مسجد میں آیا اور حضور اکرم ﷺ سے کچھ باتیں کیں۔ لیکن آپ ﷺ نے جب کچھ جواب نہ دیا تو وہاں سے حضرت ابو بکرؓ کے پاس گیا اور ان سے سفارش کرنے کو کہا انہوں نے انکار کیا تب حضرت عمرؓ بن خطابؓ کے پاس گیا۔ حضرت عمر بن الخطاب نے اس کی صورت دیکھتے ہی فرمایا واللہ اگر مجھ کو یہ معلوم ہو گیا ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ کا کیا ارادہ ہے تو میں تم سے آج نمٹ لیتا۔

ابو سفیان اس بات کو سن کر خاموش ہو گیا اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا آیا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے پاس اس وقت ان کی بیوی سیدہ فاطمہؓ حضرت امام حسنؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو سفیان نے اپنی وہی درخواست حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے بھی پیش کی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ''میں اس سلسلے میں حضورِ اکرم ﷺ سے کچھ بات نہیں کر سکتا۔ جس کے بارے میں وہ کچھ ارادہ کر چکے ہیں۔'' ابو سفیان یہ سن کر سیدہ فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا ''اے بنت محمد ﷺ کیا تم اپنے اس لڑکے حسنؓ کو یہ حکم نہیں دے سکتیں کہ یہ محمد ﷺ سے جا کر میری سفارش کر دے؟'' حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کوئی شخص آنحضرت ﷺ سے کچھ نہیں کہہ سکتا اور نہ کسی کی سفارش کر سکتا ہے۔ اور نہ وہاں سفارش چلتی ہے۔

Marfat.com

ابو سفیان کی ناکام واپسی :

ابو سفیان اس جواب میں مایوس ہو کر خاموش بیٹھ گیا۔ اور دل ہی دل میں یہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہئے اتنے میں حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اے ابو سفیان میں تم کو ایک نہایت عمدہ تدبیر بتاتا ہوں۔ ابو سفیان یہ سن کر خوش ہو گیا اور ان کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم ہو کنانہ کے سردار ہو تم کو کسی کے تعارف کرانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اٹھو اور سیدھے مسجد میں چلے جاؤ اور بہ آواز بلند یہ کہہ کر کہ میں مدت صلح بڑھانے اور عہد نامہ کے اقرار کو مضبوط کرنے آیا ہوں'' اپنے شہر واپس چلے جاؤ۔ ابو سفیان نے کہا کہ کیا یہ بات میرے فائدے کی ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میرا خیال یہی ہے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ اس کے سوا اور کوئی تدبیر بھی نہیں ہے تم خود سوچ بوجھ کے مالک ہو فیصلہ کر لو کہ اس میں تمہارا کہاں تک فائدہ اور کس حد تک نقصان ہے۔ ابو سفیان اس کلام کے ختم ہوتے ہی اٹھ کر مسجد میں آیا اور بلند آواز سے یہ کہہ کر ''کہ میں مدت صلح بڑھائے جاتا ہوں اور از سر نو عہد و اقرار کر مضبوط کئے جاتا ہوں'' مکہ کو چل کھڑا ہوا اہل مکہ نے یہ واقعہ سن کر ابو سفیان سے کہا کہ تو نے کچھ نہ کیا، حضرت علیؓ نے تیرے ساتھ مذاق کیا ہے۔

حضرت حاطبؓ کا خفیہ خط :

ابو سفیان کی روانگی کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مکہ کی طرف چلنے کا حکم دیا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سامان سفر و آلات حرب درست کرنے لگے۔ دریں اثناء حاطب ابن ابی بلتعہؓ نے ایک خط میں ان حالات کو لکھ کر ایک عورت مزینہ کنود کے ہاتھوں اہل مکہ کی طرف روانہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی اس بات کی اطلاع ہو گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ، زبیرؓ

اور مقداد رضی اللہ عنہم کو اس عورت کے گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان لوگوں نے اس کو روضہ خاخ میں پہنچ کر گرفتار کر لیا، اس کا سارا سامان ڈھونڈا، لیکن خط کا پتہ نہ لگا تب آپس میں کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نہایت سچے ہیں تعجب ہے کہ خط نہیں ملتا۔

مزنیہ کنود کی گرفتاری :

حضرت علیؓ نے اس عورت سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تو اس خط کو دیدے ورنہ ہم بہت تنگ کریں گے۔ عورت اس دھمکی میں آگئی اور اس نے اپنے بالوں میں سے نکال کر خط دیدیا یہ لوگ اس عورت کو بمع خط کے آنحضرت ﷺ کے پاس پکڑ لائے آپ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ سے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے، حاطب نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ واللہ میں مسلمان ہوں۔ مجھے اسلام میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے لیکن میرے متعلقین قریش میں ہیں میں نے یہ چاہا تھا کہ وہ میری غیر موجودگی میں میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں، حضرت عمرؓ ابن خطاب نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اس منافق کی گردن ماردوں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عمرؓ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اہل بدر کی شان میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا!

اعملوا ماشئتم فانی قدغفرت لکم

جو چاہو کرو میں نے تمہارے گناہ بخش دئے۔

رسول اللہ ﷺ کی مکہ روانگی :

حضور اکرم ﷺ دس ۱۰ رمضان ۸ ہجری کو دس ہزار جاں نثار لے کر مدینہ منورہ سے فتح مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ ایک گروہ میں ایک ہزار افراد بنو سلیم کے اور ایک ہزار مزینہ کے اور غفار کے چار سو اور اسلم

Marfat.com

کے چار سو اور باقی قریش و اسد و تمیم اور مہاجرین و انصارؓ کے ممالیک و کتاب رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ مدینہ میں کلثوم بن حصین بن عتبہ غفاری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے نائب مقرر ہوئے۔ جس وقت آپ ﷺ ذوالحلیفہ اور بعض کے مطابق جحفہ میں پہنچے تو حضرت عباسؓ بن عبد المطلبؓ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آتے ہوئے ملے۔ حضور اکرم ﷺ کے کہنے سے حضرت عباسؓ نے اپنا ساز و سامان مدینہ بھیج دیا اور خود آپ ﷺ کے ہمراہ جہاد کے ارادے سے لشکر اسلام کے ساتھ مکہ واپس ہوئے۔ منتق العقاب میں ابو سفیان بن حرث اور عبداللہ بن ابی امیہ سے ملاقات ہوئی یہ لوگ بھی ہجرت کر کے آ رہے تھے لیکن اس وقت تک یہ لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی اجازت نہ ملی۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے کچھ گفتگو فرمائی۔ تب ان کو حاضری کی اجازت ہوئی۔ ان لوگوں نے حاضر ہوتے ہی اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کے ہمراہ مکہ روانہ ہوئے، عشاء کے وقت مرانظہران میں لشکرِ اسلام اترا آپ ﷺ نے ایک ہزار کی ایک ایک جماعت علیحدہ کر کے ہر ایک سے آگ روشن کرنے کے لئے فرمایا اور حضرت عمر بن الخطابؓ کو نگرانی کے لئے مقرر فرما دیا۔

حضرت عباسؓ اور ابو سفیان :

حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کے دل میں اچانک یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر قریش نے اس مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی مخالفت کی اور آپ ﷺ مکہ میں زبردستی داخل ہوئے تو قریش کی خیریت نہیں ہے۔ یہ خیال رفتہ رفتہ اس درجہ جڑ پکڑ گیا کہ حضرت عباسؓ ابن عبد المطلب حضور اکرم ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر اس ارادہ سے لشکر سے باہر چلے کہ مکہ کے کسی جانے والے کے ذریعہ اہل مکہ کو سمجھا دیں۔ اتفاق سے ابو سفیان بن حرب و بدیل بن ورقاء اور

Marfat.com

حکیم بن حزام جاسوسی کی غرض سے مکہ سے نکل کر وادی میں پھر رہے تھے۔ بدیل بن ورقاء کہہ رہے تھے کہ یہ آگ بنو خزاعہ کی ہے۔ ابو سفیان نے اس کا جواب دیا، خزاعہ میں یہ قوت کہاں سے آئی وہ نہایت کمزور ذلیل اور پست ہیں۔ ان کے پاس اتنا لشکر ہرگز جمع نہیں ہو سکتا۔ حضرت عباسؓ نے یہ کلام سن کر بلند آواز سے کہا یہ لشکر رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ خدا کی قسم ہم اگر تم پر فتح یاب ہو گئے تو تم کو قتل کر دیں گے۔ صد افسوس قریش کی حالت پر بہتر ہو گا کہ امن کے طلب گار ہو جاؤ اور اطاعت قبول کر لو۔ ابو سفیان اس آواز کو سن کر ڈھونڈھتا ہوا حضرت عباسؓ کے پاس آیا۔ حضرت عباسؓ اسے اپنے ساتھ لے کر لشکرِ اسلام کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ اپنی طرف ابو سفیان کو آتا دیکھ کر اس کی طرف جھپٹے، حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں نے اس کو اپنی امان میں لے لیا ہے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے کہا یہ دشمن خدا اور دشمن رسول ﷺ ہے۔ یہ بغیر کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آگیا ہے۔ میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ چوں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ پیادہ تھے اور عباسؓ و ابو سفیان سوار تھے اس وجہ سے حضرت عباسؓ ابو سفیان کو اپنے ہمراہ لے کر نہایت تیزی سے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور حضرت عمرؓ ان کے پیچھے پیچھے تلوار کھینچے ہوئے آن پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ دشمن خدا ابو سفیان بغیر کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آگیا۔ مجھے اجازت دیجئے۔ میں اس کی ابھی گردن مار دوں۔ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کو اپنی امان میں لے لیا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ اس بات پر متوجہ نہ ہوئے اور اس کے قتل پر اصرار کرتے رہے اور تلوار کھینچے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم و اشارہ کے منتظر تھے کہ حضرت عباسؓ نے جھلا کر کہا کہ اگر یہ ہو عدی سے ہوتا تو اے عمرؓ تم اس کے قتل پر اتنا اصرار نہ کرتے، لیکن چوں کہ تم جانتے ہو کہ یہ ہو عبد مناف سے ہے اس وجہ سے تم اس کے قتل پر زیادہ دلچسپی لے رہے ہو، حضرت عمر بن

Marfat.com

الخطابؓ نے جواب دیا واللہ، میرے نزدیک تمہارا اسلام عمر بن خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا۔ اس وجہ سے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا بھی مبارک خیال یہی تھا لیکن اے عباسؓ افسوس ہے کہ تمہارا میری نسبت ایسا خیال ہے تم جو چاہو سمجھو مگر میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

ابو سفیان کو امان :

حضرت عباسؓ اس کلام کا جواب بھی دینے نہ پائے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابو سفیان کی طرف لپکے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اس کو ایک رات کے لئے مہلت دے دی۔ حضرت عمر بن خطابؓ یہ سن کر دم خود ہو گئے۔ تلوار کو نیام میں کر لیا اس کے بعد حضرت عباسؓ کو یہ حکم دیا کہ ابو سفیان کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ، صبح کو میرے پاس لانا، دوسرے دن صبح ہوتے ہی عباسؓ بن عبد المطلب ابو سفیان کو اپنے ساتھ لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ابو سفیان سے مخاطب ہو کر فرمایا 'ابو سفیان کیا ابھی تیرے نزدیک اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائے۔ ابو سفیان نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ نہایت حلیم و کریم ہیں۔ خدا کی قسم مجھے یقین ہو گیا کہ اگر سوائے اللہ کے اور کوئی اللہ ہوتا تو مجھ کو ضرور آپ ﷺ کی امداد سے مستغنیٰ کر دیتا۔

ابو سفیان کا قبولِ اسلام :

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''شرم کی بات ہے کہ کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا کہ تو مجھے اللہ کا رسول ﷺ جانے'' ابو سفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھے اس بات میں پس و پیش ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا تجھ پر تف ہو تو اپنی گردن زنی سے پہلے اسلام لا۔ ابو سفیان یہ

Marfat.com

سن کر عباسؓ کی طرف تعجب سے دیکھنے لگا۔ حضرت عباسؓ نے کہا دیکھ وہ حضرت عمرؓ آرہے ہیں۔ جلدی سے محمد الرسول ﷺ کہہ دے ورنہ آتے ہی وہ تیری گردن اڑادیں گے۔ ابو سفیان نے یہ سنتے ہی گھبرا کر محمد الرسول اللہ ﷺ کہہ دیا اور مسلمانوں میں داخل ہو گیا۔

ابو سفیان کی پذیرائی :

ابو سفیان کے ایمان لانے کے بعد حضرت عباسؓ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ابو سفیان مکہ کے سرداروں میں سے ہے۔ فخر وافتخار کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ آپ ﷺ اس کے لئے کوئی ایسا خصوصی امتیاز کر دیجئے جس سے یہ دوسروں سے ممتاز سمجھا جائے آپ ﷺ نے فرمایا اچھا جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے وہ مامون ہے۔ جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اس کے بعد حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابو سفیان کو لے کر وادی کے کنارہ پر کھڑے ہو جاؤ تاکہ یہ اللہ کے سپاہیوں کو دیکھے چنانچہ حضرت عباسؓ خود ابو سفیان کو لے کر ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو گئے۔ قبیلہ قبیلہ کا گروہ جوق در جوق گزرنے لگا۔ ابو سفیان ہر ایک کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتا جاتا تھا اور پوچھتا جاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرینؓ وانصارؓ کے گروہ میں مسلح زرہیں اور سفید خود پہنے ہوئے گزرے۔ ابو سفیان نے گھبرا کر دریافت کیا ''من هولاء'' یہ کون لوگ ہیں، حضرت عباسؓ نے کہا هذا رسول الله ﷺ فی المهاجرین و الانصار (یہ مہاجرین وانصار کے درمیان اللہ کے رسول ﷺ ہیں) ابو سفیان نے تعجب سے کہا تمہارے بھائی کے لڑکے کا ملک بہت بڑھ گیا اور ان کا لشکر بھی بے حد زیادہ ہو گیا عباس نے کہا اے ابو سفیان یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ نبوت ہے پھر ابو سفیان نے پوچھا یہ سب کہاں جارہے ہیں اور کیا کریں گے۔ حضرت عباسؓ نے جواب دیا تیری قوم کو فتح کرنے

جارہے ہیں۔

مکہ والوں کو امان :

ابو سفیان یہ سن کر خاموش ہو گیا اور ان سے رخصت ہو کر مکہ آیا اور اہل مکہ کو اس بات سے مطلع کیا جس نے ان کو گھیر لیا تھا اور یہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مسجد میں یا ابو سفیان کے مکان میں داخل ہو یا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے۔ لشکر اسلام کا علم سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ جس وقت یہ ابو سفیان کے پاس سے ہو کر گزرے اس وقت جوش میں آکر کہہ اٹھے

الیوم یوم الملحمه

الیوم تحل الحرمة

یعنی آج لڑائی کا دن ہے اور آج حرمتِ کعبہ حلال ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ سن کر علم سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ سے لے کر حضرت علیؓ بن ابی طالب کو دے دیا میمنہ میں خالد بن ولید، اسلم و غفار و مزینہ و جہینہ کو لئے ہوئے اور میسرہ میں زبیرؓ اور مقدمہ الجیش میں عبیدۃ ابن الجراح اور لشکر کے درمیان میں حضور اکرم ﷺ مع حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمان رضی اللہ عنہم کے رونق افروز ہوئے۔ حضرت زبیرؓ کو اعلیٰ مکہ سے اور خالدؓ کو اس کے اسفل سے داخل ہونے کو فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص چھیڑ چھاڑ کرے اس سے لڑنا آپ ﷺ خود ذی طویٰ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو وغیرہ نے مقابلہ کے ارادے سے کچھ لوگوں کو جمع کیا تھا، چنانچہ ان کا سامنا خالد بن ولیدؓ سے ہو گیا۔ مسلمانوں میں سے کرز بن جابر خنیس بن خالد، سلمہ بن جہینہ شہید ہوئے، مشرکین کی طرف سے تیرہ آدمی مارے گئے اور باقی آدمیوں کو آپ ﷺ نے امان دے دی یہ فتح عظیم ۲۰ رمضان ۸ھ کو ہوئی۔

Marfat.com

عبدالعزیٰ بن خطل کا قتل :

یوم فتح مکہ کے موقع پر چند آدمیوں کا خون آپ ﷺ نے جائز کر دیا تھا۔ ان میں ایک عبدالعزیٰ بن خطل تھا۔ یہ پہلے مسلمان ہو گیا تھا اس کو آپ ﷺ نے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ ایک انصاری صحابی اور ایک رومی غلام تھا۔ راستہ میں رومی غلام کو اس نے قتل کر ڈالا اور مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کا پردہ اس خیال سے پکڑ لیا کہ شاید اس کی حرمت و عظمت کے صدقہ اس کو معافی مل جائے۔ لیکن اس کو وہاں بھی پناہ نہ ملی۔ سعد بن حریث مخزومیؓ اور ابو برزہ اسلمیؓ نے اس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن سعد کا معاملہ :

دوسرا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، حضور اکرم ﷺ کا کاتب تھا۔ یہ مرتد ہو کر مکہ چلا گیا تھا۔ فتح مکہ کے دن جان کے خوف سے چھپ گیا تھا۔ فتح کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس آیا یہ اس کے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت عثمانؓ اس کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا کہ میں نے اس کو امان دی تھوڑی دیر تک آپ ﷺ سکوت میں رہے، ایک لمحہ بعد آپ ﷺ نے بھی امان دے دی پھر جب یہ باہر نکلا تو آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا جب میں سکوت میں تھا تو تم نے اس کی گردن کیوں نہ مار دی۔ انصار کے کسی نوجوان نے عرض کیا کاش آپ ﷺ نے ہم کو اشارہ کر دیا ہوتا، حضور اکرم ﷺ نے کہا نبی اشارہ بازی نہیں کرتا۔ اس مرتبہ اسلام لانے کے بعد عبداللہ بن سعد نہایت سچے اور باصفا رہے۔ کوئی برائی ان سے نہیں سرزد ہوئی، کسی غلطی کا ارتکاب نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ نے ان کو اپنے زمانہ خلافت میں مختلف بلاد کا حکمران مقرر کیا تھا۔

Marfat.com

حویرث بن نفیل اور مقیس بن صبابہ کا قتل :

تیسرا قابل گردن زدنی حویرث بن نفیل ہو قبیلہ عبد قصی سے تھا۔ یہ ہجرت سے پہلے مکہ میں حضور اکرم ﷺ کو بہت ایذائیں اور تکالیف دیتا تھا۔ اس کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فتح مکہ کے موقع پر قتل کیا۔ مقیس بن صبابہ بھی انہیں قابل قتل لوگوں میں سے تھا۔ یہ غزوہ خندق میں آیا تھا اور ایک انصاری کو قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ بھاگ آیا تھا۔ یو فتح مکہ کے موقع پر اس کو نمیلہ بن عبداللہ لیثی نے قتل کیا۔ ان کے علاوہ ابن خطل کی دو لونڈیاں تھیں جن کا دن رات یہ کام تھا کہ وہ دونوں حضور اکرم ﷺ کی ہجو گاتی تھیں۔ ایک تو ان میں سے ماری گئی اور دوسری نے امان کی درخواست کی، آپ ﷺ نے اس کو امان دے دی، ان کے علاوہ ہو عبد المطلب کی ایک خادمہ سارہ نامی بھی اسی گروہ میں سے تھی لیکن امان کی درخواست نے اس کی بھی جان بخشی کرادی۔ علاوہ ازیں ہو مخزوم کے دو اشخاص حرث بن ہشام و زہیر بن ابی امیہ برادر ام سلمہؓ نے ام ہانیؓ بنت ابی طالب سے پناہ طلب کی۔ ام ہانیؓ نے ان کو امان دے دی اور حضور اکرم ﷺ نے اس کو قائم رکھا۔

زیارت کعبہ :

فتح کے بعد حضور اکرم ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے، کعبہ کا طواف کیا۔ حضرت عثمانؓ بن طلحہ سے کلید کعبہ لے کر کعبہ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ اس وقت حضرت اسامہ بن زیدؓ، حضرت بلالؓ، حضرت عثمانؓ بن طلحہؓ تھے۔ مجاورتِ بیت اللہ انہیں کے قبضہ میں قائم رکھی۔ اس وقت سے آج تک اولادِ شیبہ بیت اللہ کے مجاور ہوتے چلے آرہے ہیں۔ کعبہ کے اندر و باہر و اطراف و اکناف میں جس قدر بت تھے۔ ان کو توڑ کر گرا دینے کا حکم دیا خود بھی بہ نفس نفیس اپنے دستِ مبارک میں ایک چھڑی لئے ہوئے

Marfat.com

ہتوں کی طرف اشارہ کر کے فرمارہے تھے!.....

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا.....

حق آگیااور باطل بھاگ گیاپے شک باطل بھاگنے والا تھا۔

آپ ﷺ کے ان کلمات فرمانے اور اشارہ کرنے سے کوئی مت ایسا نہ تھاجو اوندھامنہ کے بل نہ گر پڑا ہو۔جب نماز کاوقت آیا تو حضرت بلالؓ نے آپ ﷺ کے حکم سے کعبہ کی پشت پر اذان دی، صحابہ کرامؓ جمع ہوئے اور جماعت کے ساتھ بے خوف وخطر نمازادا کی۔

حضور اکرم ﷺ کا اہل مکہ سے خطاب :

اس کامیابی و فتح کے دوسرے دن حضور اکرم ﷺ بابِ کعبہ پر کھڑے ہوئے اور رسوم ماتِ جاہلیت، مجاورت بیت اللہ اور سقاتیہ الحاج کو برقرار رکھااور یہ فرمایاکہ ''اس سے قبل اور نہ اس کے بعد مکہ کسی کے لئے حلال نہیں ہوااور بے شک آج کے دن ایک لحظہ کے لئے میرے لئے حلال ہو گیا تھا۔لیکن اب پھراس کی حرمت حسبِ سابق حال ہو گئی اس کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا!.....

لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له صدق وعده ونصر عبده وهزم الا حزاب وحده الا ان كل ماثورة اودم اومال يد عى فى الجاهلية فهو تحت قدمى هاتين الا سدانة الكعبة و سقاية الحاج الاوان قتل الخطا مثل العمد بالسوط والعصا فيه الدية مغلظة مائة من الابل منها اربعون فى بطونها اولاد ها يا معشر قريش ان اللّٰه قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية و تعظمها بالاباء الناس من اد و ادم خلق من تراب قال اللّٰه تعالىٰ يا ايهاالناس انا خلقنا كم من ذكرو انثىٰ و جعلنا كم شعوبا وقبائل لتعا رفو ان

اکرمکم عند اللّٰہ اتقا کم ان اللّٰہ علیم خبیر. یا معشر قریش! ماترون الی فاعلٌ بکم قالوا خیراً اخ کریم و ابن اخ کریم قال فانی اقول کما قال یوسف لا خوته لاتثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء

ترجمہ : ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جو تنہا ہے اور شرک سے پاک ہے۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا لشکر کو شکست دی۔ لوگوں غور سے سنو! ..... ہر رسم یا خون یا مال جس کا جاہلیت میں دعویٰ کیا جاتا تھا۔ میرے پیروں کے نیچے ہے۔ البتہ کعبہ کی مجاورت اور زمزم پلانے کا عہدہ حسب دستور باقی ہے۔ یاد رکھو قتلِ خطا قتل عمد کی طرح ہے خواہ کوڑوں سے ہو یا ڈنڈوں سے دونوں کی دیت سنگین ہے۔ یعنی سو اونٹ جس میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں۔ اے اہل قریش اللہ نے تم سے جاہلیت کا غرور کا اور باپ دادا پر فخر کرنا ختم کر دیا۔ تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے۔ اللہ نے فرمایا: لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دئے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان لو پھر جو سب سے زیادہ متقی ہے وہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہے اور اللہ بہت ہی جاننے والا اور خبردار ہے۔

اے اہل قریش تمہارا میرے بارے میں کیا خیال ہے۔ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟؟ وہ بولے اچھائی کا خیال ہے کیونکہ آپ ﷺ بہترین بھائی ہیں اور بہترین بھائی کے بیٹے ہیں۔ فرمایا اچھا تو میں وہی کہتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔''

Marfat.com

بیعت :

خطبہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ کوہ صفا پر جا کر بیٹھ گئے اور لوگوں سے اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول کی بیعت لینے لگے مردوں کی بیعت سے فراغت پا کر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو عورتوں سے بیعت لینے پر مامور فرمایا اور خود ان کے لئے استغفار کرتے رہے۔

صفوان بن امیہ اور ابن زبیر کو امان :

صفوان بن امیہ فتح مکہ کے بعد جان کے خوف سے یمن کی طرف بھاگ گیا تھا۔ عمیر بن وہبؓ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر صفوان بن امیہ کی امان کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے اس کو امان دی اور اس بات کے اظہار کے لئے اپنا وہ عمامہ مرحمت فرمایا جو کہ مکہ میں داخلے کے وقت آپ ﷺ کے سر مبارک پر تھا۔ عمیر بن وہب صفوان بن امیہ کو یمن کے قریب سے واپس لائے اس نے حضور اکرم ﷺ سے دو مہینہ کی مہلت طلب کی، آپ ﷺ نے چار مہینہ کی مہلت عطا فرمائی۔ ابن زبیر شاعر بھی نجران کی طرف بھاگ گیا تھا۔ لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر واپس آیا اور ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی شوہر ام ہانی کے ساتھ یمن کی فتح کے وقت مکہ چلا گیا تھا اور وہیں حالت کفر مر گیا۔

عزی کے بت کدہ کا انہدام :

پھر اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مکہ کے قرب وجوار کی طرف سرایا روانہ فرمائے۔ لیکن ان کو قتال سے منع فرما دیا۔ ان کے علاوہ خالد بن ولیدؓ، بنو جذیمہ بن عامر بن منات، بن کنانہ کی طرف روانہ کئے گئے۔ انہوں نے بنو جذیمہ سے لڑائی کی اور مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ جب حضرت خالد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس مال و

Marfat.com

اسباب کو حضرت علیؓ کی معرفت ہو جذیمہ کو واپس کر دیا اور ان کے مقتولین کا خون بہا بھی ادا کیا۔ اس کے بعد پھر حضرت خالدؓ کو عزیٰ کی جانب روانہ کیا۔ قبائل مضر و کنانہ اس کی جاہلیت میں بے حد تعظیم کرتے تھے اور اس کی مجاورت ہو شیبان قبیلہ ہو سلیم حلفاء ہو ہاشم کے قبضہ میں تھی۔ خالد بن ولیدؓ نے اس کو منہد کر دیا۔

انصار کی تالیفِ قلوب :

فتح مکہ کے بعد انصار کو حضور اکرم ﷺ کے غیر معینہ مدت تک قیام سے یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید آپ ﷺ اب مکہ ہی میں قیام فرمائیں گے۔ مدینہ تشریف نہیں لے جائیں گے۔ اس وجہ سے ان کو کچھ صدمہ ہوا وہ آپس میں اس سلسلے میں کچھ باتیں لگے، حضور اکرم ﷺ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو باہر تشریف لائے، انصارؓ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور فرمایا "کہ ہماری زندگی و موت تمہاری زندگی و موت سے وابستہ ہے۔"

ہو ہوازن اور ہو ثقیف :

یوں تو مکہ کی فتح سے پہلے عربوں کو حضور اکرم ﷺ کی مسلسل کامیابیوں سے آپ ﷺ کی نسبت ایک خاص خیال پیدا ہو گیا تھا اور ان کی رگوں میں جوشِ انتقام یا حسد و رشک کا خون دوڑ رہا تھا۔ وہ پرانی عداوتوں کا خیال اپنے دل سے بھلا کر ایک دوسرے سے راہ و رسم پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ چنانچہ ہوازن و ثقیف اسی وقت سے جب حضور اکرم ﷺ مدینہ سے بقصد مکہ روانہ ہوئے تھے چوکنے اور ہوشیار ہو گئے تھے۔ لیکن فتح مکہ کے بعد یہ سمجھ کر کہ حضور اکرم ﷺ شاید ہم پر حملہ کر دیں گے ہو نضیر میں مالک بن عوف کے پاس مسلمانوں کے خلاف جمع ہوئے اس جلسہ و مشورے میں ہو نضر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن، ہو جشم بن معاویہ، ہو سعد

Marfat.com

بن بکر اور چند آدمی ہو ہلالی بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ کے اور ان کے اخلاف وہو مالک بن ثقیف بن بکر شریک تھے ہو ہوازن میں سے کعب وکلاب شریک نہیں ہوئے۔ ہو جشم کے ہمراہ ان کا سردار درید بن اصمۃ بن بکر بن علقمہ بن خزاعہ بن جشم بھی تھا۔ گو اس کو بڑھاپے نے کسی کام کا نہ رکھا تھا۔ بہ مشکل تمام اپنے مقام سے حرکت کر سکتا تھا۔ لیکن اس کو جہاں دیدہ و جنگ آزمودہ اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے صلاح و مشورہ کی غرض سے ساتھ لے لیا تھا۔ ثقیف میں قارب بن الاسود ابن مسعود بن معتب اور ہو مالک بن ذوالخمار سبیع بن الحرث بن مالک اور اس کا بھائی احمس سردار تھا اور ان سب کا سردار مالک بن عوف ہو نضیر کا سردار بنایا گیا تھا۔

درید بن اصمۃ کی مالک کو نصیحتیں :

جب وقت عرب کا یہ گروہ اوطاس میں پہنچا درید بن اصمۃ نے مالک بن عوف سے کہا!!

مالی اسمع رعاء البعیر و نهاق الحمیر یعار الشاء
و بکاء الصغیر

مجھے کہا ہے کہ میں اونٹوں کا بلبلانا اور گدھوں کا چیخنا اور
بکریوں کا بولنا اور بچوں کا رونا سن رہا ہوں،

مالک نے جواب دیا کہ میں نے لوگوں کو مع ان کی اولاد اور مال و اسباب کے لڑائی پر نکالا ہے تاکہ ان ہی کے خیال سے سینہ سپر ہو کر بہادری سے لڑیں، درید بن اصمۃ نے کہا خدا کی قسم تو نے غلطی کی کیا کوئی چیز جو اس کے ساتھ ہوتی ہے واپس لے کر جاتا ہے اگر تجھ کو فتح نصیب ہوئی تو تجھ کو ہتھیاروں کے سوا کوئی چیز فائدہ نہ پہنچائے گی۔ اور اگر شکست ہوئی تو تو نے اہل و عیال کو بدنام و رسوا کیا یہ کہہ کر اس نے کعب و کلاب کا حال دریافت کر کے ان کے نہ شریک ہونے کا افسوس کیا اور مالک کی طرف پھر مخاطب

Marfat.com

ہو کر کہنے لگا مالک تجھے یہ کیا ہو گیا ہے ہوازن کو تو کیوں اژدہے کے منہ میں لئے جاتا ہے یہ اس کا ایک لقمہ بھی نہ ہو گا تو نے مفت میں ان کو غیر بلاد میں لا کر تباہ کیا خیر جو کچھ کیا اچھا کیا بہتر یہ ہو گا کہ بچوں اور عورتوں کو ساقہ میں یعنی سواران لشکر کے پیچھے رکھ۔ اگر تیری فتح یابی ہوئی تو یہ تجھ سے آملیں گے۔ اور اگر تو کسی آفت ناگہانی میں مبتلا ہو گیا تو یہ دشمنوں کی دست برد سے محفوظ رہیں گے" مالک نے یہ تقریر نہایت حقارت کی نگاہوں سے سن کر اس پر کچھ توجہ نہ کی۔

ذات انواط کا واقعہ :

حضور اکرم ﷺ نے ان کی آمد کی خبر سن کر عبداللہ بن ابی حدووالا سلمٰی کو جاسوسی پر مقرر کیا اور صفوان بن امیہ سے سوزرہیں اور بعض کہتے ہیں چار سوزرہیں مستعار لے کر بارہ ہزار مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کے ارادے سے پیش قدمی فرمائی۔ دس ہزار صحابی تو وہ تھے جو مدینہ سے آپ ﷺ کے ہمراہ آئے تھے اور دو ہزار مسلمانان فتح مکہ سے تھے مکہ میں عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ ان لوگوں کے علاوہ جو اس واقعہ میں آپ ﷺ کے ہمراہ گئے تھے ان میں عباس بن مرداس اور ضحاک بن سفیان کلابی اور چند لوگ عبس و ذبیاں و مزینہ و ہو اسد کے تھے۔ راستے میں سدر کے درخت کی طرف سے ہو کر گزرے۔ جس کو عرب ایامِ جاہلیت میں ذات انواط کے نام سے یاد کرتے اور اس کی تعظیم و طواف کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمایئے۔ جیسا کہ ان کے لئے ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سوال سے ناراض ہو کر ارشاد فرمایا..... "تم نے مجھ سے ویسا ہی کہا ہے جیسا کہ قوم موسیٰؑ نے کہا تھا کہ ہمارے لئے بھی ان کے خدا کی طرح ایک خدا بنا دو قسم ہے۔ اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ

Marfat.com

تم لوگ ان لوگوں کا راستہ اختیار کرو گے جو تم سے پیشتر گزر چکے ہیں۔ خبر دار ایسے خیالات کو اپنے دل میں ہر گز جگہ نہ دو۔"

جنگِ حنین :

یکم شوال ۸ ہجری کو حضور اکرم ﷺ تہامہ کی وادیوں میں سے وادیٔ حنین میں پہنچے رات ہی کے وقت سے ہوازن وادی حنین کے دونوں جانب خفیہ ٹھکانوں میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ جس وقت لشکر اسلام اس وادی سے ہو کر گزرا کفار نے خفیہ ٹھکانوں سے نکل کر اچانک حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کا لشکر اس اچانک حملہ سے منتشر ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو واپس آنے کے لئے آواز دی۔ لیکن وہ واپس نہ ہو سکے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و علیؓ و عباسؓ و ابو سفیان بن الحرث اور ان کے لڑکے جعفر، فضل قثم عباس کے بیٹے اور ان کے علاوہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی ایک جماعت تھی۔ آپ ﷺ اپنے سفید خچر دلدل پر سوار تھے۔ اور حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ کے کہنے سے صحابہؓ کو پکارا۔ صحابہؓ نے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ لیکن کفار کے ہجوم نے روک دیا۔ مجبور ہو کر وہیں ٹھہر گئے اور لڑنے لگے۔ جنگ کی حالت بظاہر مسلمانوں کے خلاف نظر آ رہی تھی۔ ہو ہوازن لڑتے لڑتے حضور اکرم ﷺ کے قریب پہنچ گئے۔ مسلمانوں کو اس پہلے حملہ میں شکست ہوئی تھی۔

ہو ہوازن کا پسپا ہونا :

جب حضور اکرم ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر دلدل کو آگے بڑھایا تو اس آواز کے سنتے ہی ارد گرد سو کے قریب صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے اور سب کے سب نے ایک مجموعی قوت و طاقت سے حملہ کر دیا۔ ہو ہوازن پسپا ہو کر پیچھے ہٹے، مسلمانوں نے ان کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ان

Marfat.com

کے لڑکوں، عورتوں کو قید کر لیا۔ مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ ہو مالک کے ستر آدمی اس معرکہ میں کام آئے۔ ان کے علاوہ ذوالخمار اور اس کا بھائی عثمان پسران عبداللہ بن ربیعہ بن الحرث بن حبیب تھا۔ قارب بن الاسود سردار احلافِ ثقیف جنگ کی ابتداء ہی سے اپنا علم چھوڑ کر بھاگ گیا اس وجہ سے ان میں سے کوئی مارا نہیں گیا۔ مالک بن عوف نصری نے اپنی قوم کی ایک جماعت کو لے کر طائف میں جا کر دم لیا۔ ہوازن کے کچھ لوگ اوطاس کی طرف بھاگے، لشکرِ اسلام نے ان کا پیچھا کیا، درید بن اصمۃ اسی کش مکش میں ربیعہ بن رفیع بن اہیان بن ثعلبہ بن یربوع بن سماک بن عوف بن امراء لقیسؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔

ہو ہوازن کا تعاقب :

حضور اکرم ﷺ نے ان ہو ہوازن سے لڑنے کے لئے ابو عامر اشعریؓ ابو موسیٰ اشعریؓ کے چچا کو روانہ کیا۔ جو اوطاس کے ایک کھجور کے باغ میں پناہ گزیں تھے۔ جب ابو عامر سلمہ بن درید بن اصمۃ کے تیر سے شہید ہو گئے تو ابو موسیٰ اشعریؓ نے اسلام کا علم لے کر نہایت شدت سے حملہ کیا اور اپنے چچا کے قاتل کو مار ڈالا۔ مشرکین باغ سے نکل کر بھاگے۔ ہو نضر بن معاویہ سے رباب میں قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ ہوازن کے جتنے لوگ اس معرکہ میں آئے تھے سب کے سب مارے گئے۔ مسلمانوں میں سے چار آدمی ا۔ ایمن بن ام ایمن، ۲۔ یزید بن زمعہ بن الاسود، ۳۔ سراقہ بن الحرث عجلانی، ۴۔ ابو عامر اشعری رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔

طائف کا محاصرہ :

واقعہ حنین سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے قیدیوں اور مالِ غنیمت کو جعرانہ میں جمع کرنے کا حکم فرمایا اور ان کی حفاظت کے لئے مسعود بن عمرؓ و

Marfat.com

غفاریؓ کو مقرر کر کے طائف کا رخ کیا۔ لیکن آپ ﷺ کے پہنچنے سے پہلے ثقیف نے طائف میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا تھا اور اہل طائف کو اپنا ہمدرد بنالیا۔ حنین سے طائف آتے ہوئے حصن مالک بن عوف نصری سے ملاقات ہوئی حضور اکرم ﷺ نے وائی قلعہ سے اسلام قبول کرنے کو کہا، جب اس نے انکار کیا تو آپ ﷺ کے حکم سے منہدم کر دیا گیا، بعینہ یہی واقعہ اطم کے ساتھ بھی پیش آیا جو بنو ثقیف میں کسی شخص کا تھا۔

طائف کے سرداروں میں سے عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ چونکہ اس واقعہ سے پیشتر فنون جنگ کی تعلیم کی غرض سے حرش گئے ہوئے تھے اس وجہ سے نہ تو وہ حنین میں شریک ہوئے تھے اور نہ طائف کے حصار کے وقت اس کو کچھ مدد پہنچا سکے۔ اگرچہ ان کو اس محاصرہ کی خبر پہنچی تھی۔ لیکن انہوں نے اپنی غیر حاضری کو ایسے نازک اور خطرناک وقت میں حاضری سے زیادہ بہتر سمجھا۔

مجاہدین کی واپسی :

حضور اکرم ﷺ تقریباً بیس روز تک طائف کا محاصرہ کئے رہے۔ اس دوران محاصرہ میں اہل قلعہ تیر و پتھر برساتے تھے اور اسلامی لشکر آپ ﷺ کے حکم سے منجنیق کے ذریعہ سے ان کے مضبوط قلعہ پر پتھر برساتے تھے۔ ایک مرتبہ چند صحابہ کرامؓ نے ایک خندق کھود کو طائف کے شہر پناہ تک جانے کا قصد کیا۔ اہل طائف نے ان پر تیر و پتھر برسانا شروع کر دئے۔ جس سے وہ ناکام ہو کر نقصان کے ساتھ واپس آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے باغ کٹواڈالے اس پر بھی جب حصار نہ ٹوٹا اور اہل طائف نے باغات کی بربادی پر کچھ افسوس و صدمہ نہ کیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے صلاح و مشورہ کر کے حصار چھوڑ کر جعرانہ کا رخ کیا جہاں پر ہوازن کے قیدی اور اموالِ غنیمت جمع تھا۔

Marfat.com

طائف کے قرب وجوار کے قبائل کی اطاعت :

ان ایام میں جب کہ طائف کا آپ ﷺ حصار کئے ہوئے تھے طائف کے گرد ونواح کے رہنے والے اکثر لوگ خود اور بعض وفود کی شکل میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ دورانِ محاصرہ میں مسلمانوں میں سے سعید بن سعید بن العاص، عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ، برادرام سلمہ، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ عنزی حلیف بنو عدی اور ان کے علاوہ بارہ صحابی جس میں چار انصار صحابی رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔

ہوازن کا وفد :

جس وقت آپ ﷺ جعرانہ پہنچے ابھی قیدیوں اور مال غنیمت کی تقسیم کی نوبت نہیں آئی تھی کہ ہوازن کا وفد آیا اور اس نے ان کے اسلام لانے اور امان کی خواہش ظاہر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اہل و عیال کو واپس لینا چاہتے ہو یا مال واسباب کو۔ ہوازن کے وفد نے عرض کیا کہ ہم لوگ اپنے اہل وعیال کو چاہتے ہیں تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کچھ میرا اور بنو مطلب کا حصہ تھا وہ سب تمہارا ہے لیکن وہ حصہ جو مہاجرین و انصار کا ہے اس کی بابت تم لوگ بعد نماز ظہر کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ ہم لوگ مسلمانوں سے بذریعہ رسول اللہ ﷺ اور رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں کے ذریعہ اپنے اہل و عیال کی سفارش کرتے ہیں میں اس وقت وہ حصہ بھی تم کو دے دوں گا، امید ہے کہ مہاجرین اور انصار دونوں راضی ہو جائیں گے۔

بنو ہوازن کو امان :

جب حضور اکرم ﷺ ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ہوازن کے وفد نے کھڑے ہو کر کہا۔!.....

انا نستشفع برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

Marfat.com

الی المسلمین و بالمسلمین انی رسول اللّٰہ
فی ابناء بنا و نسائنا ○
ہم رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں سے اور مسلمانوں کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی اولاد اور عورتوں کی سفارش کرتے ہیں۔
حضور اکرم ﷺ نے فرمایا!.....
اماما کان لی و لبنی عبدالمطلب فھو لکم
جو میرا اور بنی عبد المطلب کا حصہ ہے وہ سب تمہارا ہے۔
مہاجرینؓ وانصارؓ نے یہ سن کر جواب دیا۔!.....
ما کان لنا فھو لرسول اللّٰہ
جو ہمارا حصہ ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔
لیکن اقرع بن حابس و عینیہ بن حصن اور ان دونوں کے قبیلوں نے اس سے انکار کیا۔ اسی طرح عباس بن مرداس نے بھی انکار کیا اور بو سلیم نے کہا کہ جو ہمارا حصہ ہے اس کے مالک رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کی عورتوں اور اولاد کو واپس کر دیا۔ جس نے اس بات کو ناپسند کیا اس کو اس کا معاوضہ دے دیا گیا۔

رسول اکرم ﷺ کی رضاعی بہن :

انہیں ہوازن کی قیدیوں میں حضور اکرم ﷺ کی رضاعی بہن شیما بھی تھیں۔ جو قبیلہ ہوازن میں بو سعد بن بکر سے حرث بن عبد العزیٰ کی لڑکی تھیں۔ جس وقت یہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں تمہاری رضاعی بہن ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی دلیل پیش کرو۔ شیما نے کہا یہ نشان تمہارے دانت کے ہیں تم نے لڑکپن میں کاٹ لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "کہ اگر تم میرے پاس رہنا پسند کرتی ہو تو میں تم کو انتہائی

Marfat.com

عزت واحترام سے رکھوں گا اور اگر تم اپنی قوم میں جانا چاہو تو تم کو اس بات کا اختیار ہے۔ شیما نے آخری بات کو پسند کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو ان کی قوم میں بھیج دیا۔

مال غنیمت کی تقسیم :

اب باقی رہا مال واسباب اس میں سے آپ ﷺ نے مسلمانوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ زیادہ زیادہ حصہ ان مسلمانانِ قریش کو عطا فرمایا جن کی تالیف قلوب مقصود تھی اور وقت فتح یا فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے۔ بعض کو ان میں سے سو سو حصے اور بعض کو پچاس پچاس اور بعض کو ان دونوں کے درمیان میں سخ حصہ دیا۔ ان لوگوں کو مولفۃ القلوب کہتے ہیں۔ یہ لوگ چالیس افراد پر مشتمل تھے۔ ان کے علاوہ ابو سفیان اور ان کا لڑکا معاویہ ، حکم بن حزام ، صفوان بن امیہ مالک بن عوف اور عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر واقرع بن حابس وغیرہ ، ان لوگوں کو سو سو حصے دئے گئے تھے۔ اور عباس بن مرداس کو پہلے پچاس حصہ دئے گئے۔ لیکن جب اس نے اپنے متعلق اشعار پڑھے جس سے ان کی ناراضگی ظاہر ہوتی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا!.....

اقطعو اعنی لساند فاتمو الیه المانة

مجھ سے اس کی زبان کو روک دو پس سو اس کے بھی پورے کر دو۔

مالِ غنیمت کی تقسیم پر انصار میں ناراضگی :

مسلمانان مولفۃ القلوب کو اس قدر کثیر حصہ دینے سے انصارؓ کے دل میں ایک گونہ خیال کا پیدا ہونا کچھ تعجب خیز نہ تھا وہ لوگ دل ہی دل میں کسی قدر کشیدہ خاطر اور بد دل ہو گئے بڑے بوڑھے تو یہ بات زبان تک نہ لائے لیکن نوجوانوں کے دماغ میں اس کے علاوہ یہ ایک بات اور سما گئی کہ

Marfat.com

اب رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کے ہوتے ہوئے اپنا آبائی گھر چھوڑ کر مدینہ منورہ کیوں جائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس احساس کو اپنی فراست سے پہچان لیا اور انصارؓ کو جمع کر کے فرمایا میں نے ان لوگوں کو زیادہ حصہ اس وجہ سے دیا ہے کہ یہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں میں ان کی تالیف قلوب کرنا چاہتا ہوں کیا تم لوگ اس بات سے خوش نہ ہو گے کہ اور لوگ تو بکری، اونٹ اور ساز و سامان لے کر اپنے مکانوں کو جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے مقامات پر جاؤ اگر ہجرت ایک تقدیری حکم نہ ہوتا تو میں بھی انصارؓ ہی میں سے ہوتا اگر انصارؓ ایک راستہ پر چلیں اور اور لوگ دوسرا راستہ اختیار کریں تو میں بے شک انصارؓ کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصارؓ اور انصارؓ کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر رحم کر" انصارؓ یہ سن کر خوش ہو گئے۔ ان کے دل میں جو کچھ خیالات تھے وہ سب رفع دفع ہو گئے۔ اس کے بعد جعرانہ سے عمرہ کی غرض سے مکہ کا ارادہ فرمایا، اور وہاں پہنچ کر عتاب بن اسید ایک نوجوان شخص کو جس کی عمر بیس برس سے کچھ زیادہ تھی مکہ کا حاکم مقرر فرمایا اور معاذ بن جبل کو قرآن و احکام دینی کی تعلیم کی غرض سے ان کے پاس چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ڈھائی مہینہ بعد جب کہ چھ روز ذیقعدہ ۸ ہجری کے باقی تھے آپ ﷺ مع صحابہؓ کے مدینہ میں داخل ہوئے۔

عتاب بن اسید :

عتاب بن اسید نہایت زاہد و باشرع اور صالح نوجوان تھے۔ انہوں ہی نے سب سے پہلے اسلام میں امیر ہو کر مسلمانوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ اس سال تمام مسلمانوں نے حج اسی صورت سے ادا کیا جس طرح اس سے پیشتر عرب زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

غیر مسلموں سے رواداری کا حکم :

اسی سال حضور اکرم ﷺ نے عمرو بن العاص کو جیفر و عبد پسران جلندی کے پاس عمان کی طرف صدقات وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جیفر و عبد نے خوشی خوشی اس حکم کی اطاعت کی۔ نیز اسی سال آپ ﷺ نے مالک بن عوف کو ان کی مسلمان قوم اور ثقیف کا جو طائف کے قریب وجوار میں رہتے تھے سردار مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے ان پر زیادہ سختی نہ کی جائے بلکہ تالیف قلوب کا خیال رکھنا یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو لوگ کہ فتح مکہ کے وقت یا بعد میں ایمان لائے اور اسلام میں داخل ہوئے اور مؤلفۃ القلوب کے نام سے موسوم ہوئے۔ وہ اگرچہ اور صحابہؓ سابقین اولین مہاجرین وانصارؓ سے درجہ میں ذرا کم ہیں۔ لیکن ان کا بھی اسلام نہایت اچھا ہوا اور وہ اس زمانہ کے اعلیٰ درجہ کے دین دار مسلمان سے خواہ وہ کسی درجہ کا ہوا افضل ہیں کیونکہ یہ نعمت و فضلیت کہ انہوں نے حالتِ اسلام رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، دوسروں کو ہرگز ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابراہیم کی پیدائش :

اسی سال بطن ام المؤمنین حضرت سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ابراہیم بن محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے کعب ابن عمیرؓ کو ذات اطلاع سرزمین شام کی طرف قضاعہ کے ایک گروہ کے پاس اسلام کی دعوت دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ان کے ہمراہ پندرہ آدمی تھے۔ قضاعہ اور اس کے سردار سدوس نے کعب ابن عمیرؓ اور ان کے ساتھیوں کو مار ڈالا ان میں سے صرف ایک مسلمان نہ جانے کس طرح سے اپنی جان بچا کر مدینہ منورہ واپس آئے۔

Marfat.com

کعب ابن زہیر کو امان وانعام :

آغاز ۹ ہجری میں طائف سے واپسی کے بعد کعب ابن زہیر شاعر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اس سے پیشتر اس کا خون آپ ﷺ نے جائز کر دیا تھا۔ لیکن جس وقت اس نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور اپنا معروف قصیدہ جس کا یہ مطلع ہے ؎

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول :-: متیم اثر هالم نهذ مکبول

ترجمہ : سعاد کے جانے کے بعد میرا دل پارا پارا ہے۔ اس کے نشانات کا غلام ہے اور اس سے الگ نہیں ہے بلکہ اس کی محبت میں مقید ہے۔

حضور ﷺ نے پڑھا تو آپ ﷺ نے اس کے صلہ میں اپنی چادر مرحمت فرمائی جس کو اس کے انتقال کے بعد کعب بن زہیر کے ورثاء سے حضرت امیر معاویہؓ نے خرید لیا تھا اور اس کو ایک زمانہ تک خلفاء تبرکاً حفاظت سے رکھتے چلے آرہے تھے۔

بنو اسد کا قبول اسلام :

اس واقعہ کے بعد بنو اسد کے وفود حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور ایمان لائے۔ ان میں ضرار بن الازور بھی تھے۔ ان لوگوں نے اسلام لانے کے بعد فخریہ کہا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ قبل اس کے کہ ہمارے پاس کسی کو تبلیغ کی غرض سے آپ ﷺ بھیجتے ہم لوگ خود حاضر ہو گئے۔ اس پر اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی !.....

یمنون علیك ان اسلموا قل لاتمنوا علیٰ اسلامکم بل اللّٰه یمن علیکم ان هداکم للا یما ن ان کنتم صٰدقین ○

Marfat.com

لوگ اپنے اسلام کا آپ ﷺ پر احسان جتاتے ہیں۔ آپ ﷺ فرمادیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان عطا فرمایا۔

اس وفد کے بعد دو وفد ماہ ربیع الاول میں اور آئے اور رویفع بن ثابت البلوی کے یہاں مقیم ہوئے۔

ہرقل کی جنگی تیاریاں :

اس غزوہ کا اصلی محرک خود ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ تھا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی مسلسل کامیابیوں کا سن کر حملہ کی تیاری کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر آپ ﷺ کو بھی ہو گئی تو آپ ﷺ نے ماہ رجب ۹ ہجری میں رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دے دیا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ طویل مسافت، دشمنانِ دین کی سختی فصل اور میوہ جات نیز سایہ کی کمی، موسم گرم ہونے کی صعوبتوں دشوار گزار راستوں اور دشواریوں کو بھی بیان فرمادیا۔ ورنہ اس سے پہلے اکثر اس بات کے اظہار کے بغیر کہ کس راہ پر اور کس طرف جانا ہو گا۔ آپ ﷺ مدینہ سے پیش قدمی فرمایا کرتے تھے، اور صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ منافقین میں سے بھی کوئی چون وچرا نہ کرتا تھا۔

منافقین کی سازشیں :

اس مرتبہ چوں کہ آپ ﷺ نے پہلے ہی اپنے ارادے کو ظاہر فرما دیا۔ اس وجہ سے منافقین لوگوں کو بھکانے لگے اور اس فکر میں لگ گئے کہ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو غزوۂ میں جانے سے روکیں۔ چنانچہ اس گروہ کے کچھ لوگ ایک یہودی کے مکان میں جمع ہو کر صلاح و مشورہ کرتے اور لوگوں کو بہکانے کی فکر کرتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ نے طلحہ بن عبید اللہ کو اس مکان کے جلا دینے اور ویران کر دینے کا حکم دے دیا۔ ہو سلمہ سے ابن قیس

Marfat.com

اور چند اعراب نے بہانہ کر کے مکان میں ٹھہرے رہنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی اور ان سے سخت ناراض ہوئے۔ یہ حال تو ان منافقین کا تھا۔

مسلمانوں کا جذبہ ایثار اور شوق شہادت :

حضور اکرم ﷺ نے جس وقت لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور مال واسباب کے فراہم کرنے کو فرمایا تو جو چیز جس کے پاس تھی اس نے لا کر حاضر کر دی۔ اس غزوہ میں سب سے زیادہ مال و اسباب حضرت عثمان بن عفانؓ نے دیا، بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار سرخ دینار اور نو سو اونٹ مع اسباب کے اور سو گھوڑے دیئے تھے۔ بعض وہ غریب صحابیؓ جن کے پاس کچھ نہ تھا وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور سواری کے لئے عرض کیا۔ آپ ﷺ کے پاس اس وقت کوئی سواری موجود نہ تھی۔ آپ ﷺ نے جواب دے دیا۔ وہ بیچارے روتے ہوئے لوٹے۔ راستہ میں یامین بن عمیر نضری مل گئے۔ انہوں نے ان سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ نہ تو ہمارے پاس سواری ہے اور نہ ہم میں اس قدر استطاعت ہے کہ خرید کر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد میں چل سکیں۔ ہم لوگ سواری کی فکر میں حضور اکرم ﷺ کے پاس گئے تھے۔ آپ ﷺ نے جواب دے دیا۔ یامین بن عمیر کا دل یہ سن کر بھر آیا اور انہوں نے اسی وقت ان کے لئے اونٹ خرید کر دیئے،

لشکرِ اسلام کی روانگی :

جب صحابہؓ ہمہ تن مستعد و تیار ہو گئے تو مدینہ میں محمد بن مسلمہ اور بعض کے مطابق سباع بن عرفطہ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو اپنا نائب مقرر کر کے پیش قدمی فرمائی تو منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول ایک گروہ لے کر آپ ﷺ کے ہمراہ ہو گیا۔ لیکن تھوڑی دور چل کر مع اپنے ہمراہیوں کے واپس چلا آیا۔ حجر میں پہنچ کر آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا

Marfat.com

کہ یہ شہر ثمود کا ہے۔ اس کا پانی تم میں سے کوئی استعمال نہ کرے اور اس پانی سے گندھے ہوئے آٹے کو اونٹوں کو کھلا دے اور نیچے کر کے روتے ہوئے اس طرح سے چلیں کہ کوئی شخص تنہا قافلہ سے نہ نکلے۔ اتفاقاً دو شخص ہو ساعدہ سے علیحدہ علیحدہ نکلے ایک کا دم گھٹ گیا جو آپ ﷺ کے مس کرنے سے اچھا ہو گیا اور دوسرے کو ہوا نے طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا۔ جن کو ایک مدت کے بعد اہلِ طے نے آپ ﷺ کی خدمت میں واپس کیا۔

منافقین کے شبہات واعتراضات :

آگے بڑھے تو راستے میں آپ ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ منافقین کو بات مل گئی آپس میں کہنے لگے کہ محمد ﷺ تو یہ دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ہم کو آسمان سے خبریں ملا کرتی ہیں۔ ہم آسمانی حالات کو جانتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اپنی اونٹنی کا حال تک نہیں جانتے کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا خدا میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میرے رب نے جو کچھ مجھے سکھا دیا ہے اور اب میں بہ الہام الہٰی کہتا ہوں کہ اونٹنی فلاں مقام پر ہے۔ اس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے جس سے وہ رکی ہوئی ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے ایک صحابیؓ کو بھیج کر اونٹنی کو منگوالیا۔ یہ بات کہنے والا منافق زید بن اللصیت قبیلہ قینقاع سے تھا کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد اس نے توبہ کر لی تھی اور مخشی بن حمیر تائب ہو گیا تھا اور یہ دعا کی تھی کہ اس گناہ کے کفارہ میں ایسے مقام پر شہید کیا جاؤں جہاں میرا نام و نشان نہ ملے، اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اکیدر بن عبد الملک والی دومۃ الجندل کی اطاعت :

الغرض جب حضور اکرم ﷺ تبوک پہنچے تو آپ ﷺ کی آمد کی خبر سن کر یحنہ بن رویہ صاحب ایلہ اور اہل حرباد اذرح آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور جزیہ دے کر صلح کر لی، آپ ﷺ نے ہر ایک کے لئے صلح نامہ

Marfat.com

لکھ کر اسی مقام سے خالد بن ولید کو اکیدر بن عبد الملک والی دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا۔ اکیدر بن عبد الملک کندہ کا بادشاہ تھا۔ اور نصرانی مذہب سے تعلق رکھتا تھا اور دومۃ الجندل کا حکمران تھا۔ آپ ﷺ نے روانگی کے وقت خالد بن ولید کو اس امر سے مطلع فرمادیا تھا کہ اکیدر تم کو شکار کھیلتا ہوا ملے گا۔ اتفاق سے اکیدر ایک روز پیشتر شکار کھیلنے کو اپنے قلعہ سے نکل آیا تھا۔ شکار کے شوق نے اس کو شب بھر قلعہ کے باہر رکھا۔ صبح ہونے تک خالد بن ولیدؓ پہنچ گئے اور اس کو گرفتار کر کے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے اس سے جزیہ لے کر صلح کر کے اس کو لوٹا دیا۔

مجاہدین کی واپسی :

آپ ﷺ بیس روز تک تبوک میں مقیم رہے نہ تو کوئی عرب میں سے مقابلہ پر آیا اور نہ رومیوں نے سامنا کیا۔ اکیسویں روز وہاں سے کوچ کر کے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں اتنا تھوڑا سا پانی ملا جس سے ایک دو شخص کے سوا کسی اور کو سیراب نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آپ ﷺ کی ممانعت کے باوجود منافقین میں سے دو شخصوں نے اس پانی کو ضائع کیا۔ آپ ﷺ ان سے نہایت ناراض ہوئے اور باقی پانی میں اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔ اللہ جل شانہ نے آپ ﷺ کی دعا سے وہ پانی اتنا وافر کر دیا کہ تمام لشکر کو کافی ہو گیا۔

منافقین کی مسجد کا منہدم کرنا :

جب آپ ﷺ مدینہ کے قریب پہنچے تقریباً ایک گھنٹہ کا راستہ رہ گیا ہو گا کہ آپ ﷺ نے مالک بن دخشم سالمی اور معن بن عدی عجلی کو مسجد ضرار کو ڈھانے کے لئے بھیجا۔ اس مسجد کو منافقین نے بنایا تھا۔ جس وقت آپ ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے جا رہے تھے۔ منافقین نے آکر یہ التجا کی کہ آپ ﷺ اس مسجد میں نماز پڑھتے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت سفر میں

Marfat.com

ہوں اور ایک ضروری کام انجام دینے جارہا ہوں۔ واپسی کے بعد دیکھا جائے گا۔ واپسی کے وقت آپ ﷺ کے حکم سے مالکِ و معن نے اس کو منہدم کر کے اس کے سامان کو جلادیا۔

منافقین اور سورۂ برأت :

اس غزوۂ میں بو سلمہ سے کعب بن مالک اور بو عمرو بن عوف سے مراۃ بن الربیع اور ہلال بن امیہ بن واقف حالانکہ صالحین صحابہؓ میں سے تھے مگر شریک نہیں ہوئے۔ اسی وجہ سے بحکم رسول اللہ ﷺ پچاس دن تک ان لوگوں سے نہیں کوئی بولتا تھا اور نہ ان سے کوئی معاملہ کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کی توبہ قبول ہوئی۔ وہ لوگ جو بلا کسی عذر کے اس غزوہ میں نہیں گئے تھے۔ وہ تقریباً تیس افراد تھے۔ سورۂ برأت ان منافقین کی بابت نازل ہوئی ہیں۔ یہ آخری غزوہ تھا جس میں یہ بنفس نفیس حضور اکرم ﷺ شریک ہوئے تھے۔

عروہ بن مسعود کی شہادت :

جس وقت حضور اکرم ﷺ طائف کا حصار چھوڑ کر جعرانہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے آئے اور وہاں سے مدینہ تشریف لا رہے تھے۔ راستہ میں عروہ بن مسعود طائف کے سردار آکر ملے اور نہایت سچائی سے ایمان لا کر آپ ﷺ کی اجازت سے طائف والوں کو دعوت اسلام دینے کی غرض سے لوٹ گئے۔ واپسی کے بعد ایک روز جب کہ وہ اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہوئے اذان دے رہے تھے کہ کسی شخص نے تیر مارا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ عروہ نے اپنے انتقال کے وقت اپنے خون کا قصاص لینے سے منع فرمادیا تھا اور یہ وصیت کی تھی کہ شہدائے مسلمین کی قبور میں دفن کیا جائے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے لڑکے ابوالملیح اور قارب بن الاسود بن مسعود مدینہ منورہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

Marfat.com

بنو ثقیف کی اطاعت :

اگرچہ مالک بن عوف پہلے سے ہی بنو ثقیف پر سختی کر رہے تھے ان کی تجارت اور ان کی آمدورفت بند کر رکھی تھی۔ ان کے مویشیوں کو چھین لیتے تھے۔ ان کی نقل و حمل پر پابندی تھی۔ وقت ضرورت ان کے آدمیوں سے بیگار لاتے تھے لیکن اس کے باوجود بنو ثقیف کے قلوب اسلام کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کو غزوہ تبوک سے حضور اکرم ﷺ کی واپسی کی خبر پہنچی اس وقت ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب عربوں میں حضور اکرم ﷺ سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ ہم ان کے مقابلہ پر جاسکتے ہیں، لہذا انہوں نے عبدیالیل بن عمرو بن عمیر کو منت سماجت کر کے حضو اکرم ﷺ کی خدمت میں امان طلب کرنے اور اظہار اسلام و بیعت کی غرض سے بھیجنا چاہا۔ لیکن عبیدیالیل کو عروہ کے خلاف توقع شہادت نے مدینہ کی طرف نہ جانے دیا۔ جب تک کہ اس نے ان کے احلاف میں سے دو شخصوں کو اور تین آدمیوں کو ہو مالک سے اپنے ہمراہ نہ لے لیا۔

عبدیالیل کی مشروط اطاعت :

رمضان ۹ ہجری کو عبدیالیل اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بیعت اور قبولِ اسلام کی غرض سے مدینہ پہنچے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو مسجد کے ایک قبہ میں ٹھہرایا۔ خالد بن سعید بن العاص ان سب کی طرف سے وکیل تھے جب تک خالد نہ کھاتے عبدیالیل اور ان کے ہمراہی بھی نہ کھاتے انہوں نے آپ ﷺ سے خالد بن سعید کے ذریعہ سے یہ تین امور پیش کئے۔

(۱)..... یہ کہ تین برس تک لات (ایک بت کا نام ہے) نہ توڑا جائے۔ اس خیال سے کہ ان کی عورتیں اور ان کی اولاد اس کے زیادہ معتقد اور اس کی طرف زیادہ راغب ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو اسلام سے محبت پیدا ہو جائے۔

Marfat.com

(۲)..... یہ کہ نماز معاف کر دی جائے۔
(۳)..... یہ کہ ان کے بت خود ان کے ہاتھوں سے نہ تڑوائے جائیں۔ حضور اکرم نے ان استدعاؤں کو سن کر پہلی استدعا سے قطعاً انکار فرمایا۔ بلکہ اس سے ناراضگی ظاہر فرمائی۔ دوسرے استدعا کی نسبت ارشاد فرمایا کہ !.....

لاخیر فی دین لاصلوٰۃ فیه

اس دین میں کوئی بہتری نہیں ہے جس میں نماز نہیں۔

تیسری استدعا کی بابت فرمایا یہ ممکن ہے۔ عبدیالیل اور ان کے ہمراہیوں نے اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کی طرف سے حضور اکرم ﷺ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی آپ ﷺ نے ان پر سب سے کم سن عثمان بن ابی العاص کو حکمران مقرر فرمایا کیونکہ یہ اوروں کی نسبت مذہبی امور سیکھنے اور قرآن مجید پڑھنے کا شوق زیادہ رکھتے تھے۔

بت کدہ لات کا انہدام :

انہیں لوگوں کے ہمراہ ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ لات کے منہدم کرنے کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ لیکن ابو سفیان کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور مغیرہ نے پہنچ کر اپنے ہاتھ سے لات کو توڑ کر گرا دیا۔ ہو معتب دور سے حیرت و خوف کی آنکھوں سے اس ماجرے کو دیکھتے رہے۔ اسی اثناء میں ابو سفیان بھی آ گئے۔ جو کچھ خزانہ بت خانہ میں مال و اسباب و زیورات تھے سب کو یکجا کر کے پہلے اس میں سے عروہ و اسود پسران مسعود کا قرض ادا کیا گیا جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا بعد ازاں باقی کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

باب نہم

سنۃ الوفود

فتح مکہ کا عرب قبائل پر اثر :

جس وقت حضور اکرم ﷺ غزوۂ تبوک سے فارغ ہوئے اور ہو ثقیف مسلمان ہو گئے۔ تو عرب کے قرب و جوار سے کثرت سے وفود آنے لگے، مؤرخین نے اس سنہ کو سنۃ الوفود کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عرب دراصل عرب کے سب سے بڑ قبیلہ قریش کی اسلام سے مخالفت و موافقت کا انتظار کر رہے تھے اور بغور یہ جائزہ لے رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ اور قریش میں کیسی نبھتی ہے کیونکہ قریش تمام عرب کے سرداران کے رہبر و رہنما ان کے بیت اللہ اور معبد کے مجاور، شہر حرام کے حلال کرنے والے اور حلال کے حرام کرنے والے اور قومی و ملکی روایت کے اعتبار سے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد تھے۔ عرب کا کوئی قبیلہ ان کی سرداری اور قائد ہونے اور حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہونے سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چونکہ قریش حضور اکرم ﷺ کی مخالفت پر کمر بستہ اور آپ ﷺ سے لڑنے پر مستعد اور آپ ﷺ کے دین کے کھلم کھلا دشمن

ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے تمام عرب میں ایک شور مچا ہوا تھا۔ لیکن جب اللہ جل شانہ کی عنایت سے مکہ فتح ہوا اور قریش نے اسلام قبول کر لیا تو اس وقت عربوں کو معلوم ہو گیا کہ اب کسی میں حضور اکرم ﷺ سے لڑنے کی طاقت نہیں اور نہ کوئی ان کی مخالفت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے عربوں کے گروہ کے گروہ فتح مکہ کے بعد آکر مشرف بہ اسلام ہونے لگے، جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے۔

اذاجآء نصر اللّٰہ و الفتح و رأیت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً فسبح بحمد ربك واستغفره ان کان توابا ○

ترجمہ : جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے گی اور سب لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتا ہوا دیکھیں گے تو آپ ﷺ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرنے لگیں اور استغفار کرنے لگیں۔ یقیناً اللہ خوب توبہ قبول کرنے والا ہے۔

بنو تمیم کا وفد :

غزوۂ تبوک کے بعد سب سے پہلے آنے والا وفد ہو تمیم کا تھا۔ اس میں ان کے یہ سردار و رؤساء شامل تھے۔

عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس و حتات بن زید و اقرع بن حابس و زبرقان بن بدر و قیس بن عاصم و عمر بن اہتم بن زید اور عیینہ بن حصن فزاری۔

اگرچہ اقرع و عیینہ فتح مکہ و حصار طائف میں موجود تھے۔ لیکن اس وقت ہو تمیم کے وفود کے ہمراہ شامل ہو کر آئے تھے۔ الغرض جیسے ہی یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے کہا "اخرج یا محمد ﷺ" اے

Marfat.com

محمد ﷺ باہر نکلیں، حضور اکرم ﷺ یہ آواز سن کر باہر تشریف لائے، لیکن ان کی اس بد تہذیبی سے رنجیدہ خاطر ہوئے، بو تمیم کے وفد نے کہا!!.....

جئنا نفا خرك بخطيبنا و شاعر نا

ترجمہ: ہم اپنے خطیب و شاعر کے ساتھ فخر کرنے آئے ہیں۔

آپ ﷺ نے ان کے خطیب کو اجازت دی۔ جب ان کا خطیب عطارد خطبہ پڑھ چکا اور اس میں اپنا تفاقومی خرہیان کر چکا تو ان کا شاعر زبر قان بن بدر اٹھا اور اس نے اپنی قوم کے متعلق اپنے فخریہ اشعار پڑھے۔

بنو تمیم کا قبول اسلام:

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ہو الحرث بن الخزرج سے ثابت بن قیس بن الشماس اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کو بلایا ان دونوں بزرگوں نے خطبہ و اشعار پڑھے۔ جس کو سن کر بو تمیم کے وفود دنگ ہو گئے۔ اور بے ساختہ یہ کہہ اٹھے!!.....

هذا الرجل هو موید من اللّٰه خطیبه اخطب من خطیبنا و شاعره اشعر من شاعرنا و اصوا تهم اعلیٰ من اصواتنا

ترجمہ: آپ ﷺ کی اللہ تائید فرماتا ہے اور آپ ﷺ کا مقرر ہمارے مقرر سے اور آپ پ کا شاعر ہمارے شاعر سے اچھا ہے اور آپ ﷺ کی آوازیں ہماری آوازوں سے بلند ہیں۔

اس کے بعد ان لوگوں نے سر تسلیم خم دیئے اور بہ خوشی اسلام قبول کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو معقول صلہ مرحمت فرمایا یہ آپ ﷺ کی عاداتِ حسنہ میں سے تھا کہ جب کوئی وفد آتا تھا آپ ﷺ اس کی عزت کرتے اور جب وہ رخصت ہونے لگتا تو اس کو صلہ مرحمت فرماتے تھے۔

Marfat.com

ملوک حمیر کی اطاعت :

تبوک سے واپسی کے بعد رمضان میں حمیر کے بادشاہ کا خط حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان کی معرفت حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ بعض کے مطابق یہ خط ذی رعین و ہمدان اور معاذ لے کر آئے تھے اور زرعہ ابن ذی یزن کی طرف سے مالک بن مرۃ الرہادی نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر بت پرستی اور شرک سے بیزاری اور دینِ اسلام کے قبول کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے نام ایک خط لکھایا اور معاذ بن جبل کو اس کے قاصد مالک بن مرہ کے ہمراہ صدقات جمع کرنے اور ارکان دین سکھانے بھیجا۔ اس کے بعد رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی سلول ذی قعدہ میں مر گیا اور حضور اکرم ﷺ نے نجاشی کے انتقال کی خبر صحابہؓ کو دی کہ وہ ماہِ رجب میں غزوۂ تبوک سے پہلے انتقال کر گیا۔

بہر اکا بنو الربکاء اور بنو فرارہ کے وفود کی آمد :

انہیں دنوں میں بہر اکا وفد جس میں تیرہ آدمی تھے آیا، مقداد بن عمرو کے یہاں مقیم ہوا، دوسرے دن مقداد بن عمرو ان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے۔ ان لوگوں نے قبولِ اسلام کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو صلہ مرحمت فرمایا۔ وہ لوگ خوش ہو کر واپس ہوئے۔ پھر بنو الربکاء کا وفد جس میں تین آدمی تھے اور دس آدمیوں کا بنو فرارہ کا وفد جس میں خارجہ بن حصن اور ان کے بھتیجے جر بن قیس تھے اور طے سے عدی بن حاتم کا وفد یکے بعد دیگرے آئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

بنتِ حاتم کی قید :

عدی بن حاتم کے وفد کے آنے سے پیشتر غزوۂ تبوک سے پہلے حضور اکرم ﷺ نے خود حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو بلاد طے کی طرف ایک سریہ کا

Marfat.com

سردار مقرر کر کے بھیجا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے بلاد طے کے قریب پہنچ کر ان پر شب خون مارا۔ حاتم کی لڑکی کو قید کر لیا اور ان کے بت خانہ سے دو تلواروں پر قبضہ کر لیا، جن کو حرث بن ابی شمر نے چڑھایا تھا۔ عدی شب خون سے پہلے لشکر اسلام کی روانگی کی خبر سن کر شام میں بلاد قضاعہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ وہاں اس کے ہم خیال و ہم مذہب نصاریٰ بکثرت موجود تھے۔ جب حاتم کی لڑکی گرفتار ہو کر آئی اور حسبِ معمول خطیرہ دروازہ مسجد کے سامنے جہاں پر کفار کی عورتیں اور بچے قید کئے جاتے تھے میں قید کی گئی۔

بنتِ حاتم کی رہائی :

حضور اکرم ﷺ خطیرہ کی طرف سے گزرے تو اس وقت حاتم کی اس لڑکی نے رو کر کہا "میرا باپ مر گیا جو میرا سرپرست تھا وہ بھاگ گیا، مجھ پر احسان کیجئے، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ احسان کرے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا تیرا سرپرست کون تھا؟ لڑکی نے جواب دیا عدی بن حاتم، پھر آپ ﷺ نے فرمایا وہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بھاگا ہے۔ لڑکی نے کہا ہاں، اسی قسم کے سوال و جواب دو روز متواتر ہوتے رہے۔ تیسرے روز جب کہ وہ اپنی التجا کے پورا ہونے سے ناامید ہو گئی تھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ پر احسان کرتا ہوں اور تجھے بغیر فدیہ کے چھوڑتا ہوں، لیکن تو جانے میں جلدی نہ کر۔ تیری قوم کا کوئی شخص آجائے تو میں اس کے ساتھ تجھ کو بھیج دوں گا، تاکہ تو آسانی کے ساتھ بھائی کے پاس پہنچ جائے۔ اتفاق سے اس واقعہ کے دوسرے روز اس کی قوم کے چند لوگ ہو قضاعہ کے قافلہ کے ہمراہ شام جا رہے تھے آپ ﷺ نے اس کو ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

عدی بن حاتم کا اسلام قبول کرنا :

جس وقت اس سے اور عدی سے ملاقت ہوئی، تھوڑی دیر تک

Marfat.com

جدائی کے صدمے سے دونوں خاموش رہے۔ اس کے بعد عدی نے اپنی بہن سے اپنی بابت پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے۔ اس شخص ﷺ سے ملوں یا اپنی بقیہ زندگی خانہ بدوشی میں گذاروں، اس کی بہن نے کہا کہ وہ شخص ﷺ ملنے کے قابل ہیں، نہایت خلیق و حلیم اور اعلیٰ درجہ کے محسن ہیں۔ عدی اس بات کے سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی طرف سے وفد کی شکل میں مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کی انتہائی عزت کی اور اپنے ساتھ اپنے دولت کدہ پر لے گئے، خود زمین پر بیٹھے اور مہمان کو گدے پر بٹھایا۔ راستہ میں ایک بوڑھی عورت مل گئی، جب تک وہ بات کرتی رہی آپ ﷺ کھڑے رہے۔ حدی بن حاتم کو اس اخلاقیات نے بے حد متاثر کیا اس کو اس بات کا پورا پورا یقین ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ برحق نبی ہیں۔ ظاہری بادشاہ نہیں ہیں۔ پھر باتوں باتوں میں آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنی قوم کے ساتھ لڑائی پر جاتا ہے۔ اور ان سے مرباع مالِ غنیمت سے چوتھائی لیتا ہے۔ عدی بن حاتم نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ تیرے دین میں ناجائز ہے''۔ عدی بن حاتم کو یہ سن کر تعجب ہوا۔ اور اس کو آپ ﷺ کی نبوت کا اور زیادہ قائل ہو گیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کہ شاید تم کو اس دین میں داخل ہونے سے ان کی محتاجی مانع ہو گی۔ کیونکہ تم دیکھتے ہو کہ ان کی ضرورتیں بہت ہیں، اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ عنقریب اللہ جل شانہ ان کو اس قدر مال دے گا کہ یہ کسی کو مال دینا چاہیں گے تو کوئی لینے والا نظر نہ آئے گا اور پھر تم کو اس دین میں یہ بات بھی داخل ہونے سے روکتی ہے کہ یہ لوگ تعداد میں کم ہیں اور ان کے دشمن بکثرت ہیں، خدا کی قسم تم اس میں ذرہ بھر بھی شک نہ کرو کہ تم عنقریب یہ سنو گے کہ ایک عورت قادسیہ سے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بے خوف و خطر اس مکان کی زیارت کو آئے گی اور شاید تمہیں اس دین کے قبول کرنے میں یہ خیال بھی دل میں آتا ہو گا کہ

Marfat.com

حکومت و سلطنت دوسری قوموں کے قبضہ میں ہے لیکن تم یقین رکھو کہ عنقریب یہ لوگ بابل کا شاہی محل فتح کر لیں گے اور مشرق سے مغرب تک ان کی حکومت پھیل جائے گی۔ عدی بن حاتم خاموش بیٹھا ہوا یہ سب باتیں سنتا رہا۔ جب حضور اکرم ﷺ کا سلسلہ کلام ختم ہوا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اور سلام قبول کر کے اپنی قوم میں واپس آ گیا۔

حج بیت اللہ اور اعلان برأت :

اس کے بعد اللہ جل شانہ نے اپنے نبی برحق ﷺ پر سورۂ برأت کی پہلی چالیس آیتیں نازل فرمائیں۔ جن میں اس معاہدے میں ترمیم کرنے کا بیان تھا۔ جو آپ ﷺ کے اور مشرکین کے درمیان، بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکنے کی بابت ہوا تھا۔ جس میں یہ احکام تھے کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر نہ کریں اور جس سے حضور اکرم ﷺ نے کوئی عہد کیا ہے وہ اس کی مدت تک پورا کر دیا جائے اور ان لوگوں کے لئے جن کے ساتھ عہد نہیں کیا گیا یوم النحر بقر عید سے چار روز بعد سے چار مہینہ تک کی مدت مقرر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ایام حج میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر حج مقرر کر کے سورۂ برأت کی ان آیات کے ساتھ روانہ کیا۔

جب یہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو آپ ﷺ نے بھیجا۔ حضرت علیؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے ان آیات کو لے لیا۔

سورۂ برأت اور حضرت علیؓ :

حضرت ابو بکر صدیقؓ اس خیال سے کہ شاید کوئی آیت ان کی بابت نازل ہوئی ہو گی واپس آئے اور حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ

نے فرمایا کہ کوئی آیت تمہارے حق میں نازل نہیں ہوئی۔ لیکن ان آیات کو کوئی غیر شخص مشرکین تک نہیں پہچا سکتا سوائے میرے یا میرے خاندان والوں کے۔ پس حضرت ابو بکر صدیقؓ حج کرانے پر اور حضرت علیؓ سورۂ برأت کی آیات سنانے پر مامور ہوئے۔ چنانچہ ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علیؓ نے نحر کے دن کھڑے ہو کر سورہ برأت کی آیات پڑھ کر لوگوں کو سنائیں۔

ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام :

مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس سن میں آیہ !

خذمن اموالهم صدقة تطهر هم و تزكيهم بهاوصل عليهم

نازل ہوئی۔ جس سے مسلمانوں پر صدقات فرض ہوئے اور ثعلبہ بن سعد اور قضاعہ سے سعد ندئی کے وفود آئے اور ہو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کی زیر قیادت وفد بنا کر بھیجا، حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں سے اسلام کی بیعت لی۔ اور توحید، صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، صدقہ کی علیحدہ علیحدہ تعلیم فرمائی، ضمام بن ثعلبہ نے کہا بیشک میں ان فرائض کو ادا کروں گا اور جس سے آپ ﷺ نے مجھے منع فرمایا ہے اس سے بچوں گا اور بہ خدا اس سے زیادہ نہ کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا جب یہ خدمت اقدس سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”کہ اگر اس شخص نے جیسا کہ وعدہ کیا ہے عمل کیا تو سیدھا جنتؔ میں داخل ہو گا۔“ مؤرخین نے لکھا ہے کہ ضمام بن ثعلبہ جس وقت اپنی قوم میں پہنچے اسی وقت ان کی قوم نے صدقِ دل سے اسلام قبول کر لیا اور جمہور کا یہ خیال ہے کہ ضمام بن ثعلبہ ۵ ہجری میں آئے تھے یہ واقعات ۹ ہجری میں مکمل ہو گئے اور اس کے بعد ۱۰ ہجری کا دور شروع ہوتا ہے۔

اہلِ نجران کا اسلام قبول کرنا :

سنہ ۱۰ ہجری کے ماہِ ربیع الثانی یا جمادی الاول میں حضور اکرم ﷺ نے خالد بن ولید کو ایک سریہ کا امیر مقرر کر کے نجران اور اس کے اطراف و قرب وجوار کی طرف روانہ فرمایا اس سریہ میں چار سو صحابی تھے۔ آپ ﷺ نے خالد بن ولید کو سمجھا دیا تھا کہ پہلے ہو حرث بن کعب کو تین بار دعوتِ اسلام دینا اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کو دین و مذہب کی تعلیم کرنا ورنہ ان سے لڑنا، لیکن جس وقت خالد بن ولید بخران پہنچے اور دعوتِ اسلام دی لوگوں نے فوراً بلا جھجک اسلام قبول کر لیا۔ خالد بن ولید نے ایک خط سے اس واقعہ کو حضور اکرم ﷺ سے بیان کیا۔ چناں چہ آپ ﷺ کی تحریر کے موافق ہو حرث بن کعب وفد کے ساتھ مدینہ آگئے۔ ہو حرث بن کعب کے وفد میں قیس بن الحصین ذوالقصہ یزید بن عبدالمدان، یزید بن المحجل، عبداللہ بن قراد الزیادی، شداد بن عبداللہ اضبانی اور عمرو ابن عبداللہ اضبانی تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے ان کی نہایت عزت و تکریم کی اور ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ جاہلیت میں اپنے دشمنوں پر کس وجہ سے غالب ہوتے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ''ہم لوگ آپس میں جو کام کرتے تھے متفق ہو کر کرتے تھے، نفاق کو پاس نہ آنے دیتے تھے اور جب کامیاب ہوتے تھے تو کسی پر ظلم نہ کرتے تھے۔'' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تم سچ کہتے ہو ہمیشہ اتفاق سے کام لینا۔ نفاق سے پرہیز کرنا آغاز ماہ ذی قعدہ ۱۰ھ میں جس وقت یہ لوگ مدینہ سے بخران واپس ہوئے آپ ﷺ نے قیس بن الحصین کو ان کا سردار مقرر فرمایا اور ان کے پیچھے عمرو بن حزم نجاری کو فرائض و سنن کی تعلیم کی غرض سے بخران کا عامل بنا کر روانہ کیا اور ایک فرمان لکھ کر انہیں عنایت فرمایا جس کا اہلِ سیر نے ذکر کیا ہے اور فقہاء نے اپنے استدلال میں اس پر اعتماد کیا ہے۔

Marfat.com

فرمانِ رسول ﷺ :

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ھذا کتاب من اللّٰہ و رسولہ یا ایھاالذین امنوا وفوا باالعقود عھدامن محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعمرو بن حرم حین بعثہ الی الیمن امرہ بتقویٰ اللّٰہ فی امرہ کلہ فان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ○

ترجمہ : شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہات رحم کرنے والا ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ اے ایمان والو! اپنے عہد پورے کرو، رحمتِ عالم کا عمرو بن حزم کو جب کہ انہیں آپ ﷺ نے یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا یہ عہد نامہ دیا تھا اس میں آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ان کے تمام کاموں میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اللہ ان کے ساتھ ہے۔ جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ان کے ساتھ بھی جو احسان کرنے والے ہیں۔

عمرو بن حزم کے لئے نصائح نبوی ﷺ :

اس فرمان کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے عمرو بن حزم نجاری کو روانگی کے وقت یہ نصیحتیں فرمائی تھیں کہ ہمیشہ حق پر چلنا، جیسا کہ اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے اور لوگوں کو نیکی کے کرنے کا حکم دینا اور قرآن کی تعلیم دینا اور اس کے معانی کے سمجھنے کا طریقہ بتلانا اور لوگوں کو منع کرنا کہ کوئی شخص قرآن کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائے اور عام طور سے ان کو ان کے نفع و نقصان سے مطلع کرتے رہنا، راہِ راست پر چلنے کی صورت میں لوگوں سے نرمی کرنا اور کج روی کی حالت میں ان پر سختی

کرنا کیونکہ اللہ جل شانہ نے ظلم کو حرام کیا ہے اور ظلم کرنے سے منع کیا ہے۔ جیسا کہ اپنے کلام پاک میں !!!.....

الا لعنة اللّٰه علی الظالمین

غور سے سن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اور لوگوں کو جنت کی بشارت دیتا اور اس کے ملنے کے اعمال بتلانا اور دوزخ سے ڈرانا۔ نیز اس لئے بچنے کی تدبیر سکھانا، لوگوں کو ملائے رکھنا تاکہ اشاعتِ دین ہو اور لوگ خوشی دین اسلام قبول کریں، حج و عمرہ کے فرائض و سنن اور جس کا اللہ جل شانہ، نے حج و عمرہ میں حکم دیا ہے اس کو بتلانا، نماز کی تعلیم کرنا اس طرح پر کہ کوئی شخص ایک کپڑا چھوٹا پشت پر ڈال کر نماز نہ پڑھے مگر یہ کہ وہ اس قدر بڑا ہو کہ اس کے دونوں کنارے دونوں مونڈھوں کو ڈھانک لیں اور کوئی شخص آسمان کے نیچے اپنی شرم گاہ کو نہ کھولے رکھے اور اپنے سر کے بالوں کو جب کہ وہ بڑھ نہ جائیں نہ کٹائے اور صرف اللہ جل شانہ سے دعا کی جائے اور اسی سے مدد مانگی جائے۔ کوئی شخص اپنے ہم جنس و مخلوقات سے دعا نہ مانگے اور جو شخص اس سے باز نہ آئے، اور اللہ جل شانہ کی طرف رجوع نہ کرے تو اس پر سختی کرنی چاہئے یہاں تک کہ وہ اللہ جل شانہ سے دعا مانگے اور لوگوں کو وضو پورا کرنے اور وقت پر نماز پڑھنے رکوع و سجود کو پورے اطمینان سے کرنے کی تعلیم دینا اور ہمیشہ نماز فجر صبح تہجد آخر شب کی اندھیری میں اور ظہر بعد زوال آفتاب اور نماز عصر جس وقت سایہ اصلی سے سایہ بڑھ جائے اور مغرب رات کے آتے ہی اس میں اس قدر تاخیر نہ کی جائے کہ ستارے نکل آئیں اور عشاء اول ثلث شب میں پڑھنا اور تعلیم دینا اور جمعہ میں بعد اذانِ کل کاروبار چھوڑ کر مسجد جانے اور غسل کرنے کا حکم دینا، مومنین سے خمس و صدقہ و زکوٰۃ لینا۔ جو یہودی یا عیسائی سچے دل سے ایمان لائے اور دین اسلام قبول کرے اس کے حقوق وہی ہوں گے جو اور مسلمانوں کے لئے ہیں اور جو یہودی یا نصرانی یا کسی اور مذہب کا پابند ہو مرد ہو

Marfat.com

یا عورت ہو۔ آزاد ہو یا غلام اس سے ایک دنیار جزیہ یا اس کے عوض کپڑا وغیرہ لینا، پس جو شخص اس کے دینے سے انکار کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور کل مؤمنین کا دشمن ہے۔

غسان کے وفد کی آمد :

اسی سال ۱۰ ہجری کے ماہِ رمضان میں غسان کا وفد آیا جس میں تین آدمی تھے ان لوگوں نے بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر بہ خوشی اسلام قبول کیا اور اپنی قوم میں لوٹ کر گئے چونکہ ان کی قوم نے اسلام قبول نہ کیا اس وجہ سے ان لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپایا، یہاں تک کہ ان میں سے دو بہ حالت اسلام مر گئے اور ایک ابو عبیدہ عامرؓ سے یرموک میں ملے تھے۔ انہوں نے اپنے اسلام سے ان کو مطلع کیا تھا۔ اسی مہینہ میں ہو عامر کا بھی دس آدمیوں کا وفد آیا اور اسلام قبول کیا۔ ضروریات دین سیکھ کر اپنی قوم میں واپس گیا۔

سلامان اور ازو کے وفود کی آمد :

ماہِ شوال میں سلامان کا سات آدمیوں کا وفد آیا۔ جس میں ان کے سردار حبیب بن عمر بھی تھے یہ بھی اسلام لائے اور فرائض و سنن کی تعلیم پاکر واپس گئے، انہیں ایام میں ازد کا دس آدمیوں کا وفد آیا جس میں صرد بن عبداللہ ازدی بھی تھے۔ یہ سب فروہ بن عمرو کے یہاں مقیم ہوئے، اگلے دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے آپ ﷺ نے ازو کے مسلمانوں کا صرد بن عبداللہ کو امیر بنایا اور ان کو گرد و نواح کے مشرکین پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔

جرش کا محاصرہ :

چناں چہ واپسی کے بعد صرد بن عبداللہ نے جرش کا محاصرہ کر لیا اس وقت جرش میں کچھ لوگ خشعم اور یمن کے چند قبائل آباد تھے شہر بھی محفوظ

Marfat.com

تھا علاوہ اس کے اہلِ یمن بھی مسلمانوں کے حملہ کی خبر سن کر اس کی مدد کو آ گئے ایک مہینہ تک صرد نے جرش کو محاصرہ میں رکھا جب فتح ہوتا نہ دکھائی دیا تو صرد محاصرہ چھوڑ کر پیچھے ہٹے اہلِ جرش نے صرد کے پیچھے ہٹنے کو پسپائی خیال کر کے ان کا تعاقب کیا۔ جبل شکر میں پہنچ کر صرد نے قدم جمادئے اور صف آرائی کر کے جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ اہلِ جرش کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اس سے پیشتر اہلِ جرش نے دو شخصوں کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیج کر آپ ﷺ کے حالات دریافت کرنے اور دیکھنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو واقعہ جبل شکر اسی دن بتلایا جس روز وہ واقعہ ہوا تھا۔ پھر جب وہ لوگ اپنی قوم میں آئے اور آپ ﷺ کے حالات ان سے سنے تو وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

ہمدان کے وفد کی آمد :

اسی سال ہمدان ایمان لائے ان کے وفود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس ہوئے، واقعہ کچھ یوں ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو یمن کی طرف بغرض دعوت اسلام روانہ کیا تھا۔ یہ چھ مہینہ تک وہاں ٹھہرے رہے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے لیکن کسی نے قبول نہ کیا تب حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ خالد بن ولیدؓ کو واپس کر دینا، حضرت علیؓ نے مقاماتِ یمن میں پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا۔ پہلے ان کو اللہ جل شانہ کے عذاب و عتاب سے ڈرایا اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کا فرمان پڑھ کر سنایا۔ اللہ کے فضل و عنایت سے تمام ہمدان نے اسی دن اسلام قبول کر لیا۔ حضرت علیؓ نے بذریعہ تحریر اس واقعہ سے حضور اکرم ﷺ کو مطلع کیا، آپ نے اللہ جل شانہ کی بارگاہِ عالی میں سجدہ شکر ادا کیا اور تین بار السلام علی همدان فرمایا اس کے بعد اہلِ یمن جوق در جوق

Marfat.com

مسلمان ہونے لگے اور ان کے قبائل کے وفود بھی بکثرت آنے لگے۔

ملوک کندہ کے وفود کی آمد :

اسی سال فردہ بن مسیک مرادی کے ہمراہ مراد کا وفد ملوک کندہ سے علیحدہ ہو کر آیا اور اسلام قبول کر کے سعد بن عبادہؓ کے یہاں بغرض تعلیم قرآن و فرائض اسلام ٹھہرا رہا۔ واپسی کے وقت آپ نے فردہ بن مسیک مرادی کو مراد و زبید و مزحج کا عامل مقرر فرمایا اور حضرت خالد بن سعید بن العاصی کو ان کے ہمراہ صدقات وصول کرنے بھیجا، چنانچہ خالد حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت تک اسی کام میں مامور رہے۔ اس کے بعد عمرو بن معد یکرب زبیدی نے قیس بن مکشوح مرادی سے حضور اکرم ﷺ کے پاس چلنے کے لئے کہا جب قیس نے انکار کیا تو عمرو بن معد یکرب زبید کا وفد لے کر حاضر ہوا اسلام لا کر اپنی قوم میں واپس چلا گیا لیکن حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہو گیا۔

عبد قیس کے وفد کی آمد :

اسی سال عبد قیس کا وفد آیا جس میں جارود بن عمرو سردار تھا۔ اس قبیلہ کے تمام افراد عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن واپسی کے بعد قبیلہ جارود بن عمرو سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد منذر بن نعمان بن المنذر معروف بہ غرور کے ساتھ مرتد ہو گئے۔ مگر جارود بن عمرو بدستور اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے اور نہایت استقلال سے اپنی قوم کی دشمنی کے باوجود اوامر کی پابندی اور نواہی سے احتراز کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال عبد قیس کی واپسی سے پہلے ہو گیا۔

علاء بن الحضرمی کی بحرین کی امارت پر تقرری :

فتح مکہ سے پیشتر حضور اکرم ﷺ نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن

Marfat.com

ساوی العبدی کی طرف سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ منذر انہیں کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے اور نہایت خوبی سے اپنی اسلامی زندگی گزاری یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد قبل روت اہلِ بحرین ان کا انتقال ہوا، علاء بن الحضرمی حضور اکرم ﷺ کی طرف سے بحرین کے امیر مقرر کئے گئے تھے اور ان کے پاس رہتے تھے۔

بنو حنیفہ کے وفد کی آمد :

اسی سال بنو حنیفہ کا وفد آیا۔ جس میں مسیلمہ بن حبیب کذاب اور جال بن عنفوہ اور طلق بن علی بن قیس اور سلمان بن حنظلہ ان کا سردار تھا۔ ان لوگوں نے مدینہ میں پہنچ کر اسلام قبول کیا۔ چند روز ٹھہرے ہوئے حضرت ابی ابن کعب سے قرآن پڑھتے رہے۔ رجال و طلق وغیرہ اکثر خدمتِ اقدس ﷺ میں آتے تھے اور مسیلمہ اپنے جائے قیام پر حضور اکرم ﷺ کی اجازت سے بغرض حفاظت اسباب رہتا۔ جب یہ سب یمامہ واپس آئے تو مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا طلق نے اس امر کی شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا شریک بنالیا ہے اکثر آدمی اس کے فتنہ میں پھنس گئے۔

کندہ کے وفد کی آمد :

اسی سال تقریباً دس آدمیوں کا کندہ کا وفد جن کا سردار اشعث بن قیس تھا آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کندہ کے وفود میں ساٹھ اور بعض کہتے ہیں، اسی آدمی تھے۔ یہ لوگ ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اسلام لانے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ان کو ریشمی کپڑے پہننے کی ممانعت فرمادی۔ اشعث نے گفتگو کے درمیان آپ ﷺ سے عرض کیا" نحن بنو آکل المرار و انت ابن آکل المرار" یعنی ہم لوگ آکل المرار کی اولاد ہیں اور تم بھی آکل المرار کے بیٹے ہو یعنی ہم اور تم ایک خاندان کے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ کلام سن

Marfat.com

کر ہنس کر فرمایا نہیں! ہم نضر ابن کنانہ کی اولاد ہیں نہ تو ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ اپنے باپ سے انکار کرتے ہیں۔ عباس بن عبد المطلب اور ربیعہ بن الحرث نے اپنے کو اس سے منسوب کیا ہے۔ یہ دونوں آدمی تجارت پیشہ تھے جب قرب وجوار عرب میں جاتے تھے تو اپنے کو ہو آکل المرار بتاتے تھے۔ اس وجہ سے کہ ان کے جد کلاب بن مرہ کی ماں کندہ میں سے تھی، چونکہ ہو آکل المراء کندہ کا شاہی خاندان تھا اس لحاظ سے بہ نظر تفاخر عباس وربیعہ اپنے مادری سلسلہ کے خیال سے آکل المرار کی طرف منسوب کرتے تھے۔

وائل بن حجر کے وفد کی آمد:

اسی زمانہ میں کنانہ کے وفد کے ساتھ حضر موت کا بھی وفد آیا۔ یہ لوگ ولیعہ کی نسل سے ہیں ان کے سردار ہمدو مخوس و مشرح بھی آئے ہوئے تھے۔ سب نے خوشی اسلام قبول کیا اور وائل بن حجر بھی انہیں ایام میں حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہوئے، حضور اکرم ﷺ نے ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے آنے کی خوشی میں الصلوٰۃ الجامعہ کی ندا دلوا کر نمازِ شکر ادا کی، حضرت معاویہؓ کو حکم دیا کہ وائل ابن حجر کو قبا میں لے جا کر ٹھہرائیں۔ وائل بن حجر سوار تھے اور حضرت معاویہ پیدل۔

وائل بن حجر اور حضرت معاویہؓ:

راستے میں حضرت معاویہ نے کہا کہ تم مجھ کو اپنی جوتیاں دیدو۔ تاکہ زمین کی گرمی سے میرے پاؤں محفوظ رہیں۔ وائل نے کہا میں اس کو تمہیں نہیں پہنانا چاہتا کیونکہ میں اس کو پہن چکا ہوں۔ اس پر معاویہ نے کہا اچھا تم اپنے پیچھے مجھے بٹھالو۔ وائل نے جواب دیا کہ تم ملوک کے ارادف پیچھے بیٹھنے والوں میں سے نہیں ہو، پھر معاویہؓ نے کہا کہ زمین کی تپش نے میرے پاؤں جلا دیے وائل یہ سن کر بول اٹھے!

''امش فی ظل ناقتی کفاك به شرفاً''
تو میری اونٹنی کے سایہ میں چل تجھے یہی شرف و عزت کافی ہے۔
بیان کیا جاتا ہے کہ زمانہ خلافت معاویہ میں وائل ان کے پاس بھی وفد لے کر گئے تھے۔ انہوں نے بھی ان کی عزت کی تھی۔

مذحج و محارب کے وفود کی آمد :

اس سال محارب کے دس آدمیوں کا اور مذحج سے الرہا کے پندرہ آدمیوں کا وفد آیا اور مسلمان ہو کر انہوں نے قرآن مجید پڑھا اور فرائض اسلام کی تعلیم لے کر اپنی قوم میں واپس گیا، پھر اسی قوم کے چند لوگ خدمت اقدس میں آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ انہوں نے حج ادا کیا۔

نجران کے وفد کی آمد :

اسی سال نجران کے نصاریٰ کا وفد حضر موت سے آیا۔ جس میں ستر سردار اور ان کا سردار عاقب عبدالمسیح اور ان کا اسقف ابو حارثہ اور سید ایہم تھا۔ ان لوگوں نے مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہو کر دینی امور میں بحث و مباحثہ شروع کیا۔ اسی اثناء میں سورۂ آلِ عمران کے شروع کی آیات اور آیتِ مباہلہ نازل ہوئی، نجران کے نصرانیاں نے مباہلہ کرنے سے گریز کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی استدا کی، وجہ سے ان سے صلح کر لی۔ اور ہزار حلہ صفر اور ہزار رجب میں اور چند زرہیں اور نیزے اور گھوڑے بطور جزیہ ان پر مقرر فرمایا۔ ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو ان کا عامل مقرر کر کے ان کے ہمراہ روانہ کیا اس کے بعد عاقب و سید آئے اور مسلمان ہوئے۔

حضر موت کے وفد کی آمد :

اسی سال صدف کا وفد حضر موت سے آیا۔ جس میں تقریباً دس آدمی تھے ان سب نے خوشی اسلام قبول کیا۔ فرائضِ اسلام اور اوقاتِ نماز

Marfat.com

اور قرآن مجید سیکھ کر واپس گئے یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

عبس کے وفد کی آمد :

اسی سال عبس کا وفد آیا ابنِ کلبی کہتے ہیں کہ ان میں صرف ایک شخص وفد لے کر آیا تھا اور مسلمان ہو کر جس وقت واپس جا رہا تھا راستے میں انتقال ہو گیا۔ طبری کے مطابق عدی بن حاتم بھی اسی سنہ کے ماہ شعبان میں وفد لے کر آیا تھا۔

خولان کے وفد کی آمد :

اسی سال خولان کا دس آدمیوں کا وفد آیا۔ سب نے اسلام قبول کیا اور اپنے بت کو توڑ ڈالا اور اس سے بیشتر زمانہ صلح حدیبیہ میں خیبر کی فتح سے پہلے رفاعہ بن زید ضنیبی قبیلہ جذام سے وفد لے کر آئے اور ایک غلام بطور ہدیہ پیش کیا۔ جب یہ مسلمان ہو کر واپس ہونے لگے تو آپ ﷺ نے ان کو ایک خط جس میں دعوت اسلام تھی دیا۔ جس سے ان کی قوم مسلمان ہو گئی۔

بنو ضبیع کا شب خون مارنا :

اس عرصہ میں دحیہ بن خلیفہ کلبی حضور اکرم ﷺ کے سفیر ہو کر گئے تھے اور ہرقل کے یہاں سے واپس آ رہے تھے ان کے ساتھ کچھ تجارتی مال بھی تھا۔ بطون جذام سے ہنید بن عوض اور اس کی قوم بنو ضبیع نے غفلت کی حالت میں دحیہ بن خلیفہ کلبی پر شب خون مارا اور جو کچھ مال و اسباب ان کے ہمراہ تھا اس کو لوٹ لے گئے اسی واقعہ نے آئیدہ جہاد کا دروازہ کھول دیا اور حضور اکرم ﷺ کو بنو جذام پر حملہ کرنے کو ابھارا اتفاق سے اس واقعہ کی اطلاع بنو ضبیب کے مسلمانوں کو ہو گئی ان لوگوں نے یک جا ہو کر ہنید اور اس کی قوم سے وہ تمام مال و اسباب جو انہوں نے لوٹ لیا تھا چھین کر دحیہؓ کے سپرد کر دیا۔

Marfat.com

بنو ضلیع کی سرکوبی :

جب وحیہؓ مدینہ پہنچے اور حضور اکرم ﷺ سے ہو ضلیع کی بد عنوانیوں کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے زیدؓ بن حارثہ کو مسلمانوں کے ایک لشکر کا افسر مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ زید بن حارثہ نے ہو ضلیع پر مقام قضقاض میں حرہ رمل کی جانب سے حملہ کیا۔ ہنید اور اس کا لڑکا مع ایک جماعت کے مارا گیا۔ اس واقعہ میں ہو ضلیع کے ساتھ کچھ لوگ ہو ضیب کے بھی تھے۔ جو ہو ضلیع کے ساتھ شرکت کی وجہ سے مارے اور قید کر لئے گئے، رفاعہ بن زید مع ابو زید بن عمرو اور چند لوگ اپنی قوم کو لے کر خدمتِ اقدس میں آئے اور اس واقعہ سے آپ ﷺ کو مطلع فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مقتولین کی بابت کیا کروں؟ رفاعہ اور ان کے حامیوں نے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے زندوں کو چھوڑ دیجئے آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اونٹ پر سوار کر کے ان کے ہمراہ روانہ کیا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لئے اپنی تلوار مرحمت فرمائی۔ حضرت علیؓ اور زید بن حارثہ میں فیفاء فحلتین میں ملاقات ہوئی اور وہیں ہو ضیب کے قیدی اور ان کا مال و اسباب ان کو واپس کر دیا گیا۔

عامر بن صعصعہ کی گستاخی :

اسی سال عامر بن صعصعہ کا وفد آیا جس میں عامر بن الطفیل بن مالک اور اربد بن ربیعہ بن مالک تھے عامر نے حضور اکرم ﷺ سے کہا "کہ یا محمد ﷺ اپنے بعد مجھے حکومت دے جانا" آپ ﷺ نے فرمایا! "یہ نہ تیرے لئے ہے نہ تیری قوم کے لئے۔ اللہ جس کو چاہے گا دے گا" پھر عامر نے کہا "اچھا آپ ﷺ مجھے جنگل و میدان دے دیں اور اپنے لئے آبادی و شہر مخصوص کر لیں" آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا! "یہ بھی نہیں ہو سکتا لیکن میں تجھے گھوڑوں کی گردنیں دیتا ہوں، کیونکہ تو ایک مرد شہسوار ہے۔" عامر

Marfat.com

نے ترش روئی سے جواب دیا! "کہ میں آپ ﷺ کے اس میدان کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا۔" یہ کہہ کر عامر مع اپنی قوم کے واپس ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا!.....

اللھم اکفیھم اللھم اھد عامر اواعن الاسلام
عن عامر

اے اللہ ان کے لئے کافی ہو جا، اے اللہ عامر کو ہدایت دے یا اسلام کو عامر سے بے پرواہ کر دے۔

عامر کا بد انجام :

ابن اسحاق و طبری نے لکھا ہے کہ عامر اور اربد باہم حضور اکرم ﷺ کو قتل کرنے کا مشورہ کر کے آئے تھے۔ لیکن یہ دونوں اس بات پر قادر نہ ہو سکے۔ اہلِ صحیح نے اس کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں جس وقت ہو عامر اپنے شہر سے واپس جا رہے تھے، راستے میں ہو سلول کے قبیلہ میں پہنچ کر عامر طاعون کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا اس کے اس کے بھائی اربد پر بجلی گری جس سے وہ بھی فی النار والسقر ہوا۔ اس واقعہ کے بعد علقمہ بن علاثہ بن عوف اور عوف بن خالد بن ربیعہ مع اپنے لڑکے کے آئے اور مسلمان ہوئے۔

طے کے وفد کی آمد :

اسی سال طے کا وفد آیا جس میں پندرہ آدمی اور ان کے سردار زید الخیل و قیصہ بن اسود تھے سب نے خوشی بلا جھجک اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے اسلام لانے کے بعد زید الخیل کا نام زید الخیر رکھا اور ان کو کنواں اور زمین بطور جاگیر مرحمت فرمایا، لیکن واپسی کے وقت نجد میں پہنچ کر ان کا انتقال ہو گیا۔

مسیلمہ کذاب :

اسی سال یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ ظاہر

Marfat.com

کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے کاموں کا میں شریک ہوں، طلق نے اس کی شہادت دی، مسیلمہ نے محض دعویٰ نبوت پر اکتفا نہ کیا بلکہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کا ایک خط بھیجا!.....

من مسیلمة رسول اللّٰه الیٰ محمد رسول اللّٰه سلام علیك فانی قد اشرکت فی الامر معك وان لنانصف الارض و لقریش نصف الارض ولکن قریش قوم یعتدون

ترجمہ: یہ خط مسیلمہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام ہے السلام علیک! بیشک میں رسالت میں آپ ﷺ کا شریک ہوں آدھی زمین ہمارے لئے ہے اور آدھی اہلِ قریش کے لئے۔ مگر قریش زیادتی کر رہے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے اس کا حسب ذیل جواب دیا۔

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم من محمد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الی مسیلمة الکذاب سلام علی من اتبع الهدی اما بعد فان الارض للّٰه یورثها من یشاء من عباده والعاقبة للمتقین.

ترجمہ: یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلام ہو۔ زمین اللہ کی ہے۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اور نیک انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

Marfat.com

باب دہم

حجۃ الوداع اور رحلت نبوی ﷺ

حجۃ الوداع :

ان واقعات کے بعد ذیعقدہ کا مہینہ آگیا۔ جب اس کی پانچ راتیں باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ حج کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ مہاجرین وانصار اور سردارانِ عرب کا ایک گروہ اور سو اونٹ تھے۔ مکہ میں اتوار کے دن جب کہ چار دن ذی الحجہ کے گذر چکے تھے داخل ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ بھی جو نجران میں صدقات جمع کرنے گئے ہوئے تھے۔ مکہ میں آپ ﷺ کے ساتھ گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ آپ ﷺ نے اس مرتبہ لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی۔ اس کو سنن بتلائے ان کے لئے رحمت کی دعا کی۔ اور عرفات میں ایک طویل خطبہ دیا۔ جس میں حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا!.....

ایھاالناس اسمعو اقولی فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ھذا بھذا الموقف ابدًا ایھا الناس ان دماء کم و اموا لکم علیکم حرام الی ان تلقوا ربکم کحرمۃ یو مکم ھذا اوحرمۃ شھر کم وستلقون ربکم فیسأ لکم من اعمالکم

Marfat.com

وقد بلغت فمن كان عنده امانة فليؤ دها الٰى من ائمنه
عليها و ان كان رباً فهو موضوع ولكن لكم رؤس اموا
لكم لا تظلمون قضى اللّٰه انه لا ربا وان ربا العباس بن
عبدالمطلب موضوع كله وان كل دم كان فى الجاهلية
موضوع كله وان اول دم يوضع دم ربيعة بن الحرث بن
عبدالمطلب و كان مستر ضعا فى بنى ليث فقتله بنو هذيل
فهو اول ما ابدأ من دم الجاهلية ايها الناس ان الشيطان
قديئس من ان يعبد بارضكم هذه ابداً و لكنه رضى ان
يطاع فيما سوى ذلك مما تحقرون من اعمالكم فاحذروه
على دينكم ايهاالناس النسئى زيادة فى الكفريضل به
الذين كفرو ايحلوئه عاماً و يحرمونه عاماً ليو اطؤاعدة
ماحرم اللّٰه فيحلو اماحرم اللّٰه و يحر موامما اهل اللّٰه الا وان
الزمان قداستدار كهيئة يوم خلق اللّٰه السمٰوٰت والارض
وان عدة الشهور عند اللّٰه اثنا عشر شهر افى كتاب اللّٰه
يوم خلق السمٰوٰت والارض منها اربعة حرم ثلاثة متواليه
ذوالقعدة و ذوالحجة ، والمحرم و رجب الفرد الذى
بين جمادى و شعبان، اما بعد ايها الناس فان لكم على
نسائكم حقاً و لهن عليكم حقا لكم عليهن ان لا يو طئن
فرشكم احداً تكرهونه وعليهن ان لا ياتين بفا حشة مبينة
فان فعلن فان اللّٰه قد اذن لكم ان تهجروهن فى
المضاجع و تضربوهن ضر باغير ميرج فان انتهين فلهن
رزقهن و كسوتهن بالمعروف و استوصوابالنسأء خيرا
فانهن عند كم عوان لا يملكن لا نفسهن شيئا و انكم انما
اخذ تموهن بامانة اللّٰه و استحللتم فروجهن بكلمات اللّٰه

فا عقلوا ایهاالناس و اسمعوا قولی فانی قد بلغت قولی و ترکت فیکم ما ان استعصمتم به فلن تضلوا ابدًا کتاب اللّٰه و سنة نبیه ایهاالناس اسمعوا قولی و اعلموا ان کل مسلم اخ للمسلم وان المسلمین اخوة فلا یحل لا مرئ من مال اخیه الا ما اعطاه ایاه من طیب نفس فلا تظلموا انفسکم الا هل بلغتُ قالوا اللهم نعم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اللّٰهم اشهد،

ترجمہ: لوگو! میری باتیں سن لو مجھے کچھ خبر نہیں، شاید میں تم سے اس قیام گاہ میں اس سال کے بعد کبھی ملاقات نہ کر سکوں، لوگو! دیکھو تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر مرتے دم تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن اور یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ تم عنقریب اپنے رب سے جا ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا میں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے اگر کسی کے پاس کسی کی امانت ہو تو وہ اسے اس کے مالک کو ادا کر دے اور اگر سود ہو تو وہ موقوف کر دیا گیا ہے۔ ہاں تمہیں تمہارا اصل سرمایہ مل جائے گا نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ سود ختم کر دیا گیا ہے، عباسؓ کا تمام سود موقوف کر دیا گیا اور جاہلیت کے تمام خون باطل کر دئے گئے، دیکھو سب سے پہلا خون جو باطل کیا جاتا ہے وہ ربیعہ بن حارث بن عبد المطلبؓ کا ہے۔ ربیعہ ہو لیث میں شیر خوار تھے اور انہیں ہوہزیل نے قتل کر دیا تھا۔ اس لئے میں ان کا خون باطل کر کے جاہلیت کے خونوں کے باطل کرنے کی ابتداء کرتا ہوں۔ لوگو! تمہاری اس سرزمین میں شیطان اپنے پوجے جانے سے ناامید ہو گیا ہے لیکن دیگر معمولی گناہوں میں اپنی اطاعت کئے جانے پر خوش ہے۔ اس لئے اپنا دین اس سے محفوظ رکھو اے لوگو! مہینوں

Marfat.com

کا آگے پیچھے کر دینا کفر میں زیادتی ہے۔ اس سے کافر گمراہ ہو جاتے ہیں کہ ایک ہی مہینہ کو ایک سال حلال کر دیتے ہیں اور ایک سال حرام، تاکہ حرمت والے مہینوں کی تعداد روند ڈالے اور اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیں، دیکھو زمانہ گھوم گھام کر اپنی اصلی صورت پر آ گیا ہے۔ جس صورت پر اس دن تھا جب خدا نے زمین و آسمان پیدا کئے تھے اور اللہ کی کتاب میں مہینوں کی تعداد اسی دن سے بارہ ہے جس دن اللہ نے زمین و آسمان پیدا کئے، ان میں سے چار حرمت والے ہیں، تین (ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم) تو لگا تار ہیں اور تنہا رجب ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (آپ ﷺ نے حمد و صلاۃ کے بعد فرمایا) لوگو! عورتوں پر تمہارے بھی حقوق ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ سلائیں اور کھلم کھلا بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ انہیں ان کے بستروں میں چھوڑ دو اور انہیں اس طرح مارو کہ جسم پر نشان نہ پڑنے پھر اگر وہ باز آ جائیں تو انہیں غیر معروف نان و نفقہ دو اور عورتوں سے بھلائی سے پیش آؤ، کیونکہ وہ تمہارے حصہ میں شریک ہیں اور ذاتی طور پر کسی چیز کی مالک نہیں۔ تم نے انہیں اللہ کی امانت سے حاصل کیا ہے اور انہیں اپنے لئے اللہ کی آیتوں سے حلال کر لیا ہے، لوگو! میری باتیں سنو اور سمجھو میں نے تمہیں شرعی احکام سمجھا دئے ہیں اور تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب کو اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کو، لوگو! میری باتیں سنو! یقین مانو ہر مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اس لئے کسی شخص کو اپنے بھائی کے مال میں سے وہی حلال ہے جسے وہ خوشی سے دیدے، خبردار اپنے اوپر ظلم نہ کرو

Marfat.com

(پھر پوچھا) کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ صحابہؓ نے جواب دیا بیشک آپ ﷺ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ فرمایا اے اللہ گواہ رہ!.....

حکومت کی تشکیل :

چونکہ کسریٰ کے گورنر باذان کے ایمان لانے سے یمن کے باشندے بھی کیثر تعداد میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ اس وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے بدستور یمن کی حکومت پر قائم رکھا تھا اور اس کے ساتھ کسی کو اس کا شریک اور حصہ دار نہیں فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا تھا اس کی اطلاع آپ ﷺ کو حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کے ملک کو اپنے اصحاب میں اس طرح پر تقسیم فرمایا کہ صفا پر اس کے لڑکے شہر بن باذان کو اور مارب پر ابو موسیٰ اشعریؓ کو اور جند پر یعلی بن امیہ کو اور ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی اور عک و انسعر بن پر طاہر بن ابی ہالہ کو اور مابین نجران اور امع و زبید پر خالہ بن سعید بن العاصی کو اور خاص نجران پر عمرو بن حزم کو اور بلاد، حضر موت پر زیاد بن لبید بیاضی کو اور سکاسک و سکون پر عکاشہ بن ثورین اصفر غوثی کو اور معاویہ بن کندہ پر عبداللہ المہاجر بن ابی امیہ کو مقرر فرمایا، لیکن عبداللہ المہاجر نے اپنے نہ جانے کا ایک معقول عذر بیان کیا۔ جس سے ان کے اعمال کا بھی زیاد بن لبید انتظام کرتے رہے۔ اور معاذ بن جبل اہلِ یمن و بلاد حضر موت کی تعلیم کے لئے روانہ کئے گئے۔

اس واقعہ سے پہلے عدی بن حاتم ہوطے کے صدقات وصول کرنے کو اسد و مالک بن نویرہ صدقات ہوحنظلہ پر اور علاء بن حضرمی بحرین کی طرف اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نجران کی جانب صدقات اور جزیہ وصول کرنے کو بھیجے گئے تھے۔ ہوسعد کا صدقہ انہیں میں سے دو شخصوں پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ان میں سے حضرت علیؓ نجران سے صدقات وصول کر کے حجۃ الوداع میں آکر شریک ہو گئے۔

Marfat.com

اسود عنسی کا خروج :

اس کا نام عبہلہ بن کعب اور لقب ذوالحمار تھا، شیریں کلامی، شعبدہ بازی، چاپلوسی اور فال نکالنے میں اپنی مثال آپ تھا۔ اس کی شیریں کلامی اور تالیف قلوب سے لوگ بہت جلد اس سے مانوس ہو جاتے تھے۔ مقام کہف حنار میں پیدا ہوا اور وہیں نشو و نما پا کر بڑا ہوا، ہوش سنبھالا، آنکھیں کھولیں، تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ مذحج و نجران والوں نے اس کی تحریر کو دل و جان سے قبول کر لیا، چنانچہ اہلِ نجران نے جمع ہو کر عمرؓ و بن حزم اور خالدؓ بن سعید بن العاصیؓ کو نکال دیا اور قیس بن عبد الیغوثؓ نے اچانک حملہ کر کے فردہ بن مسیک کو جلاوطن کر دیا، فردہ اس وقت حضور اکرم ﷺ کی طرف سے مراد پر حکمران تھے۔ اس کے بعد اسود عنسی سات سو سواروں کو لے کر صنعاء کی طرف بڑھا، شہر ابن باذانؓ نے اس کا مقابلہ کیا، اسود عنسی نے شہر ابن بازان کو شکست دے کر مار ڈالا اور اس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ صنعاء و حضر موت کے درمیان اعمال طائف تک اور عدن کی طرف سے بحرین تک کے علاقے کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اہل یمن کا فتنہ ارتداد :

اس واقعہ سے اکثر اہلِ یمن مرتد ہو گئے، عمرو بن معدیکرب، خالد بن سعید بن العاصی کے ہمراہ تھا۔ اس نے اسود عنسی کی طرف میلان ظاہر کیا۔ خالد بن سعید سے برداشت نہ ہو سکا تلوار کھینچ کر آگے بڑھے دونوں آدمیوں میں دو دو ہاتھ چل گئے۔ خالدؓ نے اس کی تلوار سمصامہ توڑ کر اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ تب عمرو بن معدیکربؓ گھوڑے سے اتر کر اسود عنسی کی طرف بھاگ گیا۔ اسود نے اس کو مذحج کا سردار بنا دیا۔ اس کے لشکر کا سردار قیس بن عبد الیغوث مرادی تھا۔ اور ابنا پر اس کی طرف سے فیروز اور

Marfat.com

دادویہ حکمرانی کر رہے تھے۔ اہل یمن کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر معاذ بن جبلؓ واپس آنے لگے اور ابو موسیٰؓ کی طرف سے گزرے، ابو موسیٰؓ بھی ان کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ معاذؓ نے سکون میں قیام کیا۔ لیکن ابو موسیٰؓ نے سکاسک میں جاکر دم لیا اور طاہر بن ابی ہالہؓ بلاد عک جبال صنعاء میں جاگزین ہوئے۔ لیکن عمر اور بن حزم و خالد بن سعیدؓ نے مدینہ پہنچ کر ان تمام واقعات سے حضور اکرم ﷺ کو مطلع فرمایا۔

اسود عنسی اور فیروز :

اسی دوران جب کہ اسود عنسی کو ملک یمن پر ایک مسلم حکومت حاصل ہو گئی اور اس نے شہر بن باذان کے قتل کے بعد اس کی بیوی آزاد کو اپنے گھر میں ڈال لیا۔ یہ فیروز کی چچازاد بہن تھی، فیروز کو اسود کی یہ حرکتیں پسند نہ آئیں۔ اس لئے فیروز اسود سے کبیدہ خاطر ہو گیا۔ فیروز کے علاوہ قیس بن عبد ایغوث بھی اسود کی نخوت سے دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ لیکن کوئی مناسب موقع ہاتھ نہ آنے کی وجہ سے خاموشی و سکوت کی حالت میں اسود کے ہر نرم و گرم احکام کی پابندی کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے اسود کی سرکوبی کے لئے ویر بن نخیس کی معرفت جس طرح ممکن ہو ایک خط لکھ کر ابو موسیٰؓ و معاذؓ و طاہرؓ کی طرف روانہ کیا، لیکن ان لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ قیس بن عبد یغوث اسود سے ناراض ہے تو انہوں نے اس کو بھی اپنا شریک و رازدار بنالیا۔ پھر فیروز اپنی چچازاد بہن آزاد زوجہ اسود کے پاس گیا۔ اس نے اسود کے قتل کرا دینے کا وعدہ کیا، ابھی کوئی تدبیر مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ اسود کو قیسؓ اور فیروزؓ وغیرہ کی بد دلی کی خبر ہو گئی۔ اس نے ان لوگوں کو عتاب آمیز نگاہوں سے دیکھا کہ ان کی سرکوبی کرنی چاہئے یہ لوگ بھاگ کر مضافات میں روپوش ہو گئے۔ لیکن اس کی بیوی آزاد سے خفیہ طور پر خط و کتابت جاری رہی۔

اسود عنسی کا قتل :

ایک روز موقع پاکر فیروز اور قیسؓ، اسود کے گھر میں نقب لگاکر داخل ہوگئے۔ اور اس کو گرفتار کر کے ذبح کر ڈالا یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت آگیا، اذان ہوئی، وبرؓ بن نخیسؓ نے نماز فجر پڑھائی، فجر کی نماز کے بعد اسود کے قتل کی خبر مشہور ہوئی۔ تو اس کے ماننے والے نکل پڑے شہر میں ایک ہل چل مچ گئی۔ مسلمانوں اور اسود کے لوگوں میں تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی، آخر کار جو کچھ ان کے ہاتھ میں تھا اس کو بھی وہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صنعاء و نجران مرتدین و مبتدعین سے خالی ہوگیا۔ حضور اکرم ﷺ کے عمال حسبِ سابق اپنے اپنے مضافات کی طرف چلے گئے۔ البتہ صنعاء کی امارت کے سلسلے میں ہلکا سا مناقشہ شروع ہوا۔ لیکن بہت جلد سب لوگوں نے معاذؓ بن جبل کے امیر ہونے پر اتفاق کر لیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

اس واقعہ سے فراغت پاکر ان لوگوں نے ایک قاصد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے آپ ﷺ کو بذریعہ الہام اس کی خبر ہوگئی، اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''شب گزشتہ اسود عنسی مارا گیا اس کو ایک نیک شخص فیروز نامی نے قتل کیا ہے۔ ''لیکن جب قاصد پہنچا تو حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔

جیش اُسامہؓ :

آخر ذی الحجہ میں حضور اکرم ﷺ حجۃ الوداع سے مدینہ واپس ہوئے۔ ماہِ ذی الحجہ ختم کر کے محرم کے مہینہ میں آپ ﷺ نے بلاد شام پر جہاد کی تیاری کا حکم دیا اور ان مجاہدین پر اسامہ بن زید بن حارثؓ کو امیر مقرر فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ ''بلقاء و روم کی طرف سے اردن تک ارضِ فلسطین میں شام کے بلاد میں کفار و مشرکین پر جہاد کرنا۔ یہاں تک کہ وہ اسلام لائیں

Marfat.com

یا مطیع ہوں۔'' اس لشکر میں مہاجرین اولین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ کو روانگی کا حکم دیا گیا تھا۔ اسامہؓ بن زید روانگی کی تیاری میں تھے کہ حضور اکرم ﷺ علیل ہو گئے یہ وہی علالت تھی جس میں آپ ﷺ رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے، اسی زمانہ میں اسود و مسیلمہ کے ارتداد کی خبر آئی۔ آپ ﷺ دردِ سر کی تکلیف سے سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے گزشتہ شب کو خواب میں دیکھا ہے کہ میری کلائی میں دو سونے کے کنگن ہیں۔ میں نے ان کو ناپسندیدہ سمجھ کر پھینک دیا۔ اس خواب کی میں نے یہ تعبیر لی ہے کہ یہ دونوں کنگن یہی دونوں کذاب یعنی صاحب یمامہ اور صاحبِ یمن ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لوگوں نے اسامہؓ کی امارت میں کچھ بحث و کلام کیا ہے اور اس سے پہلے اس کے باپ زید کی امارت میں بھی لوگوں نے کچھ کہا تھا، اگر اس کا باپ لائق امارت تھا تو یہ بھی امیر ہونے کے قابل ہے۔ چلتے جاؤ، حضرت اسامہ نے یہ سنتے ہی کوچ کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی علالت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ اسامہؓ کی روانگی سے قبل آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

مسیلمہ کذاب و طلیحہ :

اسود عنسی کے زمانہ خروج میں حجۃ الوداع کے بعد مسیلمہ یمامہ میں اور طلیحہ بن خویلد بنو اسد میں ظاہر ہوا۔ انہوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے خط و کتابت سے ذریعہ ان کا مقابلہ کیا اور اپنے ان اعمال کو جو اسلام پر ثابت قدم رہے، مسیلمہ و طلیحہ کے خلاف جہاد کرنے کو لکھا۔ اسود کے ساتھ جو کچھ واقعات پیش آئے ان کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ باقی رہے مسیلمہ اور طلیحہ، ان کی سرکوبی کے لئے ہر طرف سے عرب کا اسلامی لشکر نکل پڑا۔ مسیلمہ خط حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ جس کا جواب بھی دیا گیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا۔ اس کے بعد طلیحہ نے بھی صلح کا پیغام بھیجا۔ لیکن

Marfat.com

آپ ﷺ کے وصال کے بعد جو کچھ واقعات مسیلمہ و طلیحہ پر گزرے ان کا ذکر آگے آئے گا۔

حضور اکرم ﷺ کی علالت :

اگرچہ حضور اکرم ﷺ پر سب سے پہلے اللہ جل شانہ کے قول :

اِذاجاء نصر اللّٰہ و الفتح

والی پوری سورۃ میں اپنے وصال کی خبر منکشف ہو گئی تھی اس کے بعد صفر ۱۱ھ کی دو راتیں باقی تھیں کہ آپ ﷺ کے درد محسوس ہوا۔ آپ ﷺ اسی درد کی حالت میں ازواج مطہرات کے گھروں میں باری باری تشریف لے جاتے رہے۔ یہاں تک کہ سیدہ میمونہؓ کے مکان میں ٹھہرے، تمام ازواج مطہرات نے زمانۂ علالت حجرہ عائشہؓ میں گزارنے کی اجازت دی۔ آپ ﷺ وہاں سے سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے مکان میں آگئے، باہر نکل کر لوگوں کو سمجھایا بجھایا۔ شہداء احد پر نماز پڑھی اور ان کے لئے دعاءِ مغفرت کی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ !

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو دنیا اور اس چیز کا جو اس کے پاس ہے یعنی آخرت کا اختیار دیا ہے پس بندہ نے اس کو اختیار کیا جو اس کے پاس ہے۔"

حضرت ابو بکر صدیقؓ اس جلسہ میں حاضر تھے وہ اس فقرہ کو سمجھ کر رو دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کا پانی جانوں اور بچوں سے فدیہ دیتے ہیں" آپ ﷺ نے فرمایا "خاموش رہو" اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو جمع کیا۔ ان کے حق میں دعاءِ خیر فرماتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

خطبہ نبی ﷺ :

اسی سلسلہ کلام میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا!!.....

اوصیکم بتقویٰ اللّٰہ و ا و صی اللّٰہ بکم واستخلفه علیکم واود عکم الیه انی لکم نذیر و بشیر الا تعلوا علی اللّٰہ فی بلادہ و عبادہ فانه قال لی ولکم تلك الدار الاخرة نجعلها للذین لا یدیدون علو افی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین وقال الیس فی جهنم مثوی للمتکبرین

ترجمہ : میں تمہیں تقویٰ کا حکم کرتا ہوں اور اللہ نے بھی تمہیں یہی حکم دیا ہے میں تم پر اللہ کو خلیفہ بناتا ہوں اور تمہیں اس کے ہی سپرد کرتا ہوں، بلا شبہ میں تمہیں جہنم سے ڈرانے والا اور جنت کی بشارت دینے والا ہوں۔ اللہ کے شہروں میں اور اللہ کے بندوں پر برتری حاصل نہ کرو۔ کیونکہ اللہ نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے کہ ہم نے آخرت کا گھر ان کے لئے بنایا ہے۔ جو دنیا میں برتری کا اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے اور فرمایا کہ کیا جہنم مغروروں کا ٹھکانا نہیں ؟ ؟

اس کے بعد لوگوں نے غسل کی بابت دریافت کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے انہیں کپڑوں میں کفنا دینا یا مصری کپڑا ہو یا حلہ یمانیہ ہو، پھر نماز کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”مجھے میرے تخت پر میری قبر کے کنارے رکھ کر ایک ساعت کے لئے باہر چلے جانا تاکہ ملائکہ نماز پڑھ لیں۔ اس کے بعد گروہ در گروہ نماز پڑھنا۔ پہلے میرے خاندان کے مرد نماز پڑھیں۔ ان کے بعد ان کی عورتیں، قبر میں اتارنے کی بابت فرمایا۔

Marfat.com

کہ میرے خاندان والے مجھے قبر میں رکھیں۔

واقعہ قرطاس کی حقیقت :

یہ کہہ کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس دوات اور کاغذ لاؤ میں تم کو کچھ لکھ دوں تاکہ اس کے بعد گمراہ نہ ہو، لوگ اس سلسلے میں بحث و مباحثہ کرنے لگے، تھوڑی دیر کے بعد جب پھر اس کلام کا اعادہ کرانا چاہا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ میں جس حالت میں ہوں اس سے اچھا ہوں جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو، پھر آپ ﷺ نے تین امور کی وصیت کی۔

۱﴾ ..... کہ مشرکین جزیرۂ عرب سے نکال دئے جائیں۔

۲﴾ ..... وفود کو جائزہ دیا جائے جیسا کہ ان کو جائزہ دیا جاتا تھا۔

۳﴾ ..... تیسرے پر آپ ﷺ نے خود سکوت کیا یا یہ کہ راوی خود بھول گیا۔

پھر آپ ﷺ نے انصار کے حق میں وصیت فرمائی کہ یہ لوگ میرے معاون و مددگار ہیں میں اپنی قوم سے بھاگ کر ان میں جا ملا تم لوگ اپنے کریم و محسن کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان کی غلطی سے درگزر کرو۔ اے گروہ مہاجرین تم لوگ بڑھتے چلے گئے اور انصار نہیں بڑھے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ کا رتبہ :

پھر آپ ﷺ نے مسجد کی طرف کے جتنے دروازے تھے سب کے بند کرنے کا حکم دے دیا اور حضرت ابو بکرؓ کے دروازہ پر ارشاد فرمایا کہ میں کسی کو ابو بکرؓ سے اپنی صحبت میں افضل نہیں جانتا اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو اپنا خلیل بناتا۔"

Marfat.com

حضرت ابو بکرؓ کو امامتِ نماز کا حکم :

اس کے بعد پھر درد کی شدت میں اس قدر زیادتی ہوئی کہ آپ ﷺ غافل ہو گئے۔ امہات المؤمنینؓ اور حضرت فاطمہؓ و عباسؓ و علیؓ سب کے سب آپ ﷺ کے ارد گرد آکر جمع ہو گئے۔ اس عرصہ میں نماز کا وقت آگیا، درد میں کسی قدر کمی معلوم ہوئی۔ غفلت جاتی رہی۔ لیکن ضعف کی وجہ سے اٹھ نہ سکتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ابو بکر صدیقؓ سے نماز پڑھوانے کے لئے کہو۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ ابو بکرؓ ایک ضعیف و رقیق القلب اور نرم دل آدمی ہیں آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ حضرت عمرؓ کو اس امر پر مامور فرمایئے۔ آپ ﷺ نے اس سے انکار کر کے حضرت ابو بکرؓ کو امامت پر مامور فرمایا۔

رسول اکرم ﷺ کا آخری خُطبہ :

حضرت ابو بکر صدیقؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ درد کے خفیف ہو جانے سے باہر تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مونڈھا پکڑ کر دبا دیا اور ان کو جگہ سے ہٹنے نہ دیا۔ اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے، یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نماز مکمل کی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ ﷺ کی علالت کی حالت میں تیرہ نمازیں پڑھائیں، حالت نزع میں آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا رکھا تھا۔ بار بار آپ ﷺ دستِ مبارک اس سے تر فرما کر چہرہ انور پر پھیرتے اور فرماتے !

اللھم اعنی علیٰ سکرات الموت

''اے اللہ میری مدد کر سکرات موت پر''

پھر جب پیر یعنی وفات کا دن آیا تو صبح کی نماز کے وقت آپ ﷺ سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس مرتبہ بھی نماز سے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کو پھر اپنے ہاتھ سے لوٹا دیا اور دائیں طرف بیٹھ کر نماز ادا کی۔ اس کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا!.....

„ایھاالناس معرت النار و قبلت الفتن کقطع اللیل المظلم وانی واللّٰہ ماتمسکون علیٰ بشئیی انی لم احل الا ما احل القرٰان ولم احرم الا ماحرم القرٰان

ترجمہ : ”لوگو!..... آگ بھڑ اٹھی اور اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح فتنہ آگیا۔ خبردار دین کے خلاف کوئی بات پیدا نہ کرنا۔ میں نے وہی چیز حلال حرام کی ہے جو قرآن میں ہے، اور وہی چیز حرام کی ہے جو قرآن میں ہے۔“

جب آپ ﷺ نے اپنا سلسلہ کلام ختم کیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ”دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کی عنایت سے نہایت خوشی سے صبح کی ابتداء کی جیسا کہ ہم چاہتے تھے“۔

وفات نبوی ﷺ ۱۱ھ :

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر اپنے اہلِ خانہ کے پاس سخ چلے گئے اور حضور اکرم ﷺ اپنے مکان میں تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے۔ اسی دوران عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ ایک تر مسواک ہاتھ میں لئے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کے ہاتھ سے

Marfat.com

مسواک لے کر اپنے دانتوں سے خوب چبایا۔ جب وہ نرم ہو گئی تو حضور اکرم ﷺ کو دی آپ ﷺ نے مسواک لے کر کی۔ پھر اس کو چھوڑ کر اپنے سر مبارک کو سیدہ عائشہؓ کے سینہ پر رکھ کر پاؤں پھیلا دئے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ دوپہر کے قریب اس دارِ فانی سے آپ ﷺ نے انتقال فرمایا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا انتقال میرے سینہ و حلق کے درمیان میں ہوا ہے۔ پیر کے دن دوپہر کے وقت جب کہ ربیع الاول کی گیارہ راتیں گزر چکی تھیں۔ اور اگلے دن منگل کو بعد دوپہر مدفون ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی کیفیت :

حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوتے ہی صحابہ کرامؓ میں حیرانی و پریشانی پھیل گئی۔ جو شخص اس واقعہ کو سنتا تھا حیران و ششدر رہ جاتا تھا نہ توان کے ہوش و ہواس باقی تھے اور جو اس وقت حجرہ شریف اور مسجدِ نبوی ﷺ میں موجود تھے اور نہ وہ حیرت و پریشانی سے بری تھے۔ لوگ یہ خبر سن کر جوق در جوق چلے آرہے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اس وقت اپنے اہل کے پاس سخ گئے ہوئے تھے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ اور اکثر جلیل القدر صحابہؓ موجود تھے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ اس حادثہ ناگہانی سے بے خود ہو گئے۔ ہوش و حواس جاتے رہے، تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے !.....

ان رجالاً من المنافقین زعموان ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مات وانہ لم یمت وانہ ذھب الیٰ ربہٖ کما ذھب موسیٰ ولیر جعن فیقطعن ایدیٰ رجال وارجلھم

ترجمہ : کچھ منافقوں کا خیال ہے کہ اللہ کے رسول فوت ہو گئے۔ حالانکہ آپ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ موسیٰ کی طرح

Marfat.com

اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں اور واپس آکر ان
لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔

حضرت عمرؓ جوش و غضب میں یہ کہے جا رہے تھے۔ لیکن کسی کی مجال نہ تھی کہ کوئی شخص ان سے یہ کہتا کہ تم تلوار نیام میں کر لو۔ حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابو بکرؓ کی استقامت :

اسی دوران یہ واقعہ جاں گداز سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ آن پہنچے اور سیدھے حجرہ مبارک میں حضرت عائشہؓ کی گود سے سر مبارک لے کر بغور دیکھا۔ کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں بے شک آپ ﷺ نے اس موت کا ذائقہ چکھا جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے لکھا تھا اور اب ہرگز اس کے بعد آپ ﷺ کو موت نہیں آئے گی۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

کہتے ہوئے باہر آئے۔ حضرت عمر بن خطابؓ لوگوں سے وہی باتیں کہہ رہے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے کہا، چپ رہو۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے پھر بھی خیال نہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دوبارہ کہنا نہ مناسب سمجھا اور علیحدہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوئے۔ جس قدر آدمی حضرت عمرؓ کے پاس جمع تھے وہ سب حضرت عمرؓ کو تنہا چھوڑ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس چلے آئے۔

حضرت ابو بکرؓ کا خطبہ :

پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد خطبہ پڑھا!!.....

ایھا الناس من کان یعبد محمدً افان محمدً اقدمات

Marfat.com

ومن كان يعبد اللّٰه فان اللّٰه حی لايموت ثم تلاو ما محمد الا رسول قدخلت من قبله الرسل افان مات اوقتل انقلبتم علیٰ اعقابكم ومن ينقلب علیٰ عقبيه فلن يضر اللّٰه شيئاً و سيجزی اللّٰه الشاكرين"

ترجمہ : جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو محمد ﷺ فوت ہو گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا، تو اللہ زندہ ہے اور اسے فنا نہیں۔ پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی۔ محمد ﷺ ایک رسول ہی تو ہیں۔ آپ ﷺ سے پہلے بھی رسول گزرے ہیں پھر اگر آپ ﷺ فوت ہو جائیں یا قتل کر دئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر لوٹ جائے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اور اللہ شکر گزاروں کو جزا دینے والا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کے خطبہ کا لوگوں پر اثر :

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی زبان سے ان آیات کا نکلنا تھا کہ یکایکلوگوں کے خیالات بدل گئے اور حیرت اور سراسیمگی کا عالم ایسا دُور ہو گیا کہ گویا اس سے پہلے وہ تھا ہی نہیں۔ اس فوری تبدیلی سے گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحابہ کرامؓ اس آیت کریمہ کے نزول کا حال ہی نہ جانتے تھے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ پہلے میں نے حضرت ابو بکرؓ کے کہنے پر مطلق خیال نہیں کیا۔ لیکن جس وقت انہوں نے یہ آیت پڑھی تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ گویا یہ آیت کریمہ ابھی نازل ہوئی ہے۔ مارے خوف کے میرے پاؤں تھرا گئے اور اس قدر کانپے کہ میں زمین پر گر پڑا اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

Marfat.com

سقیفہ بو ساعدہ :

یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص نے آکر یہ خبر دی کہ انصار سقیفہ بو ساعدہ میں جمع ہیں ہیں اور وہ سب سعد بن عبادہؓ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں اور ان میں سے اکثر یہ بھی کہتے ہیں۔

"منا امیر و من قریش امیر"

یعنی ایک ہمارا امیر ہو اور ایک اہلِ قریش کا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ و حضرت عمر بن خطابؓ مع ایک گروہ مہاجرین صحابہ کرامؓ کے ساتھ اس شور و غل کو روکنے کے لئے سقیفہ بو ساعدہ کی طرف گئے اور حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں لڑکے فضلؓ و قثمؓ اور اسامہؓ بن زید، حضور اکرم ﷺ کی تجہیز و تکفین پر تعینات تھے۔

تجہیز و تکفینِ نبوی ﷺ :

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ ﷺ کی پشت مبارک کو ٹیک لگائے ہوئے غسل دے رہے تھے اور عباسؓ اور ان کے دونوں لڑکے کروٹ دلا رہے تھے۔ اور اسامہؓ اور سقرانؓ پانی ڈال رہے تھے۔ ان لوگوں نے غسل دینے سے پہلے اس بات پر اختلاف کیا تھا کہ آپ ﷺ کو برہنہ کر کے نہلائیں یا کہ کپڑوں کے ساتھ۔ اچانک مکان کے باہر سے یہ آواز آئی۔

"کپڑے نہ اتارے جائیں۔ آپ ﷺ کو کپڑوں کے ساتھ نہلایا جائے" ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ غسل دینے کے بعد تین کپڑوں میں کفنایا۔ دو تو سفید تھے اور ایک برد یمانیہ تھی، پھر قبر کھودنے والوں کو بلایا۔ ایک ان میں سے لحد بناتا تھا اور دوسرا بغلی کھودتا تھا۔ صحابہ کرامؓ کا اس میں بھی باہم اختلاف ہوا کہ کوئی کہتا تھا کہ صندوقی قبر کھودی جائے اور کسی کی رائے بغلی قبر بنانے کی تھی۔ حضرت عباسؓ نے دو شخصوں کو ان دونوں آدمیوں کے بلانے کو بھیجا

Marfat.com

اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ جو قبر اپنے نبی ﷺ کے لئے پسند کرنا ہو اس کو بھیج، پس وہی شخص پہلے آیا جو صندوقی قبر بناتا تھا۔ یعنی ابو طلحہ زید بن سہیلؓ یہی اہلِ مدینہ کی قبر کھودا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے لئے صندوقی قبر بنائی۔

جب بروز منگل آپ ﷺ کی تجہیز سے فراغت ہوئی اور آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے مکان کے تخت پر رکھا تو پھر صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کے مقامِ دفن میں اختلاف کیا۔ بعض کہتے تھے کہ مسجدِ مبارک میں دفن کئے جائیں اور بعض کہتے تھے اپنے ہی مکان میں، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ کسی نبی کی روح نہیں قبض کی گئی مگر وہ وہیں دفن کیا گیا۔ جہاں پر اس کی روح قبض کی گئی ہے۔ لوگوں نے یہ سنتے ہی آپ ﷺ کے فرش کو جس پر آپ ﷺ کا انتقال ہوا تھا اٹھا دیا اور اسی جگہ پر قبر کھودی گئی۔ اس کے بعد گروہ در گروہ پہلے مردوں نے، ان کے بعد عورتوں نے، ان کے بعد لڑکوں نے اور پھر غلاموں نے نماز پڑھنی شروع کر دی، کوئی کسی کی امامت نہ کرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ کی نصف شب بدھ کے دن تدفین عمل میں لائی گئی۔ حضرت سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ واقعہ ربیع الاول کی بارھویں شب کا تھا اس حساب سے ہجرت کے دس سال پورے ہو گئے تریسٹھ سال کی عمر میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ لیکن بعض پینسٹھ، بعض ساٹھ بھی بتلاتے ہیں۔

سقیفہ بنو ساعدہ کا قصہ :

حضور اکرم ﷺ کے انتقال سے آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرامؓ پر جو کیفیت طاری ہوئی وہ قدرتی تھی۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بعض کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہی نہیں ہوا ان کا یہ کہنا فرطِ محبت کے سبب سے تھا نہ کہ کم فہمی سبب۔ اسی اثناء میں انصار، سقیفہ بنو ساعدہ میں

Marfat.com

سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ''رسول اکرم ﷺ کے بعد خلافت کا حق انصارؓ کو حاصل ہے۔ کیونکہ انہوں نے دین کی مدد کی۔ رسول اکرم ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرایا۔ ان کے ساتھ مل کر دشمنانِ دین سے لڑے، لیکن وہ مہاجرین جو سقیفہ پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے اس کی مخالفت کی، چنانچہ فریقین میں بحث و تکرار ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ اس امر کی اطلاع حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو ہوئی یہ دونوں بزرگ ابو عبیدہؓ بن الجراحؓ کے ہمراہ سقیفہ روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرت عاصم بن عدیؓ و حضرت عویم بن سامدہؓ سے ملاقات ہو گئی، عاصم و عویمؓ نے ان کو روکنے کا ارادہ کیا لیکن وہ لوگ ان کے روکنے سے نہ رکے جس قدر جلد ممکن ہو سکا سقیفہ میں جہاں انصار جمع تھے پہنچے اور باہم گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہوا۔

مسئلہ خلافت پر بحث :

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے تاثرات :

ہم لوگ سابقین اولین میں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں رہے، کفار کے ہاتھوں سے ایذائیں اٹھائیں، پھر انہیں کے ساتھ ہجرت کی۔ تم لوگ اس بارے میں ہم لوگوں سے بحث و تکرار نہ کرو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم کو حق نصرت نیز سابق الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس لحاظ سے ہم لوگ امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔

حباب بن منذر بن الجموع کے تاثرات :

مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ یہ کہہ کر انصار کی طرف مخاطب ہو کر کہا ''اے گروہ انصار اگر مہاجرین اس سے انکار کریں تو ان کو تم اپنی تلواروں سے اپنے شہر سے نکال باہر کرو، دین کی اشاعت ہمارے ذریعہ سے ہوئی ہے، ہم لوگ خلافت رسول ﷺ کے مستحق

Marfat.com

ہیں لیکن تنازعہ ختم کرنے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ ایک ان میں سے امیر ہو اور ایک ہم میں سے ہو۔

عمرؓ بن الخطاب کے تاثرات :

تم کو خوب یاد ہو گا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم کو تمہارے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت کی ہے اور اگر تم امارت کے مستحق ہوتے تو حضور اکرم تم کو وصیت کرتے۔

عمرؓ بن الخطاب ابھی اس قدر کہنے پائے تھے کہ حباب بن المنذرؓ اٹھ کر پھر بحث و تکرار نے لگے اور دونوں آدمیوں میں زور زور سے باتیں ہونے لگیں۔ حضرت عبیدۃ بن جراح ان دونوں بزرگوں کو روک رہے تھے اور یہ کہتے جا رہے تھے اے گروہ انصار، اللہ سے ڈرو تم لوگ وہ ہو جنہوں نے سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ کی مدد کی۔ اب تم سب سے پہلے ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے اپنی اپنی طبیعتوں اور مزاجوں کو تبدیل کر دیا ہو۔

بشیر بن سعدؓ بن النعمان بن کعب بن الخزرج کے تاثرات :

بے شک حضور اکرم ﷺ قبیلہ قریش سے تھے اور ان کی قوم امارت و خلافت کی زیادہ مستحق ہے اور ہم لوگ اگرچہ انصارِؓ دین اور سابق الاسلام ہیں۔ لیکن اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کا راضی رکھنا تھا اور اس کی اطاعت مد نظر تھی اس کا معاوضہ ہم دنیا میں نہیں چاہتے اور نہ اس بابت ہم مہاجرین سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں۔

حبابؓ بن المنذر کے تاثرات :

اے بشیر تو نے واللہ بڑی بزدلی ظاہر کی تو نے تو سارا معاملہ ہی درہم برہم کر دیا۔

Marfat.com

بشیرؓ نے کہا :

نہیں نہیں میں نے بزدلی سے اپنا خیال ظاہر نہیں کیا بلکہ مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ میں امارت و خلافت کے لئے ایسی قوم سے نزاع کروں جو اس کی مستحق ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''الأئمة من قریش'' امام قریش سے ہوں گے۔

اس بات کے ختم ہوتے ہی دو چار انصارؓ و مہاجرینؓ نے اس حدیث کی تصدیق کر دی، جس سے حبابؓ بن المنذر کا خیال بدل گیا اور دفعتہً وہ شور و غل جو اس مجمع میں امارت کے سلسلے میں برپا تھا بالکل ختم ہو گیا۔ سب کے سب ایک خاموشی کی حالت میں ہو گئے، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ و ابو عبیدہؓ کی طرف بیعت کا اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں ہرگز بیعت نہ لوں گا جب تک ابو بکر صدیقؓ موجود ہیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔

بیعت خلافت حضرت ابو بکر صدیقؓ :

تب بشیرؓ بن سعد نے اٹھ کر سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہؓ نے۔ پھر اوس نے، کیونکہ یہ خزرج کی امارت سے کبیدہ خاطر تھے۔ انہیں لوگوں میں اسیدؓ بن حضیر بھی تھے۔ ان کے بعد بیعت کرنے والے چاروں طرف سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت پر امنڈتے چلے آتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایسی کثرت ہو گئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ سعد بن عبادہؓ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کسی نے ان کے ہمراہیوں میں سے کہا دیکھو کہیں سعد اس کشمکش میں دب کر نہ مر جائے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ اس کو اللہ تعالیٰ ہی نے مارا ہے۔ سعدؓ یہ سنتے ہی اٹھ کر ان سے دست و گریباں ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کو بھی غصہ آگیا۔

تاہم حضرت ابو بکر صدیقؓ کے روکنے سے رک گئے۔ جب سب لوگ بیعت کر چکے تو سعدؓ سے بیعت کرنے کے لئے کہا گیا۔ سعدؓ نے بیعت سے انکار کیا۔ حضرت بشیرؓ نے کہا یہ تنِ تنہا آدمی ہیں۔ ان سے درگزر کرو۔ ان کو ان کی حالت پر رہنے دو، پس حضرت سعدؓ بن عبادہؓ اس واقعہ کے بعد نہ تو ان کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے تھے اور نہ ان سے ملتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا انتقال ہو گیا۔ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ نے بھی تھوڑی دیر کے بعد اسی دن ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت سعدؓ بن عبادہ شام کی طرف چلے گئے تھے اور وہیں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ انتقال ہو گیا۔ مشہور ہے کہ ان کو جن نے مارا ہے اس روایت کی تائید میں یہ بیت پڑھی جاتی ہیں ؎

نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ
فرمیناہ بسھمین فلم نخط فوادہ

ترجمہ : ہم نے سعد بن عبادہؓ سردارِ خزرج کو قتل کر دیا۔ ہم نے ان کے دو تیر مارے اور ان کے دل سے خطا نہیں کی۔

حضرت علیؓ اور حضرت ابو سفیانؓ :

یہ بیعت اتفاق و باجماع انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم ہوئی۔ اگرچہ ابتداً انصارؓ میں سے سعد بن عبادہؓ اور مہاجرین میں سے حضرت علیؓ و بنو ہاشم و زبیرؓ و طلحہؓ بیعت میں پیچھے رہے، لیکن بیعت سے پہلے اور بعد کے احوال پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کا ابتداءً بیعت سے پیچھے رہنا بہ تقاضائے بشریت سے تھا نہ کہ کسی اور خیال و وجہ سے، جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کے بعد ایک روز ابو سفیانؓ مدینہ میں حضرت علیؓ کے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ ”مدینہ منورہ میں میں ایک عجیب شورش دیکھتا ہوں، جس کو سوائے کشت و خون کے اور کوئی چیز

Marfat.com

نہیں فرو کر سکتی، اے آل عبدِ مناف ابو بکرؓ تمہارے ہوتے ہوئے سر داری کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے۔ کہاں ہیں وہ دونوں ضعیف حضرت علیؓ و عباسؓ، یہ عجیب بات ہے کہ حکومت و سلطنت قریش کے نہایت چھوٹے اور حقیر قبیلہ میں چلی جائے۔ یہ کہہ کر حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا:

''ابسط یدك ابایعك فواللّٰه لئن شئت لا ملانها علیه خیلا وار جلا''

ہاتھ بڑھاؤ میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر کہو تو میں حضرت ابو بکرؓ پر یہ میدان تنگ کر دوں اور پلک جھپکنے میں اسے سوار و پیادوں سے بھر دوں، !!.....

حضرت علیؓ نے یہ سن کر اس کا جواب نہایت سختی سے دیا اور کہا!

''واللہ تمہاری اس بات میں سوائے فتنہ و فساد کے اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ خدا کی قسم تم نے اسلام میں آتشِ فتنہ روشن کرنے کی کوشش کی ہے۔ جاؤ مجھے تمہاری نصیحت کی قطعاً ضرورت نہیں۔''

حضرت علیؓ کی بیعت:

ابو سفیان اس جواب سے اپنے کہے پر شرمندہ ہو کر اٹھ گئے اور حضرت علیؓ سیدھے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس گئے، اتفاق سے اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ''کہ میں آپؓ سے کچھ گفتگو کرنے آیا ہوں اور خلوت چاہتا ہوں'' حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو ہٹا دیا۔ تب حضرت علیؓ نے فرمایا 'آپؓ نے سقیفہ میں میری عدم موجودگی میں بیعت کیوں لی؟ آپؓ نے مجھے سے مشورہ تک نہ لیا۔ آپؓ مجھ کو بلوا لیتے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جواب دیا 'کہ میں سقیفہ میں بیعت لینے کی غرض سے

Marfat.com

نہیں گیا تھا، بلکہ انصار و مہاجرین کا تنازعہ رفع کرنے گیا تھا۔ انصارؓ کہتے تھے کہ ہم میں سے امیر ہو اور مہاجرین کہتے تھے کہ ہم میں سے ہو، دونوں اس بات پر لڑنے پر تیار ہو رہے تھے۔ میں نے خود اپنی بیعت کی درخواست نہیں کی بلکہ حاضرین نے بالاتفاق خود میرے ہاتھ پر بیعت کی باقی رہی یہ بات کہ میں نے تم کو بلوایا نہیں اور میں نے مشورہ نہیں لیا۔ اس کا انصاف تم خود کر سکتے ہو کہ تم جب کہ تجہیز و تکفین میں مصروف تھے تو میں تم کو کیسے محض اس کام کے لئے وہاں سے بلواتا اور اس سلسلے میں مشورہ کرتا۔ اگر میں ان لوگوں کے کہنے سے بیعت نہ لیتا تو بہت جلد اس قدر فتنہ و فساد برپا ہو جاتا کہ جس کا فرو کرنا امکان سے باہر تھا۔ حضرت علیؓ یہ جواب سن کر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے رہے اس کے بعد ہاتھ بڑھا کر حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ طبری نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے انتقال کے چالیس روز بعد حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور یہی صحیح ہے۔

خطبۂ خلافت :

حضرت ابو بکر صدیقؓ بیعتِ سقیفہ کے دوسرے دن مسجد میں آئے اور ممبر پر بیٹھ کر لوگوں سے بیعت عامہ لی اس کے بعد کھڑے ہو کر حمد و مدحِ رسول ﷺ کے بعد حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا!.....

ایھاالناس قد ولیت علیکم ولست بخیر کم فان احسنت فاعینونی وان اسات فقومونی الصدق امانة والکذب خیانة والضعیف فیکم قوی عندی حتی اخذ له حقه و القویٰ ضعیف عندی حتیٰ حق اخذمنه الحق انشاء اللّٰه تعالیٰ، لا یدع منکم الجهاد فانه لا یدعه قوم الاضربهم اللّٰه بالذل اطیعونی ما اطعت اللّٰه و رسول ﷺ فاذا عصیت اللّٰه و رسول ﷺ فلاطاعة لی علیکم قوموا الی صلواتکم

Marfat.com

رحمکم اللّٰہ

ترجمہ : لوگو! میں تمہارا حاکم بنادیا گیا ہوں حالانکہ تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں ٹھیک ٹھیک رہوں تو میری مدد کرو اور اگر بری راہ اختیار کر لوں تو مجھے سیدھا کر دو سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں اس کا حق اسے نہ دلوادوں اور قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق واپس نہ لے لوں کوئی شخص جہاد ترک نہ کرے، کیونکہ اللہ جہاد چھوڑنے والوں پر ذلت ڈال دیتا ہے تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں اور جب نافرمانی کرنے لگوں تو میری اطاعت نہ کرو اچھا اب نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تم پر رحم فرمائے۔

من گھڑت اور لغو روایتیں :

اسی واقعہ کے دوران لوگوں نے خوب خوب قصے ایجاد کئے ہیں کوئی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا گھر جلا دیا۔ اس وجہ سے کہ وہاں وہ لوگ جمع ہوتے تھے جنہوں نے بیعت سے توقف کیا تھا اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کی مشکیں باندھ کر بیعت کرنے کو پکڑ کر لائے تھے اور حضرت فاطمہؓ کے ایک لات ماری تھی جس سے اسقاط حمل ہو گیا۔ لیکن میرے نزدیک ان روایات کی اس کے سوائے کوئی اصلیت نہیں ہے کہ محبت کے پردے میں بھی لوگوں نے بزرگانِ دین کی ہر پہلو سے توہین و تشنیع کی ہے۔

واللّٰہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا

Marfat.com

آئینۂ معلومات قرآن

(سوالاً جواباً)

مرتبہ

نصرت علی اثیر

الفیصل
ناشران و تاجرانِ کتب
اردو بازار لاہور

Marfat.com

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

— کا —

انسائیکلوپیڈیا

(کوئز بک)

محمد مسعود عبدہٗ

محمد الیاس عادل

الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب
اردو بازار لاہور

Marfat.com

ہماری بہترین کتب

- ☆ سیرت النبیؐ کا انسائیکلوپیڈیا
- ☆ آئینہ معلومات احادیث
- ☆ آئینہ معلومات خلفائے راشدینؓ
- ☆ شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا
- ☆ اسلامی سائنس
- ☆ مسلم سائنس
- ☆ قائداعظمؒ کا پیغام
- ☆ قائداعظمؒ کوئز
- ☆ آئینہ معلومات علامہ اقبالؒ
- ☆ آئینہ معلومات پاکستان
- ☆ ہماری کائنات

ISBN 969-503-182-X
9 799695 031826

ناشران و تاجرانِ کتب
الفیصل
اردو بازار لاہور

Marfat.com